باطنی بیماریوں کی تعریفات، اَسباب وعلاج ودیگر مفید معلومات پر مبنی ایک رہنما کتاب

باطنی بیماریوں کی معلومات





پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیۃ
(شعبہ بیاناتِ دعوتِ اسلامی)

باطِنی بیماریوں کی تعریفات، اَسباب وعِلاج ودیگر مفید مَعلُومات پر مَبنی ایک رَہنُما کتاب

باطِنی بیمارِیوں کی مَعلُومات

پیش کش

مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبۂ بیاناتِ دعوتِ اسلامی

ناشر

مکتبۃ المدینہ باب المدینہ کراچی

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیۡکَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصۡحٰبِکَ یَاحَبِیۡبَ اللّٰہ

نام کتاب : **باطنی بیماریوں کی معلومات**

پیش کش : مجلس **المدینة العلمیة** (شعبۂ بیاناتِ دعوتِ اسلامی)

سن طباعت : شَعْبانُ الْمُعَظَّم ۱۴۳۵ ہجری بمطابق جون ۲۰۱۴ء

تعداد :

ناشر : **مکتبة المدینه** باب المدینہ (کراچی)

تصدیق نامہ

تاریخ: ۳ شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ حوالہ نمبر: ۱۹۴

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْن

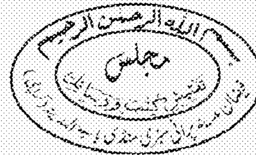
تصدیق کی جاتی ہے کہ کتاب

باطنی بیماریوں کی معلومات

(مطبوعہ مکتبۃ المدینہ) پر مجلس تفتیشِ کتب و رسائل کی جانب سے نظرِ ثانی کی کوشش کی گئی ہے۔ مجلس نے اسے مطالب و مفاہیم کے اعتبار سے مقدور بھر ملاحظہ کر لیا ہے، البتہ کمپوزنگ یا کتابت کی غلطیوں کا ذمہ مجلس پر نہیں۔

مجلس تفتیشِ کتب و رسائل (دعوتِ اسلامی)

03-06-2014



Email: ilmia@dawateislami.net

یادداشت

(دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈر لائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرما لیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ علم میں ترقی ہوگی۔)

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

”گناہوں سے بچا یاربّ!“ کے پندرہ حُرُوف کی نسبت سے اِس کتاب کو پڑھنے کی ”15 نِیّتیں“

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم : **نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِه** مسلمان کی نیّت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (معجم کبیر، یحیی بن قیس، ج ۶، ص ۱۸۵، حدیث : ۵۹۴۲)

دو مَدَنی پھول

﴿۱﴾ بغیر اچّھی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔
﴿۲﴾ جتنی اچّھی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

(۱) ہر بار حَمد و (۲) صلوٰۃ اور (۳) تعوُّذ و (۴) تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہوجائے گا)۔ (۵) رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کیلئے اس کتاب کا اوّل تا آخر مطالعہ کروں گا۔ (۶) حتَّی الْوَسْع اِس کا باوُضُو اور (۷) قِبلہ رُو مُطالَعہ کروں گا (۸) قرآنی آیات اور (۹) اَحادیثِ مبارَکہ کی زِیارت کروں گا (۱۰) جہاں جہاں ”اللہ“ کا نام پاک آئے گا وہاں عَزَّوَجَلَّ اور (۱۱) جہاں جہاں ”سرکار“ کا اِسمِ مبارَک آئے گا وہاں صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم پڑھوں گا۔ (۱۲) (اپنے ذاتی نسخے پر) ”یادداشت“ والے صفحہ پر ضَروری نِکات لکھوں گا۔ (۱۳) دوسروں کو یہ کتاب پڑھنے کی ترغیب دلاؤں گا۔ (۱۴) فرض علوم سیکھوں گا۔ (۱۵) کتابت وغیرہ میں شَرعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطَّلع کروں گا۔ (مصنّف یا ناشِرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا)

اِجمالی فہرست



اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

المدینة العلمیة

از: بانیِ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّارؔ قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی اِحْسَانِہٖ وَ بِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **''دعوتِ اسلامی''** نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا **عَزْمِ مُصَمَّم** رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن وخوبی سر انجام دینے کے لئے **مُتَعَدَّد** مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس **''المدینة العلمیة''** بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء ومُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہُ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔ اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(1) شعبہ کُتُبِ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ **(2)** شعبہ درسی کُتُب

(3) شعبہ اصلاحی کُتُب **(4)** شعبہ تراجمِ کتب

(5) شعبہ تفتیشِ کُتُب **(6)** شعبہ تخریج

''المدینة العلمیة'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰ حضرت اِمامِ اَہلسنّت، عظیم

البرکت، عظیم المرتبت، پروانہ شمعِ رسالت، مُجدّدِ دِین و مِلّت، حامی سنّت، ماحی بدعت، عالمِ شریعت، پیرِ طریقت، باعثِ خیر و برکت، حضرتِ علاّمہ مولٰینا الحاج الحافظ القاری شاہ **اِمام اَحمد رَضا خان** علیہ رحمۃ الرحمٰن کی گراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق **حتَّی الْوَسع** سَہل اُسلُوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔

اللہ عزوجل ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمُول ''**المدینۃ العلمیۃ**'' کو دن گیارھویں اور رات بارھویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اِخلاص سے آراستہ فرما کر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہٖ وسلَّم



رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

باطنی گناہوں کی تباہ کاریاں

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہم میں سے ہر ایک کو اس دنیا میں اپنے اپنے حصے کی زندگی گزار کر جہانِ آخرت کے سفر پر روانہ ہوجانا ہے۔اس سفر کے دوران ہمیں قبرو حشر اور پُلْ صِراط کے نازُک مرحلوں سے گزرنا پڑے گا،اس کے بعد جنت یا دوزخ ٹھکانہ ہوگا۔اس دنیا میں کی جانے والی نیکیاں دارِآخرت کی آبادی جبکہ گناہ بربادی کا سبب بنتے ہیں۔جس طرح کچھ نیکیاں **ظاہری** ہوتی ہیں جیسے نماز اور کچھ **باطنی** مثلاً اِخلاص۔اسی طرح بعض گناہ بھی **ظاہری** ہوتے ہیں جیسے قتل اور بعض **باطنی** جیسے تکبُّر۔ اس پُرفِتَن دور میں اَوّل تو گناہوں سے بچنے کا ذہن بہت ہی کم ہے اور جو خوش نصیب اسلامی بھائی گناہوں کے عِلاج کی کوششیں کرتے بھی ہیں تو ان کی زیادہ تر توجُّہ **ظاہری گناہوں** سے بچنے پر ہوتی ہے۔ایسے میں **باطنی گناہوں** کا عِلاج نہیں ہو پاتا حالانکہ یہ **ظاہری گناہوں** کی نسبت زیادہ خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ ایک **باطنی گناہ** بے شمار **ظاہری گناہوں** کا سبب بن سکتا ہے۔مثلاً قتل،ظُلم،غیبت،چُغلی،عیب دَری جیسے گناہوں کے پیچھے کینے اور کینے کے پیچھے غصے کا ہاتھ ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ اگر **باطنی گناہوں** کا تَسلّی بَخش عِلاج کرلیا جائے تو بہت سے **ظاہری گناہوں** سے بچنا اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بے حد آسان ہوجائے گا۔

حُجَّةُ الْاِسْلام حضرت سیِّدُ نا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی لکھتے ہیں: ''ظاہری اَعمال کا باطنی اَوصاف کے ساتھ ایک خاص تعلُّق ہے۔ اگر باطن خراب ہو تو ظاہری اَعمال بھی خراب ہوں گے اور اگر باطن حَسَد، رِیا اور تکبُّر وغیرہ عُیُوب سے پاک ہو تو ظاہری اعمال بھی دُرُست ہوتے ہیں۔'' (منہاج العابدین، ص ۱۳ ملخصًا) **باطنی گناہوں کا تعلق عموماً دل کے ساتھ ہوتا ہے۔ لہٰذا دل کی اِصلاح بہت ضروری ہے۔**

امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی ایک اور مقام پر فرماتے ہیں: ''جس کی حفاظت اور نگہداشت بہت ضروری ہے وہ دل ہے کیونکہ یہ تمام جسم کی اصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اگر تیرا دل خراب ہو جائے تو تمام اعضاء خراب ہو جائیں گے اور اگر تو اس کی اصلاح کر لے تو باقی سب اعضاء کی اصلاح خود بخود ہو جائے گی۔ کیونکہ دل درخت کے تنے کی مانند ہے اور باقی اعضاء شاخوں کی طرح، اور شاخوں کی اصلاح یا خرابی درخت کے تنے پر موقوف ہے۔ تو اگر تیری آنکھ، زبان، پیٹ وغیرہ درست ہوں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تیرا دل درست اور اصلاح یافتہ ہے اور اگر یہ تمام اعضاء گناہوں کی طرف راغب ہوں تو سمجھ لے کہ تیرا دل خراب ہے۔ پھر تجھے یقین کر لینا چاہیے کہ دل کا فساد اور سنگین ہے۔ اس لیے **اصلاحِ قلب** کی طرف پوری توجہ دے تاکہ تمام اعضاء کی اصلاح ہو جائے اور تو روحانی راحت محسوس کرے۔ پھر **قلب کی اِصلاح** نہایت مشکل اور دشوار ہے کیونکہ اس کی خرابی **خطرات و وَساوِس** پر مَبنی ہے جن کا پیدا ہونا بندے کے اختیار میں نہیں۔ اس لیے اس کی اصلاح میں پوری ہوشیاری، بیداری

اور بہت زیادہ جِدّ و جُہد کی ضرورت ہے۔ انہی وُجوہات کی بنا پر اَصحابِ مُجاہَدہ ورِیاضَت اِصلاحِ قلب کو زیادہ دُشوار خیال کرتے ہیں اور اَربابِ بَصیرت اُس کی اِصلاح کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔'' (منہاج العابدین، ص ۱۶۴)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ہر اسلامی بھائی پر **ظاہری گناہوں** کے ساتھ ساتھ **باطنی گناہوں** کے عِلاج پر بھی بھرپور توجُّہ دینا لازم ہے تاکہ ہم اپنے دارِ آخرت کو ان کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھ سکیں۔ **باطنی گناہوں کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہے۔** چنانچہ اعلیٰ حضرت، عَظِیمُ البَرَکت، مُجَدِّدِ دِین و مِلَّت، پَروانۂ شَمع رِسالَت، مولانا شاہ **امام احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن **''فتاویٰ رضویہ''** جلد ۲۳، صفحہ ۶۲۴ پر ارشاد فرماتے ہیں:

''**مُحَرَّمَاتِ بَاطِنِیَّہ** (یعنی باطِنی مَمنُوعات مَثَلاً) **تکبر وریا وعجب** (یعنی غرور) **وحسد** وغیرہا اور ان کے **مُعَالَجَات** (یعنی علاج) کہ ان کا علم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔''

باطنی گناہوں کے علم کی اِسی اہمیت وضرورت کے پیشِ نظر ایک بار شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے مجلس **المدینۃ العلمیۃ** کے سامنے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ **باطنی مُہلِکات** پر ایک ایسی کتاب مُرتَّب کی جائے جس میں حتَّی المَقدُور ہر ایک کی تعریف، آیتِ مبارکہ، حدیثِ پاک، حکم اور حکایت ہو۔ جس سے اسلامی بھائی و اسلامی بہنیں اِستِفادہ کر سکیں۔ نیز آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے چند **مُہلِکات** پر

ابتدائی کام کرکے اس کا آغاز فرمایا اور پھر اس کی تکمیل کے لیے مجلس **المدینۃ العلمیۃ** کے سپرد کر دیا۔ **اَلْحَمْدُ لِلّٰہ** عَزَّوَجَلَّ **المدینۃ العلمیۃ** کے شعبۂ بیاناتِ دعوتِ اسلامی کے تحت اس عظیم کام کو آگے بڑھایا گیا اور کم وبیش تین ماہ کے قلیل عرصے میں سنتالیس **47** مُہلِکات پر مشتمل یہ کتاب بنام **"باطنی بیماریوں کی معلومات"** مکمل کی گئی۔ اس کتاب پر بالخصوص دو مدنی اسلامی بھائیوں **ابوفراز محمد اعجاز عطاری المدنی** اور **ناصر جمال عطاری المدنی** سَلَّمَہُمَا اللہُ الْغَنِی نے کام کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ **کام کی تفصیل** کچھ یوں ہے:

(1)......اس کتاب میں فقط اعلیٰ حضرت، مولانا شاہ **امام احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کے **فتاویٰ رضویہ شریف** میں ذکر کردہ چالیس **40** اور **عارِفْ بِاللّٰہ** حضرت علامہ **عبدالغنی نابلسی** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی و **حُجَّۃُ الْاِسْلَام** حضرت سیِّدُنا **امام محمد غزالی** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی کے ذکر کردہ کم وبیش سات **7 اِضافی باطنی مُہلِکات** سمیت کل سنتالیس **47 باطنی مُہلِکات** اور اُن کے **مُتعلَّقات** کو ہی ذکر کیا گیا ہے۔

(2)......**مشکل تعریفات** سے اِحتراز کرتے ہوئے مشہور اور عام فہم **تعریفات** پر ہی اِکتفاء کیا گیا ہے البتہ بعض جگہ ضرورتاً ایک سے زائد تعریفات کو یکجا کر کے بھی بیان کیا گیا ہے۔

(3)......**تعریفات** کو بھی حتی المقدور باحوالہ ذکر کیا گیا ہے۔ البتہ جہاں کوئی تعریف باحوالہ دستیاب نہ ہو سکی وہاں اس **مُہلِک** کی عام فہم تعریف کر دی گئی ہے۔

(4)......بسا اوقات کسی چیز کی تعریف میں اُس کی ایک مخصوص قسم یا چند اَقسام کا ذکر ہوتا ہے لیکن ہم نے تعریف کا فقط وہی پہلو ذکر کیا ہے جس کا تعلق **مُہلِکات** کے ساتھ ہے۔

(5)......بعض جگہ **مُہلِک** کی مختلف اَقسام یا مخصوص صورتوں کو بھی علیحدہ سے مختصراً واضح کیا گیا ہے۔

(6)......اکثر **مُہلِکات** کے تحت قرآنی آیت کو بھی ذکر کیا گیا ہے، چونکہ **مُہلِکات** سے متعلق ایسی آیات بہت کم ہیں جن میں فقط ہلاکت خیزیوں کا ہی بیان ہو، اِس لیے اُس **مُہلِک** سے متعلق جو بھی آیت دستیاب ہوئی اسے ذکر کر دیا گیا ہے۔ البتہ اِس بات کا لحاظ نہیں کیا گیا کہ اُس میں ہلاکت ہی کے پہلو کا ذکر ہو بلکہ اُس آیت میں متعلقہ **مُہلِک** سے متعلق کسی بھی پہلو (جیسے فقط **مُہلِک** کا ذکر، کفار سے تعلق، مخصوص قسم، ہلاکت کا ذکر، دُنیوی انجام، اُخروی انجام، فسق اعتقادی، فسق عملی یا بچنے کا حکم وغیرہ) کا ذکر تھا وہ آیت بھی اُس **مُہلِک** کے تحت ذکر کر دی گئی ہے۔

(7)......بعض جگہ کسی **مُہلِک** کی دو مختلف اقسام سے متعلقہ دو دو آیات کو بھی ذکر کیا گیا ہے۔

(8)......قرآنِ پاک کی تمام آیات کو قرآنی رسم الخط میں لکھنے کے ساتھ ساتھ اُن کا مکمل حوالہ بھی دیا گیا ہے نیز **المدینة العلمیة** کے اُسلوب کے تحت آیاتِ مبارکہ کا ترجمہ حَتَّی الْمَقْدُور فقط **''کنزالایمان''** سے ہی لیا گیا ہے۔

(9)......آیاتِ مبارکہ کی جہاں تفسیر کی حاجت تھی وہاں ضرورتاً تفسیر بھی دے دی گئی ہے تاکہ پڑھنے والوں کو اُس آیت کا شانِ نُزُول، مخصوص حکم، متعلقہ مُہلِک کی اقسام وغیرہ دیگر باتیں بھی معلوم ہوجائیں۔

(10)......اکثر **مُہلِکات** کے تحت اس سے متعلق کم ازکم ایک حدیث پاک بھی ذکر کردی گئی ہے، **اَحادیث** کو ذکر کرنے میں اِس بات کی کوشش کی گئی ہے کہ وہی اَحادیث بیان کی جائیں جن میں اُس مُتَعَلِّقَہ **مُہلِک** کی ہلاکت خیزی کا بیان ہو، البتہ جہاں ایسی **احادیث** دستیاب نہیں ہوئیں وہاں مطلق **اَحادیث** کو (جن میں مُتَعَلِّقَہ **مُہلِک** کی تعریف، مخصوص قسم، اَقسام کا بیان، علامات یا اَسباب کا بیان، دُنیوی واُخروی اَنجام یا بچنے کا حکم وغیرہ تھا) کو بیان کردیا گیا ہے۔

(11)......تمام اَحادیث کی تخریج یعنی مکمل حوالہ بھی ذکر کردیا گیا ہے۔

(12)......تخاریج میں اردو عربی کتب میں اِمتیاز کے لیے اُردو کتب کا فونٹ ''نوری نستعلیق'' اورعربی یا دیگر زبانوں کی کتب کا فونٹ ''اکبر'' رکھا گیا ہے، یوں ایک ہی کتاب کے دومختلف نسخوں میں بھی اِمتیاز کیا جاسکتا ہے۔مثلاً احیاء العلوم کی تخریج اگر یوں ہو''احیاء العلوم، ج۳، ص۱۱۹'' تو اس سے مراد ''احیاء العلوم مترجم مطبوعہ مکتبۃ المدینہ'' ہوگی اور اگر تخریج یوں ہو''احیاء العلوم، ج ۳، ص ۱۱۹'' تو اس سے مراد عربی نسخہ ہوگا۔**وَعَلٰی ھٰذَا الْقِیَاس** (یعنی اسی طرح دیگر کتب کو بھی دیکھ لیجئے۔)

(13)......بعض اَحادیث کے تحت ضرورتاً مُستَنَد کُتُبِ شُرُوحِ حدیث سے

شرح بھی ذکر کردی گئی ہے۔

(14)...... ہر **مُہلِک** کا مکمل حکمِ شرعی کتب **مُعتَمَدَہ** میں ملنا بہت دشوار ہے، لہٰذا جن **مُہلِکات** کا حکم شرعی باآسانی مل گیا اسے باحوالہ ذکر کردیا گیا ہے، جبکہ دیگر **مُہلِکات** کے حوالے سے تنبیہی کلام ڈال دیا گیا ہے۔ نیز جس **مُہلِک** کی چند اَقسام اور اُن کے مختلف اَحکام تھے وہاں اُن اَحکام کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

(15)......**بعض مُہلِکات** کی علامات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

(16)......**اکثر مُہلِکات** کے مختلف **اسباب** اور اُن کے **علاج** بھی تفصیلاً بیان کیے گئے ہیں۔

(17)......**تمام مُہلِکات** کے تحت **مُہلِک** سے متعلقہ کم از کم ایک **حکایت** بھی بیان کی گئی ہے۔

(18)......**بعض مُہلِکات** سے متعلق اُن کی اقسام، مختلف صورتیں، مذمت یا کسی بھی خاص حوالے سے کوئی اہم مواد دستیاب ہوا تو اسے بھی ضرورتاً ذکر کردیا گیا ہے۔

(19)......**بعض مُہلِکات** کی حکایت یا اسباب وعلاج کے تحت ضرورتاً ترغیبات وترہیبات بھی ذکر کی گئیں ہیں۔

(20)...... کتاب میں موجود سنتالیس **47 مُہلِکات** کی تعریفات اصل کتاب سے پہلے ایک ساتھ اکٹھی بھی دے دی گئی ہیں تا کہ یاد کرنے میں آسانی ہو۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِن تمام کوششوں کے باوجود اس کتاب میں جو بھی خوبیاں

ہیں وہ یقیناً **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل وکرم، اس کے پیارے حبیب، حبیب لبیب، ہم گناہ گاروں کے طبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی عطا، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان، اہل بیت عظام، اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام کی عنایتوں اور امیر اہلسنت مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی شفقتوں کا نتیجہ ہیں اور بتقاضائے بشریت جو بھی خامیاں ہوں ان میں ہماری کوتاہ فہمی کو دخل ہے۔

اللہ عَزَّوَجَلَّ ہماری اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے، اس میں سرزد ہونے والی غلطیوں کو معاف فرمائے، اسے عوام وخواص کے حق میں نافع بنائے، ہم سب کو اخلاص کے ساتھ دین کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے، شیخ طریقت امیر اہلسنت، بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی غلامی میں **دعوت اسلامی** میں استقامت عطا فرمائے، حضور **شَفِیْعُ الْمُذْنِبِیْن، اَنِیْسُ الْغَرِیْبِیْن** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے وسیلہ سے مدینہ منورہ میں شہادت کی موت، جنت البقیع میں مدفن اور جنت الفردوس میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پڑوس نصیب فرمائے۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

الٰہی واسطہ پیارے کا میری مغفرت فرما
عذاب نار سے مجھ کو خدایا خوف آتا ہے

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

7 باطنی مہلکات کی تعریفات

(1) ریاکاری کی تعریف:

''ریاء'' کے لغوی معنیٰ ''دکھاوے'' کے ہیں۔ ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رِضا کے علاوہ کسی اور اِرادے سے عبادت کرنا ریاکاری کہلاتا ہے۔'' گویا عبادت سے یہ غَرَض ہو کہ لوگ اس کی عبادت پر آگاہ ہوں تاکہ وہ ان لوگوں سے مال بٹورے یا لوگ اس کی تعریف کریں یا اسے نیک آدمی سمجھیں یا اسے عزّت وغیرہ دیں۔ (نیکی کی دعوت، ص٦٦)

(2) عُجب یعنی خُود پسندی کی تعریف:

اپنے کمال (مثلاً علم یا عمل یا مال) کو اپنی طرف نسبت کرنا اور اس بات کا خوف نہ ہونا کہ یہ چِھن جائے گا۔ گویا خود پسند شخص نعمت کو **مُنْعِمِ حقیقی** (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ) کی طرف منسوب کرنا ہی بھول جاتا ہے۔ (یعنی ملی ہوئی نعمت مثلاً صِحّت یا حُسن و جمال یا دولت یا ذِہانت یا خوش الحانی یا منصب وغیرہ کو اپنا کارنامہ سمجھ بیٹھنا اور یہ بھول جانا کہ سب ربُّ العزّت ہی کی عنایت ہے۔) (احیاء العلوم، ج ٣، ص ٤٥٤، شیطان کے بعض ہتھیار، ص١٧)

(3) حسد کی تعریف:

کسی کی دینی یا دنیاوی نعمت کے زوال (یعنی اس کے چِھن جانے) کی تمنا کرنا یا یہ خواہش کرنا کہ فلاں شخص کو یہ نعمت نہ ملے، اس کا نام حسد ہے۔ (الحدیقۃ الندیۃ، ج ١، ص ٦٠٠)

(4) بُغض وکینہ کی تعریف:

کینہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل میں کسی کو بوجھ جانے، اس سے غیر شرعی دشمنی وبُغض رکھے، نفرت کرے اور یہ کیفیت ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے۔ (احیاء العلوم، ج ٣، ص ٢٢٣)

(5) حُبِّ مَدَح کی تعریف:

کسی کام پر لوگوں کی طرف سے کی جانے والی تعریف کو پسند کرنا یا اس بات کی خواہش کرنا کہ فلاں کام پر لوگ میری تعریف کریں، مجھے عزت دیں حُبِّ مَدَح کہلاتا ہے۔

(6) حُبِّ جاہ کی تعریف:

''شہرت وعزّت کی خواہش کرنا'' حُبِّ جاہ کہلاتا ہے۔ (نیکی کی دعوت، ص٨٧)

(7) محبت دنیا کی تعریف:

دنیا کی وہ محبت جو اُخروی نقصان کا باعث ہو (قابلِ مذمت اور بُری ہے)۔ (احیاء العلوم، ج٣، ص٢٤٩)

(8) طلبِ شہرت کی تعریف:

اپنی شہرت کی کوشش کرنا طلبِ شہرت کہلاتا ہے۔ یعنی ایسے افعال کرنا کہ مشہور ہو جاؤں۔
(مراۃ المناجیح، ج۷، ص۲۶ ماخوذا)

(9) تعظیمِ اُمراء کی تعریف:

امیر وکبیر لوگوں کی وہ تعظیم جو محض اُن کی دولت وامارت کی وجہ سے ہو **تعظیمِ اُمراء** کہلاتی ہے جو قابلِ مذمت ہے۔

(10) تحقیرِ مساکین کی تعریف:

غریبوں اور مسکینوں کی وہ تحقیر ہے جو ان کی غربت یا مسکینی کی وجہ سے ہو **تحقیرِ مساکین** کہلاتی ہے۔

(11) اتباعِ شہوات کی تعریف:

جائز وناجائز کی پرواہ کیے بغیر نفس کی ہر خواہش پوری کرنے میں لگ جانا **اتباعِ شہوات** کہلاتا ہے۔

(12) مداہنت کی تعریف:

مُدَاہَنَتْ کے لغوی معنی نرمی کے ہیں۔ ناجائز اور گناہ والے کام ملاحظہ کرنے کے بعد (اسے روکنے پر قادر ہونے کے باوجود) اسے نہ روکنا اور دینی معاملے کی مدد ونصرت میں کمزوری وکم ہمتی کا مظاہرہ کرنا **مداہنت** کہلاتا ہے یا کسی بھی دنیوی مفاد کی خاطر دینی معاملے میں نرمی یا خاموشی اختیار کرنا **مداہنت** ہے۔
(الحدیقۃ الندیۃ، ج۲، ص۱۵۴، حاشیۃ الصاوی علی الجلالین، پ۱۲، ھود، تحت الآیۃ: ۱۱۳، ج۳، ص۹۳۶)

(13) کُفرانِ نِعَم کی تعریف:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا نہ کرنا اور اُن سے غفلت برتنا **کُفرانِ نِعَم** کہلاتا ہے۔
(الحدیقۃ الندیۃ، ج۲، ص۱۰۰)

(14) حرص کی تعریف:

خواہشات کی زیادتی کے اِرادے کا نام **حرص** ہے اور بُری **حرص** یہ ہے کہ اپنا حصہ حاصل کر لینے کے باوجود دوسرے کے حصے کی لالچ رکھے۔ یا کسی چیز سے جی نہ بھرنے اور ہمیشہ زیادتی کی خواہش رکھنے کو **حرص**، اور **حرص** رکھنے والے کو **حریص** کہتے ہیں۔ (مرقاۃ، ج۹، ص۱۱۹، مراۃ المناجیح، ج۷، ص۸۶ مفصلاً)

(15) بُخل کی تعریف:

بُخل کے لغوی معنی کنجوسی کے ہیں اور جہاں خرچ کرنا شرعاً، عادتاً یا مروّتاً لازم ہو وہاں خرچ نہ کرنا **بُخل** کہلاتا ہے۔ یا جس جگہ مال واسباب خرچ کرنا ضروری ہو وہاں خرچ نہ کرنا یہ بھی **بُخل** ہے۔
(الحدیقۃ الندیۃ، ج۲، ص۲۷، مفردات الفاظ القرآن، ۱۰۹)

(16) طُولِ اَمل کی تعریف:

''طُولِ اَمل'' کا لغوی معنی لمبی لمبی اُمیدیں باندھنا ہے۔اور جن چیزوں کا حصول بہت مشکل ہو ان کے لئے لمبی امیدیں باندھ کر زندگی کے قیمتی لمحات ضائع کرنا **طولِ اَمل** کہلاتا ہے۔

(فیض القدیر، ج ۱، ص ۲۷۷)

(17) سوءِ ظن یعنی بدگمانی کی تعریف:

بدگمانی سے مراد یہ ہے کہ بلا دلیل دوسرے کے بُرے ہونے کا دل سے اِعْتِقادِ جازِم (یعنی یقین) کرنا۔

(شیطان کے بعض ہتھیار، ص ۳۲)

(18) عنادِ حق کی تعریف:

کسی (دینی) بات کو درست جاننے کے باوجود ہٹ دھرمی کی بناء پر اس کی مخالفت کرنا **عنادِ حق** کہلاتا ہے۔

(الحديقة الندية، ج ۲، ص ۱۶۳)

(19) اصرارِ باطل کی تعریف:

نصیحت قبول نہ کرنا، اہلِ حق سے بغض رکھنا اور ناحق یعنی باطل اور غلط بات پر ڈٹ کر اہلِ حق کو اذیت دینے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دینا **اِصرارِ باطل** کہلاتا ہے۔ (الحديقة الندية، ج ۲، ص ۱۶۴ ملتقطاً)

(20) مکروفریب کی تعریف:

وہ فعل جس میں اس فعل کے کرنے والے کا باطنی اِرادہ اس کے ظاہر کے خلاف ہو **مکر** کہلاتا ہے۔

(فیض القدیر، ج ۶، ص ۳۵۸)

(21) بدعہدی کی تعریف:

معاہدہ کرنے کے بعد اس کی خلاف ورزی کرنا غدر یعنی **بدعہدی** کہلاتا ہے۔ (فیض القدیر، ج ۲، ص ۶۲۵)

(22) خیانت کی تعریف:

اجازتِ شرعیہ کے بغیر کسی کی امانت میں تصرف کرنا **خیانت** کہلاتا ہے۔ (عمدة القاري، ج ۱، ص ۳۲۸)

(23) غفلت کی تعریف:

یہاں دینی اُمور میں **غفلت** مراد ہے یعنی وہ بھول ہے جو انسان پر بیدار مغزی اور احتیاط کی کمی کے باعث طاری ہوتی ہے۔ (مفردات الفاظ القرآن، ص ۶۰۹)

(24) قسوت یعنی دل کی سختی کی تعریف:

موت و آخرت کو یاد نہ کرنے کے سبب دل کا سخت ہو جانا یا دل کا اس قدر سخت ہو جانا کہ استطاعت کے

باوجود کسی مجبورِ شرعی کو بھی کھانا نہ کھلائے قسوتِ قلبی کہلاتا ہے۔ (الحدیقۃ الندیۃ، ج ۲، ص ۴۸۴)

(25) طمع (لالچ) کی تعریف:

کسی چیز میں حد درجہ دلچسپی کی وجہ سے نفس کا اس کی جانب راغب ہونا **طمع یعنی لالچ** کہلاتا ہے۔
(مفردات الفاظ القرآن، ص ۵۲۴)

(26) تملق (چاپلوسی) کی تعریف:

اپنے سے بلند رتبہ شخصیت یا صاحبِ منصب کے سامنے محض مفاد حاصل کرنے کے لیے عاجزی وانکساری کرنا یا اپنے آپ کو نیچا دکھانا **تملق یعنی چاپلوسی** کہلاتا ہے۔ (بریقۃ محمودیۃ، ج ۲، ص ۲۳۵)

(27) اعتمادِ خلق کی تعریف:

مُسَبِّبُ الْاَسْبَاب یعنی اسباب کو پیدا کرنے والے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو چھوڑ کر فقط ''اسباب'' پر بھروسہ کر لینا یا خالق عَزَّوَجَلَّ کو چھوڑ کر فقط مخلوق پر بھروسہ کر لینا **اعتمادِ خلق** کہلاتا ہے۔

(28) نسیانِ خالق کی تعریف:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت وفرمانبرداری کو ترک کر دینا اور **حقوق اللہ** کو یکسر فراموش کر دینا **''نسیانِ خالق''** کہلاتا ہے۔ (تفسیر الطبری، ج ۱۲، ص ۵۰، روح المعانی، ج ۲۸، ص ۳۵۴)

(29) نسیانِ موت کی تعریف:

دنیوی مال ودولت کی محبت وگناہوں میں غرق ہو کر موت کو یکسر فراموش کر دینا **نسیانِ موت** کہلاتا ہے۔

(30) جرأت علی اللہ کی تعریف:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی سرکشی وقصداً نافرمانی کرنا یعنی جن کاموں کو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے کرنے کا حکم دیا ہے انہیں نہ کرنا اور جس سے منع فرمایا ہے ان سے اپنے آپ کو نہ بچانا **جرأت علی اللہ** کہلاتا ہے۔

(31) نفاق (منافقت) کی تعریف:

زبان سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنا اور دل میں اسلام سے انکار کرنا **نفاقِ اعتقادی** اور زبان ودل کا یکساں نہ ہونا **نفاقِ عملی** کہلاتا ہے۔ (بہارِ شریعت، ج ۱، ص ۱۸۲)

(32) اتباعِ شیطان کی تعریف:

شیطان کے وساوس وشبہات کے مطابق چلنا **اِتباعِ شیطان** کہلاتا ہے۔
(تفسیر خزائن العرفان، پ ۲، البقرۃ، تحت الآیہ: ۲۰۸)

(33) بندگیِ نفس کی تعریف:

جائز وناجائز کی پروا کیے بغیر نفس کا ہر حکم مان لینا **بندگیِ نفس** کہلاتا ہے۔

(34) رغبت بطالت کی تعریف:

ناجائز وحرام کاموں کی جانب دلچسپی رکھنا **رغبت بطالت** ہے۔

(35) کراہت عمل کی تعریف:

نیک اور اچھے اعمال کو ناپسند کرنا **کراہت عمل** کہلاتا ہے۔

(36) قلت خشیت کی تعریف:

اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کے خوف میں کمی کو **قلت خشیت** کہتے ہیں۔

(37) جزع کی تعریف:

پیش آنے والی کسی بھی مصیبت پر واویلا کرنا، یا اس پر بے صبری کا مظاہرہ کرنا **جزع** کہلاتا ہے۔

(الحدیقۃ الندیۃ، ج ٢، ص ٩٨)

(38) عدم خشوع کی تعریف:

بارگاہِ الٰہی میں حاضری کے وقت (یعنی نماز یا نیک کاموں میں) دل کا نہ لگنا **عدم خشوع** کہلاتا ہے۔

(الحدیقۃ الندیۃ، ج ٢، ص ١١٧ مفہوما)

(39) غضب للنفس کی تعریف:

اپنے آپ کو تکلیف سے دور کرنے یا تکلیف ملنے کے بعد اس کا بدلہ لینے کے لیے خون کا جوش مارنا ''غضب'' کہلاتا ہے۔ اپنے ذاتی انتقام کے لیے غصہ کرنا **''غضب للنفس''** کہلاتا ہے۔

(الحدیقۃ الندیۃ، ج ١، ص ٦٣٥ ماخوذا)

(40) تساھل فی اللہ کی تعریف:

احکامِ الٰہی کی بجا آوری میں سستی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں مشغولیت **''تَسَاھُلْ فِی اللہ''** ہے۔

(41) تکبر کی تعریف:

خود کو افضل دوسروں کو حقیر جاننے کا نام **تکبر** ہے۔ (تکبر، ص ١٦)

(42) بدشگونی کی تعریف:

شگون کا معنی ہے فال لینا یعنی کسی چیز، شخص، عمل، آواز یا وَقت کو اپنے حق میں اچھا یا بُرا سمجھنا۔ (اسی وجہ سے

بُرا فال لینے کو بدشگونی کہتے ہیں۔) (بدشگونی،ص۱۰)

(43)شَماتت کی تعریف:

اپنے کسی بھی نسبی یا مسلمان بھائی کے نقصان یا اُس کو ملنی والی مصیبت و بلا کو دیکھ کر خوش ہونے کو **شَماتت** کہتے ہیں۔ (الحدیقة الندیة،ج ۱،ص ۶۳۱)

(44)اِسراف کی تعریف:

جس جگہ شرعاً، عادۃً یا مروۃً خرچ کرنا منع ہو وہاں خرچ کرنا مثلاً فسق و فجور و گناہ والی جگہوں پر خرچ کرنا، اجنبی لوگوں پر اس طرح خرچ کرنا کہ اپنے اہل وعیال کو بے یار و مددگار چھوڑ دینا **اِسراف** کہلاتا ہے۔

(الحدیقة الندیة،ج ۲،ص ۲۸)

(45)''غمِ دنیا'' کی تعریف:

کسی دنیوی چیز سے محرومی کے سبب رنج و غم اور افسوس کا اِس طرح اِظہار کرنا کہ اُس میں صبر اور قضائے اِلٰہی پر رضا اور ثواب کی اُمید باقی نہ رہے **''غمِ دُنیا''** کہلاتا ہے اور یہ مذموم ہے۔

(46)تجسس کی تعریف:

لوگوں کی خفیہ باتیں اور عیب جاننے کی کوشش کرنا **تجسس** کہلاتا ہے۔

(احیاء العلوم،ج ۲،ص ۶۴۳،ج ۳،ص ۴۵۹)

(47)مایوسی کی تعریف:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور اس کے فضل و احسان سے خود کو محروم سمجھنا **''مایوسی''** ہے۔

کب گناہوں سے کنارا میں کروں گا یارب
نیک کب اے میرے اللہ بنوں گا یارب
کب گناہوں کے مرض سے میں شفا پاؤں گا
کب میں بیمار مدینے کا بنوں گا یارب
گر تو ناراض ہوا میری ہلاکت ہوگی
ہائے میں نارِ جہنم میں جلوں گا یارب

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

باطنی مُہلِکات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ''مُہلِک'' کا معنی ہے ''ہلاکت میں ڈالنے والاعمل''۔ ''مُہلِک'' کی جمع ''مُہلِکات'' ہے۔مُہلِکات کے بارے میں **ضروری اَحکامات کا** جاننا مسلمان کے لیے **فرضِ عَین** اور نہ جاننا گناہ ہے۔کیونکہ جو شخص اِنہیں نہیں سیکھے گا تو اِن گناہوں سے خود کو کس طرح بچا پائے گا؟مُہلِکات سے بچنے کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ جب کسی مُہلِک کے دَرپَیش ہونے کا اَندیشہ ہو تو اس کے **دُنیوی نُقصانات** و **اُخرَوِی عذابات** پر خوب غور کرے تاکہ اُس کے اندر اُس مُہلِک سے بچنے کا جذبہ پیدا ہو۔مُہلِکات کی دو قسمیں: (1) **ظاہِری مُہلِکات** یعنی وہ مُہلِکات جن کا تعلق اَعضائے ظاہری ہاتھ، کان، ناک اور پاؤں وغیرہ کے ساتھ ہے۔(2) **باطِنی مُہلِکات** یعنی وہ مُہلِکات جن کا تعلق باطِنی عُضْو دِل کے ساتھ ہے۔**ظاہِری مُہلِکات** کی تعداد **باطنی مُہلِکات** کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔

واضح رہے کہ علمائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام نے اپنی کتب میں **ظاہِری مُہلِکات** کے ساتھ **باطِنی مُہلِکات** کو بھی تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے، اعلیٰ حضرت، امامِ اَہلسنت، عظیم البَرَکت، مُجَدِّدِ دِین ومِلَّت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مولانا شاہ **امام احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نے **فتاویٰ رضویہ**، ج۲۱، ص۵۰۲ پر تقریباً چالیس **باطِنی مُہلِکات** شمار فرمائے ہیں۔**عَارِف بِاللّٰہ** حضرت علامہ **سَیِّدی عبدالغنی نابُلُسی** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی و **حُجَّۃُ الْاِسْلَام** حضرت سیّدُنا **امام محمد غزالی** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی کے ذکر کردہ

مزید سات مُہلِکات کے اضافے کے ساتھ اِس کتاب میں تقریباً 47 مُہلِکات بیان کیے گئے ہیں جن میں سے ہر ایک کی تعریف، کم از کم ایک آیت مبارکہ، حدیث مبارکہ، حکم یا تنبیہ اور حکایت بیان کرنے کی حَتَّی الْمَقْدُوْر سعی کی جائے گی۔ نیز کئی مُہلِکات کے اسباب وعلاج بھی بیان کیے جائیں گے۔ مُہلِکات کی تعریفات، ہلاکت خیزیاں اور اُن کے تفصیلی علاج جاننے کے لیے اِحیاء العلوم، جلد سوم کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

سنتالیس 47 باطنی مُہلِکات کے نام:

(1) ریاکاری یعنی دکھاوا (2) عُجب (3) حسد (4) بُغض وکینہ (5) حُبِّ مَدح (6) حُبِّ جاہ (7) محبت دنیا (8) طلب شُہرت (9) تَعْظِیمِ اُمَرَاء (10) تَحْقِیرِ مَسَاکِیْن (11) اِتِّبَاعِ شَہَوات (12) مُداہَنَت (13) کُفرَانِ نِعَم (یعنی نعمتوں کی ناشکری) (14) حرص (15) بُخْل (16) طُولِ اَمل (یعنی لمبی امیدیں باندھنا) (17) سوءِ ظن یعنی بدگمانی (18) عِنادِ حق (19) اِصرارِ باطِل (20) مَکر وفَریب (21) غَدر (22) خِیانَت (23) غَفلَت (24) قَسوَت (یعنی دل کا سخت ہونا) (25) طَمَع (26) تَمَلُّق (چاپلوسی) (27) اِعتمادِ خَلْق (28) نِسیانِ خالِق (یعنی رب عَزَّوَجَلَّ کو بھول جانا) (29) نِسیانِ مَوت (یعنی موت کو بھول جانا) (30) جُرْأَتْ عَلَى الله (31) نِفاق (32) اِتِّبَاعِ شیطان (33) بَندَگیِ نَفس (34) رَغبَتِ بَطالَت (35) کَراہَتِ عَمَل (36) قِلَّتِ خَشِیَّت (یعنی خوفِ خدا کا کم ہونا) (37) جَزَع (یعنی بے صبری کا مظاہرہ کرنا) (38) عَدمِ خُشُوع (یعنی خشوع

کا نہ ہونا)(39)**غَضَبٌ لِلنَّفْس** (یعنی نفس کے لیے غصہ کرنا)(40)**تَسَاهُلٌ فِی اللّٰه** (41)تکبُّر (42)بدشُگُونی (43)شَماتَت (44)اِسراف(45)غَمِ دُنیا (46)**تَجَسُّس**(عیب جوئی)(47)(رحمت الٰہی سے)مایوسی۔

باطنی مُہلکات سے بچاؤ کے جُملہ علاج:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ویسے تو کئی باطنی اَمراض کے تحت اِنفرادی طور پر اُن کا علاج بیان کیا جائے گا لیکن اِجمالی طور پر تمام باطنی اَمراض کا بھی علاج ذکر کیا جارہا ہے تا کہ اِس اِجمالی علاج کے ساتھ ساتھ اِنفرادی علاج کو بھی شامل کر کے مخصوص باطنی مرض سے نجات کی ترکیب بنائی جاسکے۔تمام باطنی اَمراض کے چار علاج پیش خدمت ہیں:

(1)......**کامل مرشد کی صحبت اختیار کیجئے:** پیرومرشد جن عیوب کی نشاندہی کریں ان کے متعلق فکر کرے اور جو علاج بتائیں اس پر سختی سے عمل کرے۔

(2)......**دین دار دوست بنایئے:** صاحبِ بصیرت اور دین دار دوست کو تلاش کر کے اپنے نفس پر نگران مقرر کیجئے تا کہ وہ عُیُوب کی نشاندہی کر سکے۔امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں:''پہلے دین دار لوگوں کی یہ خواہش ہوا کرتی تھی کہ وہ دوسروں کے بتانے سے اپنے عُیُوب پر مُطَّلع ہوں لیکن اب ایسا دَور آ گیا کہ ہمیں نصیحت کرنے اور ہمارے عیبوں پر مُطَّلع کرنے والا ہمیں سب سے زیادہ ناپسند ہوتا ہے اور یہ بات ایمان کی کمزوری کی علامت ہے۔'' مزید فرماتے ہیں:''اب حالت

یہ ہے کہ کوئی ہمیں ہمارے عُیُوب پر مُطَّلِع کرے تو ہمیں یہ سن کر خوشی نہیں ہوتی اور نہ ہی ہم اس کے کہنے پر اُن عُیُوب کو دُور کرنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ ہم نصیحت کرنے والے کو **تنقید کا نشانہ** بناتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ ''**تم میں بھی تو فلاں فلاں عیب ہیں۔**'' اس طرح ہم اس کی بات سے نصیحت حاصل کرنے کے بجائے اس کی **دُشمنی مَوْل لیتے ہیں**۔ (بقول)

ناصحا مت کر نصیحت دل مرا گھبرائے ہے
دُشمن اس کو جانتا ہوں جو مجھے سمجھائے ہے

اس عیب جوئی کی وجہ **دل کی سختی** ہے جس کا نتیجہ گناہوں کی کثرت کی صورت میں سامنے آتا ہے اور اِن سب کی اصل **اِیمان کی کمزوری** ہے۔ ہم بارگاہِ الٰہی میں دعا کرتے ہیں کہ وہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں رُشد و ہدایت عطا فرمائے، ہمیں ہمارے عُیُوب سے باخبر اور اُن کے علاج میں مَشْغُول رکھے اور ہمیں اُن لوگوں کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو ہمیں ہماری برائیوں پر **مُطَّلَع** کریں۔

(3)......دُشمنوں کی زبان سے اپنے عُیُوب پر **مُطَّلَع** ہو کہ وہ عُیُوب کی تلاش میں لگے رہتے ہیں۔ امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''شاید اِسی وجہ سے اِنسان اکثر تعریف کرنے والے چاپلوس دوست جو اس کی خوشامد میں لگا رہتا ہے اور اس کے عُیُوب کو چُھپا کر رکھتا ہے اِس کے مقابلے میں عَیب نکالنے والے دُشمن سے زیادہ نفع اُٹھاتا ہے مگر انسان فطری طور پر دُشمن کو جھوٹا قرار دیتا اور اس کی بات کو حسد پر مَحْمُول

کرتا ہے لیکن صاحبِ بصیرت شخص دشمنوں کی باتوں سے ضرور فائدہ اٹھاتا ہے کیونکہ برائیاں لازماً اُن کی زبان پر آجاتی ہیں جنہیں معلوم کرکے وہ خود سے اُن برائیوں کو دُور کرلیتا ہے۔''

(4)......**لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہیے** اور اُن میں پائے جانے والے عُیُوب اپنی ذات میں تلاش کیجئے۔امام غزالی رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہِ فرماتے ہیں: ''اگر تمام لوگ اِسی طرح دوسروں کو دیکھ کر اُن میں جو ناپسندیدہ باتیں ہوں اُن کو اپنی ذات سے دُور کریں تو انہیں کسی ادب سکھانے والے کی ضرورت ہی نہیں رہے گی۔''[1]

(1)...ریاکاری

''ریاکاری'' کی تعریف:

''ریاء'' کے لغوی معنی ''دکھاوے'' کے ہیں۔شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری رضوی** ضیائی دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ اپنی مایہ ناز تصنیف **''نیکی کی دعوت''** ص۶۶ پر ریاکاری کی تعریف کچھ یوں کرتے ہیں: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رِضا کے علاوہ کسی اور اِرادے سے عبادت کرنا۔'' گویا عبادت سے یہ غَرَض ہو کہ لوگ اس کی عبادت پر آگاہ ہوں تاکہ وہ ان لوگوں سے مال بٹورے یا لوگ اس کی تعریف کریں یا اسے نیک آدمی سمجھیں یا اسے عزّت وغیرہ دیں۔

[1]......احیاء العلوم، ج۳،ص ۱۹۴ تا ۱۹۷ ملخصاً۔

آیت مبارکہ:

اللہ ربُّ العزت قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُبْطِلُوْا صَدَقٰتِكُمْ بِالْمَنِّ وَ الْاَذٰىۙ كَالَّذِیْ یُنْفِقُ مَالَهٗ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عَلَیْهِ تُرَابٌ فَاَصَابَهٗ وَابِلٌ فَتَرَكَهٗ صَلْدًاؕ لَا یَقْدِرُوْنَ عَلٰى شَیْءٍ مِّمَّا كَسَبُوْاؕ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْكٰفِرِیْنَ(۲۶۴)﴾ (پ۳، البقرۃ: ۲۶۴) ترجمۂ کنزالایمان: ''اے ایمان والو اپنے صدقے باطل نہ کردو احسان رکھ کراور ایذا دے کر اس کی طرح جو اپنا مال لوگوں کے دکھاوے کے لئے خرچ کرے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہ لائے تو اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے ایک چٹان کہ اس پر مٹی ہے اب اس پر زور کا پانی پڑا جس نے اسے نِرا پتھر کر چھوڑا اپنی کمائی سے کسی چیز پر قابو نہ پائیں گے اور اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا۔''

صدرالافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی اِس آیت مبارکہ کے تحت ''خزائن العرفان'' میں فرماتے ہیں: ''یعنی جس طرح منافق کو رضائے الٰہی مقصود نہیں ہوتی وہ اپنا مال ریا کاری کے لئے خرچ کرکے ضائع کردیتا ہے اس طرح تم اِحسان جتا کر اور اِیذاء دے کر اپنے صدقات کا اَجْر ضائع نہ کرو۔ یہ (یعنی مذکورہ آیت مبارکہ) منافق ریاکار کے عمل کی مثال ہے کہ جس طرح پتھر پر مٹی نظر آتی ہے لیکن بارش سے وہ سب دور ہوجاتی ہے خالی پتھر رہ جاتا ہے یہی حال منافق

کے عمل کا ہے کہ دیکھنے والوں کو معلوم ہوتا ہے کہ عمل ہے اور روز قیامت وہ تمام عمل باطل ہوں گے کیونکہ رضائے الٰہی کے لئے نہ تھے۔

حدیث مبارکہ، ریاء شرک اصغر ہے:

اللّٰہ کے محبوب، دانائے غُیوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''مجھے تم پر سب سے زیادہ شرکِ اصغر ریاء یعنی دکھاوے میں مبتلا ہونے کا خوف ہے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن کچھ لوگوں کو ان کے اعمال کی جزا دیتے وقت ارشاد فرمائے گا کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ جن کے لئے دنیا میں تم دکھاوا کرتے تھے اور دیکھو کہ کیا تم ان کے پاس کوئی جزا پاتے ہو؟''(1)

ریاکار حافظ، عالم، شہید اور صدقہ کرنے والے کا انجام:

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ محبوبِ ربُّ العلمین، جنابِ صادق و امین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لئے ان پر (اپنی شان کے مطابق) تجلّی فرمائے گا، اس وقت ہر اُمت گھٹنوں کے بل کھڑی ہوگی۔ سب سے پہلے جن لوگوں کو بلایا جائے گا ان میں ایک قرآن کریم کا حافظ، دوسرا راہِ خدا میں مارا جانے والا شہید اور تیسرا مالدار ہوگا۔

۞......اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ حافظ سے ارشاد فرمائے گا: ''کیا میں نے تجھے اپنے رسول پر اُتارا

(1)......مسند احمد، حدیث محمود بن لبید، ج ۹، ص ۱۶۰، حدیث: ۲۳۶۹۲۔

ہوا کلام نہیں سکھایا تھا؟'' وہ عرض کرے گا: ''کیوں نہیں، اے ربّ عَزَّوَجَلَّ۔'' اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''پھر تُو نے اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''یا ربّ عَزَّوَجَلَّ! میں دن رات اسے پڑھتا رہا۔'' اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تو جھوٹا ہے۔'' اسی طرح فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ ''تو جھوٹا ہے۔'' پھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ارشاد فرمائے گا: ''تیرا مقصد تو یہ تھا کہ لوگ تیرے بارے میں یہ کہیں کہ فلاں شخص قاری قرآن ہے اور وہ تجھے دنیا میں کہہ لیا گیا۔''

۞......پھر مالدار کو لایا جائے گا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ارشاد فرمائے گا: ''کیا میں نے تجھ پر اپنی نعمتوں کو اتنا وسیع نہ کیا کہ تجھے کسی کا محتاج نہ ہونے دیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''کیوں نہیں، اے ربّ عَزَّوَجَلَّ۔'' اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تو نے میرے عطا کردہ مال کا کیا کیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''میں اس مال کے ذریعے صلہ رحمی کرتا اور تیری راہ میں صدقہ کیا کرتا تھا۔'' اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تو جھوٹا ہے۔'' اسی طرح فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ ''تو جھوٹا ہے۔'' پھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ارشاد فرمائے گا: ''تیرا مقصد تو یہ تھا کہ تیرے بارے میں کہا جائے کہ فلاں بہت سخی ہے اور وہ تجھے دنیا میں کہہ لیا گیا۔''

۞......پھر راہِ خدا عَزَّوَجَلَّ میں مارے جانے والے کو لایا جائے گا تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ارشاد فرمائے گا: ''تجھے کیوں قتل کیا گیا؟'' وہ عرض کرے گا: ''مجھے تیری راہ میں جہاد کرنے کا حکم دیا گیا تو میں تیری راہ میں لڑتا رہا اور بالآخر اپنی جان دے دی۔''

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرمائے گا: ''تو جھوٹا ہے۔'' اسی طرح فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ ''تو جھوٹا ہے۔'' پھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس سے ارشاد فرمائے گا: ''تیرا مقصد تو یہ تھا کہ تیرے بارے میں کہا جائے کہ فلاں بہت بہادر ہے اور وہ تجھے دنیا میں کہہ لیا گیا۔'' پھر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اے ابو ہریرہ! یہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی مخلوق کے وہ پہلے تین افراد ہیں جن سے قیامت کے دن جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔''[1]

ریاکاری کا حکم:

حکیم الامَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْحَنَّان فرماتے ہیں: ''رِیا کے بہت دَرَجے ہیں، ہر دَرَجے کا حکم علیحدہ ہے، بعض رِیا شرکِ اَصغر ہیں، بعض ریا حرام، بعض ریا مکروہ، بعض ثواب، مگر جب رِیا مطلقاً بولی جاتی ہے تو اس سے ممنوع رِیا مراد ہوتی ہے۔''[2]

حکایت، اے مالک! تجھے اب توبہ کرنی چاہیے:

حضرت سیِّدُنا مالک بن دینار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار دمشق میں رہتے تھے اور جلیل القدر صحابی رسول، کاتب وحی حضرت سیِّدُنا امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی بنائی ہوئی مسجد میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ان کے دل میں خیال آیا کہ ''کوئی ایسی صورت پیدا ہو جائے کہ مجھے اس مسجد کا متولی بنا دیا جائے۔'' چنانچہ آپ نے اعتکاف

1 ......ترمذی، کتاب ابواب الزھد، باب ماجاء فی الریاء والسمعۃ، ج ۴، ص ۱۶۹، حدیث: ۲۳۸۹۔
2 ......مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۲۷۔

میں اضافہ کر دیا اور اتنی کثرت سے نمازیں پڑھنے لگے کہ ہر شخص آپ کو ہمہ وقت نماز میں ہی مشغول دیکھتا۔ لیکن کسی نے آپ کی طرف خاص توجہ نہ کی، پورا ایک سال اسی طرح گزر گیا۔ ایک مرتبہ آپ مسجد سے باہر تشریف لائے تو غیب سے ندا آئی: ''اے **مالک! تجھے اب توبہ کرنی چاہیے۔''** یہ سن کر آپ کو ایک سال تک اپنی عبادت پر شدید رنج و شرمندگی ہوئی اور اس دوران آپ اپنے قلب کو ریا سے خالی کر کے خلوصِ نیت کے ساتھ ساری رات عبادت میں مشغول رہتے۔

پھر ایک دن صبح کے وقت مسجد کے دروازے پر لوگوں کا ایک بہت بڑا مجمع موجود تھا اور لوگ آپس میں کہہ رہے تھے کہ ''مسجد کا انتظام ٹھیک نہیں ہے لہٰذا اِسی شخص کو مسجد کا مُتَوَلِّی بنا دیا جائے اور تمام اِنتظامی اُمور اِسی کے سپرد کر دیے جائیں۔'' سارا مجمع اِس بات پر مُتَّفِق ہو کر آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کے پاس پہنچا اور آپ کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد انہوں نے آپ سے عرض کی کہ ''ہم متفقہ فیصلے سے آپ کو مسجد کا مُتَوَلِّی بنانا چاہتے ہیں۔''

یہ سن کر آپ نے **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: ''**یا اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ! میں ایک سال تک ریاکارانہ عبادت میں اس لیے مشغول رہا کہ مجھے مسجد کا متولی بنا دیا جائے مگر ایسا نہ ہوا، اب جبکہ میں صدق دل سے تیری عبادت میں مشغول ہوا تو تیرے حکم سے تمام لوگ مجھے متولی بنانے آ پہنچے اور میرے اوپر یہ بار ڈالنا چاہتے ہیں۔ لیکن میں تیری عظمت کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نہ تو اب تولیت قبول کروں گا اور نہ ہی مسجد سے باہر

نکلوں گا۔" یہ کہہ کر پھر عبادت میں مشغول ہو گئے۔ (1)

ریاکاری کے دس علاج:

(1)...... **پہلا علاج:** "**اللہ تعالٰی** سے مدد طلب کیجئے۔" بارگاہ رب العزت میں یوں دعا کیجئے: اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے ریاکاری کی بیماری سے شفا عطا فرما، میری خالی جھولی کو اخلاص کی عظیم دولت سے بھر دے، میرا سامنا اس دشمن (یعنی شیطان) سے ہے جو مجھے دیکھتا ہے مگر خود دکھائی نہیں دیتا لیکن تُو اس کو ملاحظہ فرما رہا ہے اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے اس دشمن کے مکروفریب سے بچالے، اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ لوگوں کی نظر میں میرا حال بہت اچھا ہو وہ مجھے نیک اور پرہیز گار سمجھیں مگر تیری بارگاہ میں سزا کا حقدار ٹھہروں۔

(2)...... **دوسرا علاج:** "**ریاکاری کے نقصانات پیشِ نظر رکھئے۔**" کیونکہ آدمی کا دل کسی چیز کو اس وقت تک پسند کرتا ہے جب تک وہ اسے نفع بخش اور لذیذ نظر آتی ہے مگر جب اسے اس شے کے نقصان دہ ہونے کا پتہ چلتا ہے تو وہ اس سے بچتا ہے۔ ریاکاری کے چند نقصانات یہ ہیں: ریاکار کا عمل ضائع ہو جاتا ہے، ریاکار شیطان کا دوست ہے، جہنم کی وادی ریاکار کا ٹھکانہ ہوگی، ریاکار کے تمام اعمال برباد ہو جائیں گے، کل بروز قیامت اسے شدید حسرت ہوگی، ریاکار کو ذلت ورسوائی کا عذاب دیا جائے گا، ریاکار پر جنت حرام ہے، ریاکار زمین وآسمان میں ملعون ہے۔ وغیرہ وغیرہ

(1)......تذکرۃ الاولیاء، باب چہارم، ذکر مالک دینار، ج ۱، ص ۴۸۔

(3)......**تیسرا علاج:** ''اَسباب کا خاتمہ کیجئے۔'' کیونکہ ہر بیماری کا کوئی نہ کوئی سبب ہوتا ہے جب وہ سبب ہی ختم ہوجائے تو بیماری بھی خود بخود ختم ہوجاتی ہے، ریا کاری کے تین اسباب ہیں: تعریف کی خواہش، مذمت کا خوف اور مال ودولت کی حرص۔

(4)......**چوتھا علاج:** ''اِخلاص اپنا لیجئے۔'' کیونکہ جس طرح کپڑے کے میل کچیل صاف کرنے کے لیے اعلیٰ قسم کا صابن یا سرف استعمال کیا جاتا ہے اسی طرح **ریا کاری** کی گندگی سے اپنے دل کو صاف کرنے کے لیے **اِخلاص** کا صابن درکار ہے، **اِخلاص ریاکاری** کی ضد ہے۔

(5)......**پانچواں علاج:** ''نیّت کی حفاظت کیجئے۔'' کیونکہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، نیت دل کے پختہ ارادے کو کہتے ہیں اور شرعاً عبادت کے ارادے کو نیت کہا جاتا ہے، یادرکھیے جتنی نیتیں زیادہ اتنا ثواب زیادہ، لہٰذا ہر جائز کام سے قبل اچھی اچھی نیتیں کرلیجئے تاکہ عمل کے ساتھ ساتھ ثواب کا خزانہ بھی ہاتھ آجائے۔

(6)......**چھٹا علاج:** ''دورانِ عبادت شیطانی وسوسوں سے بچیے۔'' کیونکہ شیطان ہمارا ازلی دشمن ہے جو مسلسل ہمارے دلوں میں وسوسے ڈالنے کی کوشش کرتا رہتا ہے، لہٰذا ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے **شیطانی وَساوِس** سے بچتے رہنے کی ہر وقت دعا کرتے رہیں۔

(7)......**ساتواں علاج:** ''تنہائی ہو یا ہجوم یکساں عمل کیجئے۔'' یعنی جس خشوع وخضوع کے ساتھ لوگوں کے سامنے نماز پڑھنے کی کوشش کرتے ہیں اسی انداز کو تنہائی

میں بھی قائم رکھیں اور جس کام کو لوگوں کے سامنے کرنے سے جھجکتے ہیں تنہائی میں بھی وہ کام نہ کیا کریں۔

(8)......**آٹھواں علاج:** ''**نیکیاں چھپایئے۔**'' **حَتَّی الْاِمْکَان** اپنی نیکیوں کو اسی طرح چھپائیں جس طرح اپنے گناہوں کو چھپاتے ہیں اور اسی پر **قناعت** کریں کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہماری نیکی کو جانتا ہے بالخصوص پوشیدہ نیکی کرنے کے بعد نفس کی خوب **نگرانی** کریں کہ عموماً پوشیدہ نیکی کے بعد وہ اس کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے پر زیادہ اُبھارتا ہے۔

(9)......**نواں علاج:** ''**اچھی صحبت اختیار کیجئے۔**'' ہر صحبت اپنا اثر رکھتی ہے، اچھی صحبت اچھا اور بُری صحبت بُرا۔ اچھی صحبت حاصل کرنے کا ایک ذریعہ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوت اسلامی** کا **مدنی ماحول** بھی ہے، آپ بھی اس مدنی ماحول سے وابستہ ہوجایئے، اپنے شہر میں ہونے والے **ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع** میں پابندی وقت کے ساتھ شرکت کیجئے، **مدنی انعامات** پر عمل کی کوشش کیجئے، **مدنی قافلوں** میں جدول کے مطابق سفر کو اپنا معمول بنایئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس مدنی ماحول کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں بالخصوص ریاکاری سے بچنے اور نیکیوں کے لیے کڑھنے کا مدنی ذہن بنے گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

(10)......**دسواں علاج:** ''**اَوراد و وَظائِف کا مَعْمُول بنالیجئے۔**'' ریاکاری کی تباہ کاریوں سے بچنے کے لیے مذکورہ اُمور کے ساتھ ساتھ روحانی **علاج** بھی کیجئے۔ مثلاً

جب بھی دل میں ریاکاری کا خیال آئے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم ایک بار پڑھنے کے بعد اُلٹے کندھے کی طرف تین بار تھوتھو کر دیجئے۔ سورۂ اخلاص گیارہ بار صبح (آدھی رات ڈھلے سے سورج کی پہلی کرن چمکنے تک صبح ہے) پڑھنے والے پر اگر شیطان مع لشکر کے کوشش کرے کہ اس سے گناہ کرائے تو بھی اس سے گناہ نہ کرا سکے جب تک یہ خود نہ کرے۔ ''سورۃ الناس'' پڑھ لینے سے بھی وسوسے دُور ہوتے ہیں۔ ریاکاری کے اِن دس علاج کی مزید تفصیل کے لیے دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۶۵ صفحات پر مشتمل کتاب ''ریاکاری'' کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(2)... عُجْب یعنی خود پسندی

عجب یعنی خود پسندی کی تعریف:

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے ''شیطان کے بعض ہتھیار'' صفحہ ۱۷ پر ''عُجْب یعنی خود پسندی'' کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''اپنے کمال (مثلاً علم یا عمل یا مال) کو اپنی طرف نسبت کرنا اور اس بات کا خوف نہ ہونا کہ یہ چھن جائے گا۔ گویا خود پسند شخص نعمت کو مُنْعِمِ حقیقی (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ) کی طرف منسوب کرنا ہی بھول جاتا ہے۔(1) (یعنی ملی ہوئی نعمت مثلاً صحت یا حسن و جمال یا دولت یا

1 ...... احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان حقیقۃ العجب، ج ۳، ص ۴۵۴۔

ذِہانت یا خوش الحانی یا منصب وغیرہ کو اپنا کارنامہ سمجھ بیٹھنا اور یہ بھول جانا کہ سب ربُّ العزّت ہی کی عنایت ہے۔)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ **فَلَا تُزَكُّوْۤا اَنْفُسَكُمْ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى۠** ﴾ (پ۲۷، النجم: ۳۲) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''تو آپ اپنی جانوں کو ستھرا نہ بتاؤ وہ خوب جانتا ہے جو پرہیزگار ہیں۔''

حضرت سیِّدُنا ابنِ جُرَیج رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ''اِس آیت مبارکہ کا معنیٰ یہ ہے کہ جب تم کوئی اچھا عمل کرو تو یہ نہ کہو کہ یہ کام میں نے کیا ہے۔'' حضرت سیِّدُنا زَید بن اَسلم رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ''اپنے آپ کو نیکوکار قرار نہ دو یعنی یہ نہ کہو کہ میں نیک ہوں کیونکہ یہ تو عُجب یعنی خود پسندی ہے۔''(1)

صدر الافاضل حضرتِ علامہ سید **محمد نعیم الدین** مرادآبادی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْهَادِی اس آیت مبارکہ کے تحت **''خزائن العرفان''** میں فرماتے ہیں: ''یعنی تفاخُراً اپنی نیکیوں کی تعریف نہ کرو کیونکہ **اللہ تعالٰی** اپنے بندوں کے حالات کا خود جاننے والا ہے وہ ان کی ابتداءِ ہستی سے آخرِ ایام کے جملہ احوال جانتا ہے۔ **مسئلہ:** اس آیت میں ریا اور خود نمائی اور خودسرائی کی ممانعت فرمائی گئی لیکن اگر نعمتِ الٰہی کے اعتراف اور اطاعت و عبادت پر مسرّت اور اس کے ادائے شکر کے لئے نیکیوں کا ذکر کیا جائے تو جائز ہے۔''

---

1 ......احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، ج ۳، ص ۴۵۴۔

حدیث مبارکہ، خود پسندی کا نقصان:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیُوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ ہدایت نشان ہے: ''گناہوں پر نادِم ہونے والا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کا مُنْتَظِر ہوتا ہے جبکہ خود پسندی کرنے والا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی کا مُنْتَظِر ہوتا ہے۔''(1)

عجب یعنی خود پسندی کا حکم:

عُجب یعنی خود پسندی ناجائز وممنوع وگناہ ہے۔ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اگر چہ تم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو لیکن مجھے تم پر گناہ سے بھی بڑے جرم کا خوف ہے اور وہ ہے عُجْب، عُجْب یعنی خود پسندی۔'' اس فرمان مبارک میں آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے عُجْب کو بہت بڑا گناہ قرار دیا۔(2)

اور کسی بھی ظاہری وباطنی گناہ سے بچنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ چنانچہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ ذَرُوْا ظَاهِرَ الْاِثْمِ وَ بَاطِنَهٗ ؕ﴾ (پ۸، الانعام: ۱۲۰) ترجمۂ کنز الایمان: ''اور چھوڑ دو کھلا اور چُھپا گناہ۔''

خود پسندی کی اہم وضاحت:

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سیِّدُنا امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی لکھتے ہیں کہ جو شخص علم، عمل اور مال کے ذَرِیعے اپنے نفس میں کمال جانتا ہوا اُس

---

1 ......شعب الایمان، باب فی معالجۃ کل ذنب بالتوبۃ، ج ۵، ص ۴۳۶، حدیث: ۷۱۷۸۔

2 ......احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، باب ذم العجب---الخ، ج ۳، ص ۴۵۳۔

کی ''دو حالتیں'' ہیں: (1) ان میں سے ایک یہ ہے کہ اسے اُس کمال کے زَوال کا خوف ہو یعنی اِس بات کا ڈر ہو کہ اس میں کوئی تبدیلی آجائے گی یا بالکل ہی سَلب اور ختم ہوجائے گا تو ایسا آدمی ''خود پسند'' نہیں ہوتا۔ (2) دوسری حالت یہ ہے کہ وہ اس کے زَوال (یعنی کم یا خَتم ہونے) کا خوف نہیں رکھتا بلکہ وہ اِس بات پر خوش اور مطمئن ہوتا ہے کہ اس نے مجھے یہ نعمت عطا فرمائی ہے اِس میں میرا اپنا کمال نہیں۔ یہ بھی ''خود پسندی'' نہیں ہے اور اس کے لیے ایک تیسری حالت بھی ہے جو خود پسندی ہے اور وہ یہ ہے کہ اسے اس کمال کے زَوال (یعنی کم یا ختم ہونے) کا خوف نہیں ہوتا بلکہ وہ اس پر مَسرور و مطمئن ہوتا ہے اور اس کی مَسرَّت کا باعِث یہ ہوتا ہے کہ یہ کمال، نعمت و بھلائی اور سر بُلندی ہے، وہ اس لیے خوش نہیں ہوتا کہ یہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عنایت اور نعمت ہے بلکہ اِس (یعنی خود پسند بندے) کی خوشی کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اُسے اپنا وَصف (یعنی خوبی) اور خود اپنا ہی کمال سمجھتا ہے وہ اِسے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی عطاء و عنایت تصوُّر نہیں کرتا۔[1]

حکایت، خود پسندی میں مبتلا مرید کی اصلاح:

ولی کامل، حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی کا ایک مرید ہر رات خواب میں دیکھتا کہ فرشتے اسے شاہی سواری پر بٹھا کر جنت کی سیر کرا رہے ہیں اور طرح طرح کے میوے بھی کھلا رہے ہیں۔ یوں وہ خود پسندی میں مبتلا ہو کر خود کو باکمال سمجھنے لگا اور آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کی خدمت میں حاضر ہونا چھوڑ دیا۔ آپ

1 ......احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، باب ذم العجب۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۴۵۴۔

رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے جب کافی دن اسے مجلس میں غیر حاضر پایا تو یہ سوچ کر کہ ہوسکتا ہے بیمار ہوگیا ہو، اس کی **مزاج پرسی** کے لیے اس کے پاس تشریف لے گئے۔ جب آپ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ تو نہایت ہی شان وشوکت کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔

آپ نے اُس سے اُس کی اِس کیفیت کے متعلق دریافت فرمایا تو اُس نے بڑے فخر سے اپنے بلند مقام ومرتبہ اور روز ہونے والی جنتی سیر کا ذکر کیا۔ آپ فوراً سمجھ گئے اور اُس سے اِرشاد فرمایا: ''آج جب جنت میں جاؤ تو میوے کھانے سے پہلے **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم** پڑھ لینا۔'' اس نے کہا: ''بہت اچھا۔'' چنانچہ حسب معمول جب وہ جنت میں پہنچا تو آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا فرمان یاد آگیا اور جیسے ہی اس نے **لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم** پڑھا تو عین اسی لمحے ایک زوردار چیخ سنائی دی اور وہ جنت کچرے کے ڈھیر میں بدل گئی جس میں جگہ جگہ انسانی ہڈیاں بکھری پڑی تھیں۔ یہ دیکھ کر اس مرید کی سمجھ میں آیا کہ وہ شیطان کے جال **خود پسندی** میں پھنس چکا تھا، اسی وقت روتے ہوئے اپنے پیر ومرشد حضرت سیِّدُنا جنید بغدادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی کی **خدمت** میں حاضر ہوا، اپنے رویہ پر نادم ہوا، توبہ کی اور دوبارہ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی تربیت میں رہنے لگا۔[1]

خود پسندی کا ایک مجرب علاج:

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرت سیِّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ

1 ...... کشف المحجوب، باب آدابھم فی الصحبۃ، ص ۳۷۷۔

الْوَالِی فرماتے ہیں: ''صحابۂ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان اپنے زُہد وتقوٰی کے باوجود یہ تمنا کیا کرتے کہ کاش وہ مٹی، بھوسہ یا پرند ہوتے۔ تو صاحبِ بصیرت شخص کیسے اپنے عمل پر خود پسندی کرسکتا ہے یا اِترا سکتا ہے اور کیونکر اپنے نفس سے بے خوف ہوسکتا ہے؟ یہ خود پسندی کا علاج ہے جس سے خود پسندی کا مادہ بالکل جڑ سے کٹ جاتا ہے۔ جب خود پسندی میں مبتلا شخص اس طریقۂ علاج کے مطابق خود پسندی کا علاج کرتا ہے تو جس وقت اس کے دل پر خود پسندی غالب آتی ہے تو سَلْبِ نعمت کا خوف اسے اترانے سے بچاتا ہے بلکہ جب وہ کافروں اور فاسقوں کو دیکھتا ہے کہ کسی گناہ کے بغیر ان کو ایمان اور اِطاعَتِ الٰہی کی دولت سے محرومی ملی ہے تو وہ ڈرتے ہوئے یہ سوچتا ہے کہ جس ذات کو اس بات کی پروانہیں کہ وہ بغیر کسی جرم کے کسی کو محروم کردے یا بغیر کسی وسیلے کے کسی کو عطا کرے تو وہ دی ہوئی نعمت کو واپس بھی لے سکتا ہے۔ کتنے ہی ایمان والے مرتد ہوکر اور اطاعت گزار فاسق ہوکر برے خاتمے کا شکار ہوئے۔ جب آدمی اس طرح سوچے گا تو خود پسندی اس میں باقی نہیں رہے گی۔''[1]

حُبِّ جاہ وخود پسندی کی مِٹا دے عادتیں
یا الٰہی! باغِ جنّت کی عطا کر راحتیں

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ......احیاء العلوم، ج۳، ص۱۱۰۶۔

خود پسندی کے آٹھ اسباب وعلاج:

حُجَّۃُ الاسلام، حضرت سیِّدُ نا امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی نے اپنی مایہ ناز تصنیف ''اِحیاء العلوم'' میں عُجب یعنی خود پسندی کے آٹھ اَسباب اور اُن کے علاج بیان فرمائے ہیں، اُن کا اجمالی خاکہ پیش خدمت ہے:

(1)......**پہلا سبب: اپنی جسمانی خوب صورتی کے حوالے سے خود پسندی میں مبتلا ہونا ہے** اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی باطنی گندگیوں پر غور کرے اور اپنے آغاز وانجام کے بارے میں سوچ وبچار کرے۔

(2)......**دوسرا سبب: اپنی طاقت وقوت پر ناز کرنا ہے** اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ یہ سوچے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ معمولی سی آزمائش میں مبتلا فرما کر یہ قوت واپس لے سکتا ہے۔

(3)......**تیسرا سبب: عَقْل اور ذہانت کے حوالے سے خود پسندی میں مبتلا ہونا ہے** اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ یہ سوچے کہ کسی مرض یا حادثے کے سبب یہ نعمت چھینی جاسکتی ہے۔

(4)......**چوتھا سبب: عالی نسب ہونے پر فخر کا اِظہار ہے** اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ یہ سوچے کہ ''اپنے آباء واجداد کی مخالفت کے باوجود ان کے درجے تک پہنچ جانا کیسے ممکن ہے؟''

(5)......**پانچواں سبب: ظالم کی حمایت پر اِترانا ہے** اس کا علاج یہ ہے کہ ''بندہ اِن ظالم لوگوں کے اُخروی اَنجام پر نظر رکھے۔''

(6)......**چھٹا سبب: اپنے نوکر چاکر وغیرہ پر اِترانا ہے** اس کا علاج یہ ہے کہ اپنی کمزوری پر نظر رکھے اور یہ ذہن نشین کرلے کہ تمام لوگ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے عاجز بندے ہیں۔

(7)......**ساتواں سبب: مال پر اِترانا ہے** اس کا علاج یہ ہے کہ مال کی آفات، اس کے حقوق اور اس سے پیدا ہونے والے فتنوں کو پیش نظر رکھے۔

(8)......**آٹھواں سبب اپنی غلط رائے پر اِترانا ہے** اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی رائے کی صحت پر ہرگز ہرگز بھروسہ نہ کرے۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(3)...حسد

حسد کی تعریف:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ ۹۶ صفحات پر مشتمل رسالے ''حسد'' صفحہ ۷ پر ہے: ''کسی کی دینی یا دنیاوی نعمت کے زوال (یعنی اس کے چھن جانے) کی تمنا کرنا یا یہ خواہش کرنا کہ فلاں شخص کو یہ نعمت نہ ملے، اس کا نام حسد ہے۔''[2]

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ اَمْ یَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰی مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۚ فَقَدْ اٰتَیْنَاۤ اٰلَ اِبْرٰهِیْمَ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ

1 ......احیاء العلوم، ج ۳، ص ۱۱۰۷ تا ۱۱۱۹ ملخصاً۔

2 ......الحدیقة الندیة، الخلق الخاسس عشر...الخ، ج ۱، ص ۶۰۰۔

وَ اٰتَیْنٰهُمْ مُّلْكًا عَظِیْمًا ﴿۵۴﴾ (پ۵، النساء: ۵۴) ترجمۂ کنزالایمان: ''یا لوگوں سے حسد کرتے ہیں اس پر جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دیا تو ہم نے تو ابراہیم کی اولاد کو کتاب اور حکمت عطا فرمائی اور انہیں بڑا ملک دیا۔''

حدیث مبارکہ، حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے:

حضرت سیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حسد سے دور رہو کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ خشک لکڑی کو۔''(1)

حسد کا حکم:

اگر اپنے اختیار و ارادے سے بندے کے دل میں حسد کا خیال آئے اور یہ اس پر عمل بھی کرتا ہے یا بعض اعضاء سے اس کا اظہار کرتا ہے تو یہ حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔(2)

حکایت، حاسد کا عبرتناک انجام:

ایک شخص بادشاہ کے دربار میں گیا اور اس سے اجازت چاہی کہ میں کچھ باتیں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ بادشاہ نے اجازت دیتے ہوئے اسے اپنے سامنے کُرسی پر بٹھا دیا اور کہا: ''اب جو کہنا چاہتے ہو کہو۔'' اس شخص نے کہا: ''محسن یعنی احسان کرنے

(1) ......ابوداود، کتاب الادب، باب فی الحسد، ج۴، ۳۶۰، حدیث: ۴۹۰۳۔

(2) ......الحدیقة الندیة، الخلق الخامس عشر...الخ، ج۱، ص۶۰۱۔

والے کے ساتھ اِحسان کرو اور جو بُرائی کرے اس کی بُرائی کا بدلہ اُسے خود ہی مل جائے گا۔" بادشاہ اُس کی یہ بات سن کر بہت خوش ہوا اور اُسے اِنعام واِکرام سے نوازا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ کے ایک درباری کو اُس شخص سے حسد ہوگیا اور وہ دل ہی دل میں کُڑھنے لگا کہ اِس عام سے شخص کو بادشاہ کے دربار میں اِتنی عزت اور اِتنا مقام کیوں حاصل ہوگیا۔ بالآخر وہ حسد کی بیماری سے مجبور ہوکر بادشاہ کے پاس گیا اور بڑے خوشامدانہ انداز میں بولا: "اے بادشاہ سلامت! ابھی جو شخص آپ کے سامنے گفتگو کر کے گیا ہے اگرچہ اس نے باتیں اچھی کی ہیں لیکن وہ آپ سے نفرت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ بادشاہ کو گندہ دَہَنی (یعنی منہ سے بدبُو آنے) کی بیماری ہے۔"

بادشاہ نے یہ سنا تو پوچھا: "تمہارے پاس اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ وہ میرے بارے میں یہی گمان رکھتا ہے؟" وہ حاسد بولا: "حضور! اگر آپ کو میری بات پر یقین نہیں آتا تو آپ آزما کر دیکھ لیں، اُسے اپنے پاس بلائیں جب وہ آپ کے قریب آئے گا تو اپنی ناک پر ہاتھ رکھ لے گا تاکہ اُسے آپ کے منہ سے بدبُو نہ آئے۔" یہ سن کر بادشاہ نے کہا: "تم جاؤ جب تک میں اِس معاملے کی تحقیق نہ کرلوں اُس کے بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کروں گا۔"

چنانچہ وہ حاسد دربارِ شاہی سے جانے کے بعد اس شخص کے پاس پہنچا جس سے وہ حسد کرتا تھا۔ اُسے کھانے کی دعوت دی، اُس نے دعوت قبول کرلی اور اُس کے ساتھ چل دیا۔ حاسد نے اُس کے سامنے ایسا کھانا پیش کیا جس میں بہت زیادہ لہسن ڈال

دیا گیا۔اب کھانے کے بعد اُس شخص کے منہ سے لہسن کی بد بُو آنے لگی۔ بہرحال وہ اپنے گھر آ گیا، ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بادشاہ کا قاصد آیا اور اُس نے کہا: ''بادشاہ نے آپ کو ابھی دربار میں بلایا ہے۔'' وہ شخص قاصد کے ساتھ دربار میں پہنچا۔ بادشاہ نے اُسے اپنے سامنے بٹھایا اور کہا: ''ہمیں وہی کلمات سناؤ جو اُس دن تم نے سنائے تھے۔'' اس شخص نے کہا: ''محسن یعنی احسان کرنے والے کے ساتھ احسان کرو اور جو برائی کرے اس کی برائی کا بدلہ اسے خود ہی مل جائے گا۔''

جب اس نے اپنی بات مکمل کر لی تو بادشاہ نے اُس سے کہا: ''میرے قریب آؤ۔'' وہ بادشاہ کے قریب گیا تو اُس نے فوراً اپنے منہ پر ہاتھ رکھ لیا تا کہ لہسن کی بد بُو سے بادشاہ کو تکلیف نہ ہو۔'' جب بادشاہ نے یہ صورتحال دیکھی تو اپنے دل میں کہا کہ ''اُس شخص نے ٹھیک ہی کہا تھا کہ میرے متعلق یہ شخص گمان رکھتا ہے کہ مجھے گندہ دہنی (یعنی منہ سے بد بُو آنے) کی بیماری ہے۔'' بادشاہ اُس شخص کے بارے میں بدگمانی کا شکار ہو گیا اور بغیر تحقیق کے اُس نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اس شخص کو سخت سزا دے گا۔ چنانچہ اُس نے اپنے گورنر کے نام ایک مکتوب روانہ کیا جس میں لکھا: ''اے گورنر! جیسے ہی یہ شخص تمہارے پاس پہنچے تو اِسے ذبح کر کے اِس کی کھال میں بھوسا بھر دینا اور اُسے ہمارے پاس بھجوا دینا۔ پھر بادشاہ نے خط پر مہر لگائی اور اُس شخص کو دیتے ہوئے کہا: ''یہ خط لے کر فلاں علاقے کے گورنر کے پاس پہنچ جاؤ۔''

بادشاہ کی عادت تھی کہ جب بھی وہ کسی شخص کو کوئی بڑا انعام دینا چاہتا تو اپنے کسی

گورنر کے نام خط لکھتا اور اُس شخص کو گورنر کے پاس بھیج دیتا وہاں اُسے خوب اِنعام واِکرام سے نوازا جاتا۔ کبھی بھی بادشاہ نے سزا کے لئے کسی گورنر کو خط نہ لکھا تھا۔ آج پہلی مرتبہ بادشاہ نے کسی کو سزا دینے کے لئے گورنر کے نام خط لکھا۔ بہرحال یہ شخص خط لے کر دربارِ شاہی سے نکلا اُس بیچارے کو کیا معلوم کہ اِس خط میں میری موت کا حکم ہے۔ یہ شخص خط لے کر گورنر کے پاس جارہا تھا کہ راستے میں اُس کی ملاقات اُسی حاسد سے ہوگئی۔ اس نے پوچھا: ''بھائی! کہاں کا ارادہ ہے؟''

اس نے کہا: ''میں نے بادشاہ کو اپنا کلام سنایا تو اُس نے مجھے ایک خط مہر لگا کر دیا اور کہا کہ فلاں گورنر کے پاس یہ خط لے جاؤ۔ میں اُسی گورنر کے پاس خط لئے جارہا ہوں۔'' حاسد کہنے لگا: ''بھائی! تم یہ خط مجھے دے دو میں ہی اِسے گورنر تک پہنچادوں گا۔ چنانچہ اس شریف آدمی نے خط حاسد کے حوالے کردیا، وہ حاسد خط لے کر خوشی خوشی گورنر کے دربار کی طرف چل دیا، وہ یہ سوچ کر بہت خوش ہورہا تھا کہ ''اس خط میں بادشاہ نے گورنر کے نام پیغام لکھا ہوگا کہ جو شخص یہ خط لے کر آئے اسے اِنعام واِکرام سے نوازا جائے۔ میری قسمت کتنی اچھی ہے، میں نے اس شخص کو جھانسا دے کر یہ خط لے لیا ہے اب میں مالا مال ہوجاؤں گا۔'' وہ حاسد انہیں سوچوں میں مگن بڑی خوشی کے عالم میں جھومتا جھومتا گورنر کے دربار کی جانب جارہا تھا۔ اسے کیا معلوم تھا کہ حسد کی آگ نے اسے موت کے منہ میں دھکیل دیا ہے اور جاتے ہی اسے قتل کردیا جائے گا۔

بہرحال وہ گورنر کے پاس پہنچا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں بادشاہ کا خط گورنر کو

دیا۔ گورنر نے جیسے ہی خط پڑھا تو پوچھا: ''اے شخص! کیا تجھے معلوم ہے کہ اس خط میں بادشاہ نے کیا لکھا ہے؟'' اس نے کہا: ''بادشاہ سلامت نے یہی لکھا ہوگا کہ مجھے اِنعام واِکرام سے نوازا جائے اور میری حاجات کو پورا کیا جائے۔'' گورنر نے یہ سن کر کہا: اے نادان شخص! بادشاہ نے اس خط میں مجھے حکم دیا ہے کہ ''جیسے ہی یہ شخص خط لے کر پہنچے اسے ذبح کر دینا اور اس کی کھال اُتار کر اس میں بھوسا بھر دینا پھر اس کی لاش میرے پاس بھجوا دینا۔'' یہ سن کر اس حاسد کے تو ہوش اُڑ گئے اور وہ گڑگڑا کر کہنے لگا: ''خدا عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ خط میرے بارے میں نہیں لکھا گیا بلکہ یہ تو فلاں شخص کے متعلق ہے، بے شک آپ بادشاہ کے پاس کسی قاصد کو بھیج کر معلوم کرلیں۔''

گورنر نے اس کی ایک نہ سنی اور کہا: ''ہمیں کوئی حاجت نہیں کہ ہم بادشاہ سے اس معاملہ کی تصدیق کریں بادشاہ کی مہر اس خط پر موجود ہے لہٰذا ہمیں بادشاہ کے حکم پر عمل کرنا ہوگا۔'' اتنا کہنے کے بعد اس نے جلاد کو حکم دیا اور اس حاسد شخص کو ذبح کر کے اس کی کھال اُتار کر اس میں بھوسا بھر دیا گیا۔ پھر اس کی لاش کو بادشاہ کے دربار میں بھجوا دیا گیا۔ وہ شخص جس سے یہ حسد کیا کرتا تھا حسبِ معمول بادشاہ کے دربار میں گیا اور بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو کر وہی الفاظ دہرائے: ''محسن کے ساتھ احسان کرو اور جو کوئی برائی کرے گا اسے عنقریب اس کی برائی کا صلہ مل جائے گا۔'' جب بادشاہ نے اس شخص کو صحیح وسالم دیکھا تو اس سے پوچھا: ''میں نے تجھے جو خط دیا تھا اس کا کیا ہوا؟'' اس نے جواب دیا: ''میں آپ کا خط لے کر گورنر کے پاس جا رہا تھا کہ مجھے

راستے میں فلاں شخص ملا اور اس نے مجھ سے کہا کہ یہ خط مجھے دے دو، چنانچہ میں نے اسے خط دے دیا اور وہ خط لے کر گورنر کے پاس چلا گیا ہے۔''

بادشاہ نے کہا: ''اس شخص نے مجھے تمہارے بارے میں بتایا تھا کہ تم میرے متعلق یہ گمان رکھتے ہو کہ میرے منہ سے بدبُو آتی ہے، کیا واقعی ایسا ہے؟'' اس شخص نے کہا: ''بادشاہ سلامت! میں نے کبھی بھی آپ کے بارے میں ایسا نہیں سوچا۔'' تو بادشاہ نے پوچھا: ''جب میں نے تجھے اپنے قریب بلایا تھا تو تُو نے اپنے منہ پر ہاتھ کیوں رکھ لیا تھا؟'' اس شخص نے جواب دیا: ''بادشاہ سلامت! آپ کے دربار میں آنے سے کچھ دیر قبل اس شخص نے میری دعوت کی تھی اور کھانے میں مجھے بہت زیادہ لہسن کھلا دیا تھا جس کی وجہ سے میرا منہ بدبُودار ہو گیا۔ جب آپ نے مجھے اپنے قریب بلایا تو میں نے یہ بات گوارا نہ کی کہ میرے منہ کی بدبُو سے بادشاہ سلامت کو تکلیف پہنچے اسی لئے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ لیا تھا۔''

جب بادشاہ نے یہ سنا تو کہا: ''اے خوش نصیب شخص! تُو نے بالکل ٹھیک کہا، تیری یہ بات بالکل سچی ہے کہ جو کسی کے ساتھ برائی کرتا ہے اسے عنقریب اس کی برائی کا بدلہ مل جائے گا۔ اس شخص نے تیرے ساتھ برائی کا اِرادہ کیا اور تجھے سزا دلوانی چاہی لیکن اسے اپنی برائی کا صلہ خود ہی مل گیا۔ سچ ہے کہ جو کسی کے لئے گڑھا کھودتا ہے وہ خود ہی اس میں جا گرتا ہے۔ اے نیک شخص! میرے سامنے بیٹھ اور اپنی اسی بات کو دہرا۔ چنانچہ وہ شخص بادشاہ کے سامنے بیٹھا اور کہنے لگا: ''محسن کے ساتھ احسان کرو اور

برائی کرنے والے کوعنقریب اس کی برائی کی سزا خود ہی مل جائے گی۔‘‘[1]

حسد کے چودہ علاج:

تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی اِدارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ ۹۶ صفحات پر مشتمل رسالے ’’حسد‘‘ صفحہ ۶۸ سے حسد کے چودہ 14 علاج پیش خدمت ہیں:

(1)......’’**توبہ کر لیجئے۔**‘‘ حسد بلکہ تمام گناہوں سے توبہ کیجئے کہ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ میں تیرے سامنے اقرار کرتا ہوں کہ میں اپنے فلاں بھائی سے حسد کرتا تھا تو میرے تمام گناہوں کو معاف فرما دے۔ آمین

(2)......’’**دعا کیجئے۔**‘‘ کہ **یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! میں تیری رضا کے لیے حسد سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہوں، تو مجھے اس باطنی بیماری سے شفا دے اور مجھے حسد سے بچنے میں استقامت عطا فرما۔ آمین

(3)......’’**رضائے الٰہی پر راضی رہیے۔**‘‘ کہ رب عَزَّوَجَلَّ نے میرے اس بھائی کو جو بھی نعمتیں عطا فرمائی ہیں وہ اس کی رضا ہے وہ ربّ عَزَّوَجَلَّ اس بات پر قادر ہے کہ جسے چاہے جو چاہے جتنا چاہے جس وقت چاہے عطا فرما دے۔

(4)......’’**حسد کی تباہ کاریوں پر نظر رکھیے۔**‘‘ کہ حسد **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ورسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضگی کا سبب ہے، حسد سے نیکیاں ضائع ہوتی ہیں، حسد

[1]......عیون الحکایات، ج۱، ص۲۹۹۔

سے غیبت، بدگمانی، چغلی جیسے گناہ سرزد ہوتے ہیں، حسد سے روحانی سکون برباد ہوجاتا ہے۔وغیرہ وغیرہ

(5)......''**اپنی موت کو یاد کیجئے۔**'' کہ عنقریب مجھے بھی اپنی یہ زندگی چھوڑ کر اندھیری قبر میں اترنا ہے۔موت کی یاد تمام گناہوں بالخصوص حسد سے چھٹکارے کا بہترین ذریعہ ہے۔

(6)......''**حسد کا سبب بننے والی نعمتوں پرغور کیجئے۔**'' کہ اگر وہ دنیوی نعمتیں ہیں تو عارضی ہیں اور عارضی چیز پر حسد کیسا؟ اگر دینی شرف وفضیلت ہے تو یہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا ہے اور **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا پر حسد کرنا عقلمندی نہیں۔

(7)......''**لوگوں کی نعمتوں پر نگاہ نہ رکھیے۔**'' کہ عموماً اس سے احساس کمتری پیدا ہوتا ہے جو حسد کا باعث ہے، اپنے سے نیچے والوں پر نظر رکھیے اور بارگاہِ ربُّ العزت میں شکر ادا کیجئے۔

(8)......''**حسد سے بچنے کے فضائل پر نظر رکھیے۔**'' کہ حسد سے بچنا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ورسول صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی رضا کا سبب، جنت کے حصول میں مُعاوِن، کل بروزِ قیامت سایہ عرش ملنے کا سبب بننے والے اَعمال میں سے ایک ہے۔

(9)......''**اپنی خامیوں کی اِصلاح میں لگ جایئے۔**'' کہ جب دوسروں کی خوبیوں پر نظر رکھیں گے تو اپنی اِصلاح سے محروم ہوجائیں گے اور جب اپنی اِصلاح میں لگ جائیں گے تو حسد جیسے بُرے کام کی فُرصَت ہی نہیں ملے گی۔

(10)...... ''**حسد کی عادت کو رشک میں تبدیل کر لیجئے۔**'' کہ کسی کی نعمت کو دیکھ کر یہ تمنا مت کیجئے کہ یہ نعمت اس سے چھن کر مجھے مل جائے بلکہ یہ دعا کیجئے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کی اس نعمت میں مزید برکت عطا فرمائے۔

(11)...... ''**نفرت کو محبت میں بدلنے کی تدبیریں کیجئے۔**'' کہ جس سے حسد ہے اس سے سلام میں پہل کرے، اسے تحَائِف پیش کرے، بیمار ہونے پر تعَزِیَت کرے، خوشی کے موقع پر مبارک باد دے، ضرورت پڑے تو مدد کرے، لوگوں کے سامنے اس کی جائز تعریف کرے، جس قدر اسے فائدہ پہنچا سکتا ہو پہنچائے۔ وغیرہ وغیرہ

(12)...... ''**دوسروں کی خوشی میں خوش رہنے کی عادت بنائیے۔**'' کیونکہ یہ ربّ عَزَّوَجَلَّ کی مَشِیَّت اور نظامِ قدرت ہے کہ اس نے تمام لوگوں کے رہن سہن، ان کی دی جانے والی نعمتوں کو یکساں نہیں رکھا تو یقیناً اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں کہ کسی کی نعمت چھن جانے سے وہ آپ کو ضرور مل جائے گی، لہٰذا حسد کے بجائے اپنے بھائی کی نعمت پر خوش رہیں۔

(13)...... ''**روحانی علاج بھی کیجئے۔**'' کہ ہر وقت بارگاہ ربُّ العزت میں حسد سے بچنے کے لیے اِستِغفار کرتے رہیے، شیطان کے مکر و فریب سے پناہ مانگئے، جب بھی دل میں حسد کا خیال آئے تو **اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم** پڑھ کر اپنے بائیں طرف تین بار تُھو تُھو کر دیجئے۔

(14)...... ''**مدنی انعامات پر عمل کیجئے۔**'' کہ آج کے اس پرفتن دور میں شیخ

طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ مدنی انعامات پر عمل کرنے سے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ پابندِ سُنَّت بننے، نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کا جذبہ ملے گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(4)...بغض و کینہ

بغض و کینہ کی تعریف:

کینہ یہ ہے کہ انسان اپنے دل میں کسی کو بوجھ جانے، اس سے غیر شرعی دشمنی وبغض رکھے، نفرت کرے اور یہ کیفیت ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے۔[1]

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَ الْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَ الْمَیْسِرِ وَ یَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ عَنِ الصَّلٰوةِ ۚ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ﴿۹۱﴾ ﴾ (پ۷، المائدۃ: ۹۱)

ترجمۂ کنزالایمان: ''شیطان یہی چاہتا ہے کہ تم میں بیر اور دشمنی ڈلوا دے شراب اور جوئے میں اور تمہیں اللہ کی یاد اور نماز سے روکے تو کیا تم باز آئے۔''

صدرالافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی ''خزائن العرفان'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اس آیت میں شراب اور جوئے کے نتائج اور وبال بیان فرمائے گئے کہ شراب خوری اور جوئے بازی کا

[1] ......احیاء العلوم، کتاب ذم الغضب والحقد والحسد، القول فی معنی الحقد...الخ، ج ۳، ص ۲۲۳۔

ایک وبال تو یہ ہے کہ اس سے آپس میں بُغض اور عَداوَتیں پیدا ہوتی ہیں اور جو اِن بَدیُوں میں مُبتلا ہووہ ذِکرِ الٰہی اور نماز کے اوقات کی پابندی سے محروم ہو جاتا ہے۔‘‘

حدیث مبارکہ، بغض رکھنے والوں سے بچو:

اللّٰہ کے مَحبوب، دانائے غُیُوب، مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیُوب عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ’’اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ (ماہ) شعبان کی پندرہویں رات اپنے بندوں پر (اپنی قدرت کے شایانِ شان) تَجَلِّی فرماتا ہے اور مَغْفِرت چاہنے والوں کی مغفرت فرماتا ہے اور رحم طلب کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے جبکہ کینہ رکھنے والوں کو ان کی حالت پر چھوڑ دیتا ہے۔‘‘[1] ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ’’بغض رکھنے والوں سے بچو کیونکہ بغض دین کو مونڈ ڈالتا (یعنی تباہ کر دیتا) ہے۔‘‘[2]

بغض وکینہ کا حکم:

کسی بھی مسلمان کے متعلق بلا وجہ شرعی اپنے دل میں بغض وکینہ رکھنا ناجائز و گناہ ہے۔ سیِّدُنا عبدالغنی نابلسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ’’حق بات بتانے یا عدل و انصاف کرنے والے سے بغض وکینہ رکھنا حرام ہے۔‘‘[3]

حکایت، قبر کالے سانپوں سے بھر گئی:

حضور نبی کریم رءُوف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے چچا حضرت سیِّدُنا عباس

---

1 ...... شعب الایمان، باب فی الصیام، ماجاء فی لیلۃ ۔۔۔الخ، ج ٣، ص ٣٨٣، حدیث: ٣٨٣٥ ملتقطا۔

2 ...... کنزالعمال، کتاب الاخلاق، قسم الاقوال، الجزء: ٣، ج ٢، ص ٢٨، حدیث: ٧٤٨٦۔

3 ...... الحدیقۃ الندیۃ، السادس عشر من ۔۔۔الخ، ج ١، ص ٦٢٩۔

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں کچھ لوگ گھبرائے ہوئے حاضر ہوئے اورعرض کرنے لگے: ''ہم حج کی سعادت پانے کے لیے نکلے تھے، ہمارے ساتھ ایک آدمی تھا، جب ہم ذَاتُ الصِّفَاحْ کے مقام پر پہنچے تو اس کا انتقال ہوگیا۔ہم نے اس کے غسل وکفن کا اِنتظام کیا پھر اس کے لیے قبر کھودی اور اسے دفن کرنے لگے تو دیکھا کہ اچانک اس کی قبر کالے سانپوں سے بھر گئی ہے۔ہم نے وہ جگہ چھوڑ کر دوسری قبر کھودی تو دیکھتے ہی دیکھتے وہ بھی کالے سانپوں سے بھر گئی، بالآخر ہم اسے وہیں چھوڑ کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوگئے ہیں۔'' یہ واقعہ سن کر حضرت سیِّدُ نا عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ارشاد فرمایا: ''یہ اس کا کینہ ہے جو وہ اپنے دل میں مسلمانوں کے مُتَعَلِّق رکھا کرتا تھا، جاؤ! اور اسے وہیں دفن کردو۔''(1)

بغض وکینہ کے چھ علاج:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ ۸۴ صفحات پر مشتمل رسالے ''بغض وکینہ'' صفحہ ۴۰ سے بغض وکینہ کے چھ علاج پیشِ خدمت ہیں:

(1)...... ''ایمان والوں کے کینے سے بچنے کی دعا کیجئے۔'' پارہ ۲۸ سورۂ حشر، آیت نمبر ۱۰ کو یاد کرلینا اور وقتاً فوقتاً پڑھتے رہنا بھی بہت مفید ہے: ﴿وَ لَا تَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۠ ﴿۱۰﴾﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ''اور ہمارے دل میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ رکھ اے رب

(1) ......موسوعۃ ابن ابی الدنیا، کتاب القبور، ج ۶، ص ۸۳، رقم: ۱۲۸۔

ہمارے بیشک تو ہی نہایت مہربان رحم والا ہے۔''

(2)......''**اسباب دور کیجئے۔**'' یقیناً بیماری جسمانی ہو یا روحانی اس کے کچھ نہ کچھ اسباب ہوتے ہیں اگر اسباب کو دور کر دیا جائے تو بیماری خود بخود ختم ہو جاتی ہے، بغض وکینہ کے اسباب میں سے غصہ، بدگمانی، شراب نوشی، جوا بھی ہے ان سے بچنے کی کوشش کیجئے، ایک سبب نعمتوں کی کثرت بھی ہے کہ اس سے بھی آپس میں بغض وکینہ پیدا ہو جاتا ہے، نعمتوں کا شکر ادا کر کے اور سخاوت کی عادت کے ذریعے اس سے بچنا ممکن ہے۔

(3)......''**سلام ومصافحہ کی عادت بنا لیجئے۔**'' کہ سلام میں پہل کرنا اور ایک دوسرے سے ہاتھ ملانا یا گلے ملنا آپ کے کینے کو ختم کر دیتا ہے، نیز تحفہ دینے سے بھی محبت بڑھتی اور عداوت دور ہوتی ہے۔

(4)......''**بے جا سوچنا چھوڑ دیجئے۔**'' کہ عموماً کسی کی نعمتوں کی بارے میں سوچنا یا کسی کی اپنے اوپر ہونے والی زیادتی کے بارے میں سوچتے رہنا بھی کینے کے پیدا ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔ لہٰذا کسی کے متعلق بے جا سوچنے کے بجائے اپنی آخرت کی فکر میں لگ جائیے کہ یہی دانش مندی ہے۔

(5)......''**مسلمانوں سے اللہ کی رضا کے لیے محبت کیجئے۔**'' محبت کینے کی ضد ہے لہٰذا اگر ہم رضائے الٰہی کے لیے اپنے مسلمان بھائی سے محبت رکھیں گے تو کینے کو دل میں آنے کی جگہ نہیں ملے گی اور دیگر فضائل بھی حاصل ہوں گے۔

(6)......''سوچئے اور عقلمندی سے کام لیجئے۔'' کینے کی بنیاد عموماً دنیاوی چیزیں ہوتی ہیں، لیکن سوچنے کی بات ہے کہ کیا دنیا کی وجہ سے اپنی آخرت کو برباد کر لینا دانشمندی ہے۔ یقیناً نہیں تو پھر اپنے دل میں کینے کو ہرگز جگہ مت دیجئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(5)...حُبِّ مَدْح

حُبِّ مَدْح کی تعریف:

''کسی کام پر لوگوں کی طرف سے کی جانے والی تعریف کو پسند کرنا یا یہ خواہش کرنا کہ فلاں کام پر لوگ میری تعریف کریں، مجھے عزت دیں حُبِّ مَدْح کہلاتا ہے۔''

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اَتَوْا وَّ یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۸۸﴾﴾ (پ۴، آل عمران: ۱۸۸) ترجمۂ کنزالایمان: ''ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کیے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کیے اُن کی تعریف ہو، ایسوں کو ہرگز عذاب سے دُور نہ جاننا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی ''خزائن العرفان'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یہ آیت یہود کے حق

میں نازل ہوئی جو لوگوں کو دھوکا دینے اور گمراہ کرنے پر خوش ہوتے اور باوجود نادان ہونے کے یہ پسند کرتے کہ انہیں عالم کہا جائے۔ **مسئلہ:** اس آیت میں وعید ہے خود پسندی کرنے والے کے لیے اور اس کے لیے جو لوگوں سے اپنی جھوٹی تعریف چاہے جو لوگ بغیر علم اپنے آپ کو عالم کہلواتے ہیں یا اسی طرح اور کوئی غلط وصف اپنے لیے پسند کرتے ہیں انہیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔''

حدیث مبارکہ، حُبِّ مَدْح بربادیٔ اعمال کا سبب:

حضرت سیِّدُنا عبد **اللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **اللّٰہ** کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی عبادت کو لوگوں کی زبانوں سے اپنی تعریف پسند کرنے کے ساتھ ملانے سے بچو ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال برباد ہو جائیں۔''[1] حضرت سیِّدُنا عبد **اللّٰہ** بن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''حُبِّ مَدْح آدمی کو اندھا اور بہرا کر دیتی ہے۔''[2]

حُبِّ مَدْح کا حکم:

اپنی تعریف کو پسند کرنا اور اپنی تنقید پر ناراض ہو جانا یہ بڑی بڑی گمراہیوں اور گناہوں کا سر چشمہ ہے، قابلِ مذمت خوشی یہ ہے کہ آدمی لوگوں کے نزدیک اپنے مقام و مرتبے پر خوش ہو اور یہ خواہش کرے کہ وہ اس کی تعریف و تعظیم کریں، اس کی

---

1 ......فردوس الاخبار، باب الالف، ج ۱، ص ۲۲۳، حدیث: ۱۵۶۷۔

2 ......فردوس الاخبار، باب الحاء، ج ۱، ص ۳۴۷، حدیث: ۲۵۴۸۔

حاجتیں پوری کریں، آمد و رفت میں اسے اپنے آگے کریں۔

اعلیٰ حضرت، امام اہلسنّت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن فرماتے ہیں: ''اگر (کوئی آدمی) اپنی جھوٹی تعریف کو دوست رکھے (یعنی پسند کرے) کہ لوگ اُن فضائل سے اُس کی ثَنا (یعنی تعریف) کریں جو (فضیلت وخوبی) اس میں نہیں، جب تو صریح حرامِ قطعی ہے۔'' قَالَ اللّٰهُ (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا:) ﴿لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَفْرَحُوْنَ بِمَاۤ اَتَوْا وَّ یُحِبُّوْنَ اَنْ یُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ یَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِۚ وَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۸۸﴾﴾ (پ۴، آل عمران: ۱۸۸) ترجمۂ کنزالایمان: ''ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کیے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کیے اُن کی تعریف ہو ایسوں کو ہرگز عذاب سے دور نہ جاننا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔'' ہاں اگر تعریف واقعی ہو تو اگر چہ تاویل معروف ومشہور کے ساتھ، جیسے شَمْسُ الْاَئِمَّه (اماموں کے آفتاب) وفَخْرُ الْعُلَمَاء (اہل علم کے لیے فخر) وتَاجُ الْعَارِفِیْن (عارفوں کے تاج) وَ اَمْثَالُ ذٰلِکَ (یعنی اسی قسم اور نوع کے دوسرے توصیف کلمات جو مدح کی تعریف وتوصیف ظاہر کریں) کہ مقصود اپنے عصر (زمانے) یا مصر (شہر) کے لوگ ہوتے ہیں اور اس پر اس لئے خوش نہ ہو کہ میری تعریف ہو رہی ہے بلکہ اس لئے کہ ان لوگوں کی (تعریف) ان کو نفع دینی پہنچائے گی سمع قبول سے سنیں گے جو ان کو نصیحت کی جائے گی تو یہ حقیقۃً حب مدح نہیں بلکہ حب نصح مسلمین ہے اور وہ محض ایمان ہے۔''(1)

---

1 ......فتاویٰ رضویہ، ج۲۱، ص۵۹۷۔

آج بنتا ہوں مُعزَّز جو کُھلے حَشر میں عیب
ہائے رُسوائی کی آفت میں پھنسوں گا یا رب

حکایت،حُبِّ مَدح سے بچاؤ کاانوکھا انداز:

حضرتِ سیِّدُ نا ابوالحسن محمد بن اسلم طوسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی حب مدح سے بچنے کے لیے اپنی نیکیاں چھپانے کا بے حد خیال فرماتے یہاں تک کہ ایک بار فرمانے لگے: ''اگر میرا بس چلے تو میں کِراماً کاتِبِین (اعمال لکھنے والے دونوں فِرِشتوں) سے بھی چُھپ کر عبادت کروں۔'' حضرت سیِّدُ نا ابو عبد اللّٰہ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں بیس برس سے زیادہ عرصہ سیِّدُ نا ابُوالحَسَن رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی صُحبَت میں رہا مگر جمعۃ المبارک (ودیگر فرائض وواجِبات) کے علاوہ کبھی آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو دو رَکعت نَفل بھی پڑھتے نہیں دیکھ سکا۔ آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ پانی کا کوزہ لیکر اپنے کمرۂ خاص میں تشریف لے جاتے اور اندر سے دروازہ بند کرلیتے تھے۔ میں کبھی بھی نہ جان سکا کہ آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کمرے میں کیا کرتے ہیں، یہاں تک کہ ایک دن آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کا مَدَنی مُنّا زور زور سے رونے لگا۔ اس کی والدہ اسے چپ کروانے کی کوشش کررہی تھی۔ میں نے پوچھا: ''یہ مَدَنی مُنّا آخر اس قدر کیوں رو رہا ہے؟'' بی بی صاحِبہ نے فرمایا: ''اس کے ابّو یعنی حضرتِ سیِّدُ نا ابوالحسن طوسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس کمرے میں داخِل ہوکر تلاوتِ قرآن کرتے اور روتے ہیں تو یہ بھی ان کی آواز سن کر رونے لگتا ہے۔'' شیخ ابو عبد اللّٰہ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''حضرتِ

سیِّدُ نا ابوالحسن طوسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی (ریاکاری اور حب مدح کی تباہ کاریوں سے بچنے کی خاطر) نیکیاں چھپانے کی اِس قدر سعی فرماتے تھے کہ اپنے اُس کمرۂ خاص سے عبادت کرنے کے بعد باہَر نکلنے سے پہلے اپنا منہ دھوکر آنکھوں میں سُرمہ لگا لیتے تا کہ چہرہ اور آنکھیں دیکھ کر کسی کو اندازہ نہ ہونے پائے کہ یہ روئے تھے۔''(1)

حُبِّ مَدْح کے اسباب وعلاج:

(1)......حُبِّ مَدْح کا پہلا سبب دوسروں کے **تعریفی کلمات** کی وجہ سے خود کو باکمال سمجھنا ہے۔اس کا علاج یہ ہے بندہ اس بات پر غور کرے کہ یہ تعریفی کلمات کسی دنیوی عہدے مال ودولت یا ذہانت کے سبب سے ہیں یا کسی دینی خوبی (مثلاً تقویٰ وغیرہ) کی وجہ سے۔اگر دنیوی خوبیوں کی وجہ سے ہیں تو وہ فانی ہیں اور فانی خوبیوں پر اِترانا کیسا؟ اور اگر دینی خوبیوں کے سبب سے ہوں تو اپنے آپ کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے ڈرائے اور اپنے برے خاتمے کے خوف کو ہمیشہ اپنے اوپر طاری رکھے، اور ربّ عَزَّوَجَلَّ سے ایمان پر خاتمے کی دعا مانگے۔

(2)......حُبِّ مَدْح کا دوسرا سبب **تعریف** کے ذریعے دوسروں کو اپنا عقیدت مند بنانا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اس بات پر غور کرے کہ ''لوگوں کے دلوں میں مقام بنانے کی خواہش کہیں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں مقام گھٹانے کا سبب نہ بن جائے۔'' جو بذاتِ خود یقیناً دنیا وآخرت کی بربادی کا سبب ہے۔

1 ......حلیۃ الاولیاء، محمد بن اسلم، ج ۹، ص ۲۵۴۔

(3)......حُبِّ مَدح کا تیسرا سبب تعریف کے ذریعے لوگوں پر اپنی برتری اور رعب ودبدبہ قائم کرنا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ بار باراس بات پر غور کرے کہ ''ایسی عارضی برتری اور رُعب و دبدبہ جس میں ذرہ برابر پائیداری نہیں کس طرح میری تعریف کا سبب بن سکتی ہے؟۔''(1)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(6)...حُبِّ جَاہ

حُبِّ جاہ کی تعریف:

شیخ طریقت، امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ فرماتے ہیں کہ حُبِّ جاہ کی تعریف ہے، ''شہرت وعزّت کی خواہش کرنا۔''(2)

حُبِّ جاہ کی مَذَمَّت کرتے ہوئے حُجَّةُ الاسلام امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''شُہرت کا مقصد لوگوں کے دلوں میں مقام بنانا ہے اور یہ خواہش ہرفَساد کی جڑ ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ''حُبِّ جاہ'' یعنی شُہرت کی خواہش پر قابو پانے کے لئے اَحادیث مُبارکہ میں وارِد اِس کے نقصانات پر غوروفکر کریں۔''(3)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ......احیاء العلوم، ج ٣، ص ٨٥٨ ماخوذاً۔

2 ......نیکی کی دعوت، ص ٨٧۔

3 ......احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان فضیلۃ الخمول، ج ٣، ص ٣٤٢۔

آیت مبارکہ:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اَتَوْا وَّ يُحِبُّوْنَ اَنْ يُّحْمَدُوْا بِمَا لَمْ يَفْعَلُوْا فَلَا تَحْسَبَنَّهُمْ بِمَفَازَةٍ مِّنَ الْعَذَابِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۸۸﴾ ﴾ (پ۴، آل عمران: ۱۸۸) ترجمۂ کنز الایمان: ''ہرگز نہ سمجھنا انہیں جو خوش ہوتے ہیں اپنے کیے پر اور چاہتے ہیں کہ بے کیے اُن کی تعریف ہو ایسوں کو ہرگز عذاب سے دور نہ جاننا اور ان کے لیے دردناک عذاب ہے۔''

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَيْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْهَادِي ''خزائن العرفان'' میں فرماتے ہیں: ''یہ آیت یہود کے حق میں نازل ہوئی جو لوگوں کو دھوکا دینے اور گمراہ کرنے پر خوش ہوتے اور باوجود نادان ہونے کے یہ پسند کرتے کہ انہیں عالم کہا جائے مسئلہ: اس آیت میں وعید ہے خود پسندی کرنے والے کے لیے اور اس کے لیے جو لوگوں سے اپنی جھوٹی تعریف چاہے جو لوگ بغیر علم اپنے آپ کو عالم کہلواتے ہیں یا اسی طرح اور کوئی غلط وصف اپنے لیے پسند کرتے ہیں انہیں اس سے سبق حاصل کرنا چاہیے۔''

حدیث مبارکہ، برا ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے:

حضرت سیِّدُنا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ نبی رحمت، شفیعِ امّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''کسی انسان کے برا ہونے کے

لیے اتنا ہی کافی ہے کہ لوگ اس کے دین یا دنیا کے معاملے میں اس کی طرف انگلیوں سے اشارے کریں (یعنی اس کی تعریف کریں) البتہ جسے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ محفوظ فرمائے۔[1]

امیر المؤمنین حضرت سیّدنا مولا علی شیر خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْہَہُ الْکَرِیْم ارشاد فرماتے ہیں: ''خرچ کرو لیکن شہرت نہ چاہو، اپنی شخصیت کو اس طرح بلند نہ کرو کہ تمہارا ذکر کیا جائے اور لوگ تمہیں جانیں بلکہ اپنے آپ کو چھپا کر رکھو اور خاموشی اختیار کرو کہ اس طرح تم محفوظ رہو گے، نیک لوگ تم سے خوش ہوں گے اور بدکاروں کو غصہ آئے گا۔''[2]

حُبِّ جاہ کا حکم:

حُبِّ جاہ (لوگوں میں ناموری اور شہرت چاہنا) ایک قبیح (بہت برا) اور نہایت ہی مذموم (قابل مذمت) امر ہے، بلکہ گمنامی یعنی اپنے آپ کو لوگوں میں مشہور و معروف نہ کروانا قابل تعریف ہے۔ البتہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اگر کسی شخص کو اپنے دین کو پھیلانے کے لیے مشہور کردے اور اس میں اس کا کوئی دخل نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ حب جاہ ایک ایسا امر ہے جو بسا اوقات دین کو بھی تباہ و برباد کردیتا ہے۔ اس لیے اس سے اپنے آپ کو بچانا بہت ضروری ہے۔ چنانچہ حضرت سیّدنا بشر حافی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو اپنی شہرت چاہتا ہو اور اس کا دین تباہ و برباد اور وہ خود ذلیل و خوار نہ ہوا ہو۔''[3]

---

1 ...... شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل للہ۔۔۔الخ، ج ۵، ص ۳۶۶، حدیث ۶۹۷۷۔

2 ...... لباب الاحیاء، ص ۲۷۳۔

3 ...... احیاء العلوم، کتاب ذم الجاہ والریاء، بیان ذم الشہرۃ۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۳۳۹۔

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه کی مایہ ناز تصنیف ''عاشقان رسول کی 130 حکایات'' صفحہ 102 پر حب جاہ سے متعلق حکایت مع درس پیش خدمت ہے:

حکایت، عجیب انداز میں نفس کی گرفت:

حضرتِ سیِّدُ نا ابو محمد مُرتَعِش رَحْمَۃُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ''میں نے بہُت سے حج کئے اور ان میں سے اکثر سفرِ حج کسی قسم کا زادِ راہ لئے بِغیر کئے۔ پھر مجھ پر آشکار (یعنی ظاہر) ہوا کہ یہ سب تو میرے نفس کا دھوکا تھا کیونکہ ایک مرتبہ میری ماں نے مجھے پانی کا گھڑا بھر کر لانے کا حکم دیا تو میرے نفس پر ان کا حکم گِراں (یعنی بوجھ) گزرا، چُنانچہ میں نے سمجھ لیا کہ سفرِ حج میں میرے نفس نے میری مُوافَقت فَقَط اپنی لذّت کے لئے کی اور مجھے دھوکے میں رکھا کیونکہ اگر میرا نفس فَناء ہو چکا ہوتا تو آج ایک حقِّ شَرعی پورا کرنا (یعنی ماں کی اطاعت کرنا) اسے (یعنی نفس کو) بے حد دشوار کیوں محسوس ہوتا!''(1)

حُبِّ جاہ کی لَذّت عِبادت کی مَشَقَّت آسان کر دیتی ہے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے! ہمارے بُزُرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِیْن کیسی مَدَنی سوچ رکھتے اور کس قدَر عاجزی کے خُوگر ہوتے ہیں۔ بعضوں کی عادت ہوتی ہے، کہ وہ عام لوگوں سے تو جُھک جُھک کر ملتے اور اُن کیلئے بچھ بچھ جاتے ہیں مگر والِدَین، بھائی بہنوں اور بال بچّوں کے ساتھ اُن کا رویّہ جارحانہ، غیر اخلاقی اور بسا

(1) ......الرسالۃ القشیریۃ، ص ۱۳۵۔

اوقات سخت دل آزار ہوتا ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ عوام میں عمدہ اَخلاق کا مُظاہرہ مقبولیت عامّہ کا باعِث بنتا ہے جبکہ گھر میں حسنِ سُلوک کرنے سے عزّت وشہرت ملنے کی خاص امیّد نہیں ہوتی! اس لئے یہ لوگ عوام میں خوب میٹھے میٹھے بنے رہتے ہیں! اِسی طرح جو اسلامی بھائی بعض **مُستَحَب** کاموں کے لئے بڑھ چڑھ کر قربانیاں پیش کرتے مگر فرائض وواجبات کی ادائیگی میں کوتاہیاں برتتے ہیں مَثَلاً ماں باپ کی اِطاعت، بال بچّوں کی شریعت کے مطابِق تربیّت اور خود اپنے لئے **فرض عُلُوم** کے حُصُول میں غَفلت سے کام لیتے ہیں اُن کیلئے بھی اِس **حکایت** میں عبرت کے نِہایت اَہَم **مَدَنی پھول** ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جن نیک کاموں میں ''شُہرت ملتی اور واہ واہ! ہوتی ہے'' وہ دشوار ہونے کے باوُجود بآسانی سَرانجام پا جاتے ہیں کیوں کہ **حُبِّ جاہ** (یعنی شُہرت و عزّت کی چاہت) کے سبب ملنے والی لذّت بڑی سے بڑی **مَشَقَّت** آسان کر دیتی ہے۔ یاد رکھئے! ''**حُبِّ جاہ**'' میں ہلاکت ہی ہلاکت ہے۔ عبرت کیلئے دو فرامینِ **مصطفٰے** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم مُلاحَظہ ہوں: **(1) اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی طاعت (یعنی عبادت) کو بندوں کی طرف سے کی جانے والی تعریف کی مَحبّت سے ملانے سے بچتے رہو، کہیں تمہارے اعمال برباد نہ ہوجائیں۔[1] **(2)** دو بھوکے بھیڑیے بکریوں کے رَیوڑ میں اتنی تباہی نہیں مچاتے جتنی تباہی **حُبِّ مال وجاہ** (یعنی مال ودولت اور عزّت وشہرت کی محبّت) مسلمان کے دین میں مچاتی ہے۔[2]

---

1 ......فردوس الاخبار، باب الالف، ج ۱، ص ۲۲۳، حدیث ۱۵۶۷۔

2 ......ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی اخذ المال، ج ۴، ص ۱۶۶، حدیث ۲۳۸۳۔

حُبِّ جاہ کے متعلق اہم ترین مَدَنی پھول:

''حُبِّ جاہ'' کے تعلُّق سے اِحیاءُ العلوم کی جلد ۳، ص٦١٦ تا ٦١٧ کو سامنے رکھ کر کچھ مَدَنی پھول پیشِ خدمت ہیں: ''(حُبِّ جاہ و رِیا) نفس کو ہلاک کرنے والے آخری اُمور اور باطِنی مکر وفَریب سے ہے، اِس میں عُلَماء، عبادت گزار اور آخِرت کی منزل طے کرنے والے لوگ مبتلا کیے جاتے ہیں، اس طرح کہ یہ حَضَرات بسا اوقات خوب کوشِشیں کر کے عبادات بجا لانے، نفسانی خواہِشات پر قابو پانے بلکہ شُبہات سے بھی خود کو بچانے میں کامیاب ہوجاتے ہیں، اپنے اَعضا کو ظاہِری گناہوں سے بھی بچا لیتے ہیں مگر عوام کے سامنے اپنے نیک کاموں، دینی کارناموں اور نیکی کی دعوت عام کرنے کے لئے کی جانے والی کاوِشوں جیسے کہ میں نے یہ کیا، وہ کیا، وہاں بیان تھا، یہاں بیان ہے، بیانات (کرنے یا نعت پڑھنے) کیلئے اِتنی اِتنی تاریخیں ''بُک'' ہیں، مَدَنی مشورے میں رات اِتنے بج گئے اور آرام نہ ملنے کی تھکن ہے اِسی لئے آواز بیٹھی ہوئی ہے۔

''مَدَنی قافِلے میں سفر ہے، اِتنے اِتنے مَدَنی قافلوں میں یا مدنی کاموں کیلئے فُلاں فُلاں شہروں، ملکوں کا سفر کرچکا ہوں وغیرہ وغیرہ کے اظہار کے ذَرِیعے اپنے نَفس کی راحت کے طلبگار ہوتے ہیں، اپنا علم وعمل ظاہِر کر کے مخلوق کے یہاں مقبولیّت اور ان کی طرف سے ہونے والی اپنی تعظیم وتوقیر، واہ واہ اور عزّت کی لذّت حاصل کرتے ہیں، جب مقبولیّت وشُہرت ملنے لگتی ہے تو اُس کا نَفس چاہتا ہے کہ علم وعمل لوگوں پر

زیادہ سے زیادہ ظاہر ہونا چاہئے تا کہ اور بھی عزّت بڑھے لہٰذا وہ اپنی نیکیوں، علمی صلاحیتوں کے تعلُّق سے مخلوق کی اطّلاع کے مزید راستے تلاش کرتا ہے اور خالق کے جاننے پر کہ میرا ربّ عَزَّوَجَلَّ میرے اعمال سے باخبر ہے اور مجھے اجر دینے والا ہے قَناعت نہیں کرتا بلکہ اِس بات پر خوش ہوتا ہے کہ لوگ اِس کی واہ واہ اور تعریف کریں اور خالق کی طرف سے حاصِل ہونے والی تعریف پر قَناعت نہیں کرتا۔

نَفْس یہ بات بخوبی جانتا ہے کہ لوگوں کو جب اِس بات کا علم ہو گا کہ فُلاں بندہ نفسانی خواہِشات کا تارِک ہے، شُبُہات سے بچتا ہے، راہِ خدا میں خوب پیسے خرچ کرتا ہے، عبادات میں سخت مَشَقَّت برداشت کرتا ہے خوفِ خدا اور عشقِ مصطفٰے میں خوب آہ و زاری کرتا اور آنسو بہاتا ہے، مَدَنی کاموں کی خوب دھومیں مچاتا ہے، لوگوں کی اصلاح کیلئے بہُت دل جلاتا ہے، خوب مَدَنی قافِلوں میں سفر کرتا کراتا ہے، زَبان، آنکھ اور پیٹ کا قُفلِ مدینہ لگاتا ہے، روزانہ فیضانِ سنّت کے اِتنے اِتنے درس دیتا ہے، مدرسۃ المدینہ (بالغان)، صدائے مدینہ، علاقائی دورہ برائے نیکی کی دعوت کا بڑا ہی پابند ہے تو اُن (لوگوں) کی زبانوں پر اس (بندے) کی خوب تعریف جاری ہوگی، وہ اسے عزّت واِحترام کی نگاہ سے دیکھیں گے، اس کی ملاقات اور زیارت کو اپنے لئے باعثِ سعادت اور سرمایۂ آخرت سمجھیں گے، حُصولِ بَرَکت کیلئے مکان یا دُکان پر ''دوقدم'' رکھنے، چل کر دُعا فرما دینے، چائے پینے، دعوتِ طعام قَبول کرنے کی نہایت لجاجت کے ساتھ درخواستیں کریں گے، اس کی رائے پر چلنے میں دو جہاں کی

بھلائی تصوُّر کریں گے۔ اسے جہاں دیکھیں گے خدمت کریں گے اور سلام پیش کریں گے، اِس کا جھوٹا کھانے پینے کی حِرص کریں گے، اس کا تحفہ یا اِس کے ہاتھ سے مَس کی ہوئی چیز پانے میں ایک دوسرے پر سبقت کریں گے، اس کی دی ہوئی چیز چُومیں گے، اس کے ہاتھ پاؤں کے بوسے لیں گے، اِحتراماً ''حضرت! حُضُور! یا سیِّدی!'' وغیرہ اَلقاب کے ساتھ خاشِعانہ انداز اور آہستہ آواز میں بات کریں گے، ہاتھ جوڑ کر سر جُھکا کر دُعاؤں کی اِلتجائیں کریں گے، مجالس میں اِس کی آمد پر تعظیماً کھڑے ہوجائیں گے، اِسے ادب کی جگہ بٹھائیں گے، اِس کے آگے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوں گے، اِس سے پہلے کھانا شُروع نہیں کریں گے، عاجِزانہ انداز میں تحفے اور نذرانے پیش کریں گے۔ تواضُع کرتے ہوئے اِس کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا (مَثَلاً خادِم وغلام) ظاہر کریں گے، خرید وفَروخت اور مُعامَلات میں اِس سے مُرَوَّت برتیں گے، اس کو چیزیں عُمدہ کوالٹی کی اور وہ بھی سَستی یا مُفت دیں گے۔

اس کے کاموں میں اس کی عزّت کرتے ہوئے جُھک جائیں گے۔ **لوگوں کے اس طرح کے عقیدت بھرے انداز سے نَفْس کو بہت زیادہ لذّت حاصل ہوتی ہے اور یہ وہ لذت ہے جو تمام خواہشات پر غالِب ہے،** اِس طرح کی عقیدت مندیوں کی لذّتوں کے سبب گناہوں کا چھوڑنا اُسے معمولی بات معلوم ہوتی ہے کیوں کہ ''حُبِّ جاہ'' کے مریض کو نَفْس گناہ کروانے کے بجائے اُلٹا سمجھاتا ہے کہ دیکھ گناہ کریگا تو عقیدت مند آنکھیں پھیر لیں گے! لہٰذا نَفْس کے تعاون سے مُعتَقِدین میں اپنا وقار برقرار

رکھنے کے جذبے کے سبب عبادت پر اِستِقامت کی شدّت اُس کو نرمی و آسانی مَحسوس ہوتی ہے کیونکہ وہ باطِنی طور پر لذّتوں کی لذّت اور تمام شہوتوں (یعنی خواہشات) سے بڑی شَہوت (یعنی عوام کی عقیدت سے حاصل ہونے والی لذّت) کا اِدراک (یعنی پہچان) کرلیتا ہے۔

وہ اِس خوش فہمی میں پڑ جاتا ہے کہ میری زندَگی **اللہ تعالٰی** کے لیے اور اس کی مرضی کے مطابِق گزر رہی ہے، حالانکہ اُس کی زندَگی اُس پوشیدہ (حُبِّ جاہ یعنی اپنی واہ واہ چاہنے والی چُھپی) خواہش کے تحت گزرتی ہے جس کے اِدراک (یعنی سمجھنے) سے نہایت مضبوط عَقلیں بھی عاجِز و بے بس ہیں، وہ عبادتِ خداوندی میں اپنے آپ کو مُخلِص اور خود کو مَحارِم (حرام کردہ مُعاملات) سے اِجتِناب (یعنی پرہیز) کرنے والا سمجھ بیٹھتا ہے! حالانکہ ایسا نہیں، بلکہ وہ تو بندوں کے سامنے زَیب وزینت اور تَصَنُّع (یعنی بناوٹ) کے ذَرِیعے خوب لذّتیں پارہا ہے، اسے جو عزّت وشُہرت مِل رہی ہے اِس پر بڑا خوش ہے۔ **اِس طرح عِبادتوں اور نیک کاموں کا ثواب ضائِع ہوجاتا ہے اور اس کا نام منافقوں کی فہرست میں لکھا جاتا ہے اور وہ نادان یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ اسے اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کا قُرب حاصل ہے۔**

مرا ہر عمل بس ترے واسطے ہو
کر اخلاص ایسا عطا یا الٰہی

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(7)...محبتِ دنیا

محبت دنیا کی تعریف:

''دنیا کی وہ محبت جو اُخروی نقصان کا باعث ہو (قابل مذمت اور بری ہے)۔''(1)

آیت مبارکہ:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِعْلَمُوْۤا اَنَّمَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا لَعِبٌ وَّ لَهْوٌ وَّ زِیْنَةٌ وَّ تَفَاخُرٌۢ بَیْنَكُمْ وَ تَكَاثُرٌ فِی الْاَمْوَالِ وَ الْاَوْلَادِؕ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ یَهِیْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ یَكُوْنُ حُطٰمًاؕ وَ فِی الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ شَدِیْدٌۙ وَّ مَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رِضْوَانٌؕ وَ مَا الْحَیٰوةُ الدُّنْیَاۤ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴿۲۰﴾﴾ (پ۲۷، الحدید: ۲۰)

ترجمۂ کنزالایمان: ''جان لو کہ دنیا کی زندگی تو نہیں مگر کھیل کود اور آرائش اور تمہارا آپس میں بڑائی مارنا اور مال اور اولاد میں ایک دوسرے پر زیادتی چاہنا اس مینھ کی طرح جس کا اگایا سبزہ کسانوں کو بھایا پھر سوکھا کہ تو اسے زرد دیکھے پھر روندن ہو گیا اور آخرت میں سخت عذاب ہے اور اللّٰہ کی طرف سے بخشش اور اس کی رضا اور دنیا کا جینا تو نہیں مگر دھوکے کا مال۔''

حدیث مبارکہ، دنیا سے محبت کرنے والوں کی مذمت:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سَرْوَر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ خوشبودار

---

1 ......احیاء العلوم، کتاب ذم الدنیا، بیان ذم الدنیا، ج ۳، ص ۲۴۹۔

ہے: ''چھ چیزیں عمل کو ضائع کر دیتی ہیں: (۱) مخلوق کے عیوب کی ٹوہ میں لگے رہنا (۲) دل کی سختی (۳) دنیا کی محبت (۴) حیا کی کمی (۵) لمبی امید اور (۶) حد سے زیادہ ظلم۔''[1]

محبت دنیا کے بارے میں تنبیہ:

دنیا کی وہ محبت جو اُخروی نقصان کا باعث ہو شرعاً مذموم وقابل مذمت ہے۔

حکایت، دنیا سے محبت کا انجام:

حضرت سیِّدُنا جریر عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَدِیْر حضرت سیِّدُنا لیث رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا عیسٰی عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سفر پر روانہ ہوئے، راستے میں ایک شخص ملا، اس نے عرض کی: ''حضور! مجھے بھی اپنی بابرکت صحبت میں رہنے کی اجازت عطا فرمادیں، میں بھی آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے ساتھ سفر کرنا چاہتا ہوں۔'' آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اسے اجازت عطا فرمادی اور دونوں ایک ساتھ سفر کرنے لگے۔ راستے میں ایک پتھر کے قریب آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: ''آؤ ہم یہاں کھانا کھالیتے ہیں، چنانچہ دونوں کھانا کھانے لگے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس تین روٹیاں تھیں، ایک ایک روٹی دونوں نے کھالی، اور تیسری روٹی بچ گئی۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام روٹی کو وہیں چھوڑ کر نہر پر گئے اور پانی پیا، پھر جب واپس آئے تو دیکھا کہ روٹی غائب ہے۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس شخص سے پوچھا: ''تیسری روٹی

---

1 ...... کنز العمال، کتاب المواعظ، قسم الاقوال، الفصل السادس، ج ۱۶، ص ۳۶، حدیث: ۴۴۰۱۶۔

کس نے لی تھی؟'' اس نے کہا: ''مجھے نہیں معلوم۔''

پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: ''آؤ ہم اپنے سفر پر چلتے ہیں۔'' وہ شخص اٹھا اور آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے ساتھ چلنے لگا، راستے میں ایک ہرنی اپنے دو خوبصورت بچوں کے ساتھ کھڑی تھی، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ہرنی کے ایک بچے کو اپنی طرف بلایا تو وہ آپ عَلَیْہِ السَّلَام کا حکم پاتے ہی فوراً حاضر خدمت ہوگیا، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اسے ذبح کیا، بھونا اور دونوں نے اس کا گوشت تناول کیا۔ پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس کی ہڈیاں ایک جگہ جمع کیں اور فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے کھڑا ہو جا، یکا یک وہ ہڈیاں دوبارہ ہرنی کا بچہ بن گئیں اور وہ بچہ اپنی ماں کی طرف روانہ ہوگیا۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس شخص سے فرمایا: ''اے شخص! تجھے اس ذات کی قسم! جس نے تجھے میرے ہاتھوں یہ معجزہ دکھایا، تو سچ سچ بتا کہ وہ تیسری روٹی کس نے لی تھی؟'' وہ شخص بولا: ''مجھے نہیں معلوم۔''

آپ عَلَیْہِ السَّلَام اس شخص کو لے کر دوبارہ سفر پر روانہ ہو گئے۔ راستے میں ایک دریا آیا، آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس شخص کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر پانی پر چلتے ہوئے دریا پار کرلیا، پھر آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس سے فرمایا: ''تجھے اس پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی قسم! جس نے تجھے میرے ہاتھوں یہ معجزہ دکھایا سچ سچ بتا کہ تیسری روٹی کس نے لی تھی؟'' اس نے پھر وہی جواب دیا کہ ''مجھے نہیں معلوم۔'' آپ عَلَیْہِ السَّلَام اس شخص کو لے کر آگے بڑھے، راستے میں ایک ویران صحراء آ گیا۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے

اس سے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ۔'' پھر آپ نے کچھ ریت جمع کی اور فرمایا: ''اے ریت! اللہ عَزَّوَجَلَّ کے حکم سے سونا بن جا۔'' تو وہ ریت فوراً سونے میں تبدیل ہوگئی۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے اس کے تین حصے کئے اور فرمایا: ''ایک حصہ میرا دوسرا تیرا اور تیسرا حصہ اس کے لئے ہے جس نے وہ روٹی لی تھی۔'' یہ سن کر وہ شخص بولا: ''وہ روٹی میں نے ہی چھپائی تھی۔''

حضرت سیِّدُنا عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اس شخص سے فرمایا: ''یہ سارا سونا تم ہی لے لو۔'' اتنا کہنے کے بعد آپ عَلَیْہِ السَّلَام اس شخص کو وہیں چھوڑ کر آگے روانہ ہوگئے۔ وہ اتنا زیادہ سونا ملنے پر بہت خوش ہوا۔ اتنے میں وہاں دو اور شخص پہنچے، جب انہوں نے دیکھا کہ اس ویرانے میں اکیلا شخص ہے اور اس کے پاس بہت سا سونا ہے تو انہوں نے ارادہ کیا کہ ہم اس شخص کو قتل کر دیتے ہیں اور سونا چھین لیتے ہیں جب وہ اسے قتل کرنے کے لئے آگے بڑھے تو اس شخص نے کہا: ''تم مجھے قتل نہ کرو بلکہ ہم اس سونے کو برابر برابر تقسیم کر لیتے ہیں۔'' اس پر وہ دونوں راضی ہوگئے۔ پھر اس شخص نے کہا: ''ایسا کرتے ہیں کہ ہم میں سے ایک شخص جا کر قریبی بازار سے کھانا خرید لائے کھانا کھانے کے بعد ہم یہ سونا باہم تقسیم کرلیں گے۔'' چنانچہ ان میں سے ایک شخص بازار گیا جب اس نے کھانا خریدا تو اس کے دل میں یہ شیطانی خیال آیا کہ میں اس کھانے میں زہر ملا دیتا ہوں جیسے ہی وہ دونوں اسے کھائیں گے تو مر جائیں گے اور سارا سونا میں لے لوں گا، چنانچہ اس نے کھانے میں زہر ملا دیا اور اپنے ساتھیوں

کی طرف چل دیا۔ وہاں ان دونوں کی نیّتوں میں بھی فتور آ گیا اور انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ جیسے ہی ہمارا تیسرا ساتھی کھانا لے کر آئے گا ہم اسے قتل کر دیں گے اور سونا ہم دونوں آپس میں بانٹ لیں گے۔ چنانچہ جیسے ہی وہ کھانا لے کر اُن کے پاس پہنچا ان دونوں نے مل کر اسے قتل کر دیا اور بڑے مزے سے زہر ملا کھانا کھانے لگے۔ کچھ ہی دیر بعد زہر کے اثر سے وہ دونوں بھی وہیں ڈھیر ہو گئے اور سونا وہیں پڑا رہ گیا۔ کچھ عرصہ بعد حضرت سیدنا عیسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام دوبارہ وہیں سے گزرے تو دیکھا کہ سونا وہیں موجود ہے اور وہاں تین لاشیں پڑی ہیں۔ آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے یہ دیکھ کر ارشاد فرمایا: ''یہ دنیا ایک دھوکا ہے لہٰذا اس سے بچو۔''[1] (یعنی جو اس کے لالچ میں پھنسا وہ ہلاک ہو گیا۔)

شیخ طریقت امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مایہ ناز تصنیف **''نیکی کی دعوت''** (حصہ اوّل) صفحہ ۲۶۰ سے دنیا وحب دنیا سے متعلق مفید معلومات پیش خدمت ہیں:

دُنیا کا معنٰی:

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ ۸۶۸ صَفحات پر مشتمل کتاب ''**اِصلاحِ اعمال**'' (جلد اوّل) صَفْحہ ۱۲۸ تا ۱۲۹ پر ہے: ''دُنیا کا لغوی معنٰی ہے: ''قریب'' اور دُنیا کو دُنیا اِس لئے کہتے ہیں کہ یہ آخرت کی نسبت انسان کے زیادہ قریب ہے یا اس وجہ سے کہ یہ اپنی خواہشات ولذّات کے سبب دل کے زیادہ قریب ہے۔''

1 ......عیون الحکایات، ج۱، ص۱۷۹۔

دُنیا کیا ہے؟

حضرتِ سیِّدُنا علّامہ بدرُ الدّین عَینی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ بخاری شریف کی شَرح ''عُمدۃُ القاری'' میں فرماتے ہیں: ''دارِآخرت سے پہلے تمام مخلوق دُنیا ہے۔''(1) پس اِس اعتبار سے سونا چاندی اوراُن سے خریدی جانے والی تمام ضَروری وغیرضَروری اَشیادنیامیں داخِل ہیں۔(2)

کون سی دُنیا اچھی، کون سی قابلِ مذمّت؟

دنیاوی اَشیا کی تین قسمیں ہیں: (۱) وہ دُنیاوی اَشیا جو آخرت میں ساتھ دیتی ہیں اوران کا نَفع موت کے بعد بھی ملتا ہے، ایسی چیزیں صِرف دو ہیں: عِلم اور عَمل، عَمل سے مُراد ہے، اخلاص کے ساتھ **اللہ تعالٰی** کی عبادت کرنا اور دنیا کی یہ قِسم محمود (یعنی بَہت عمدہ) ہے۔ (۲) وہ چیزیں جن کا فائدہ صِرف دنیا تک ہی مَحدود رہتا ہے آخرت میں ان کا کوئی پھل نہیں ملتا جیسے گناہوں سے لذّت حاصل کرنا، جائز چیزوں سے ضَرورت سے زیادہ فائدہ اُٹھانا مَثَلاً زمین، جائیداد، سونا چاندی، عمدہ کپڑے اوراچھے اچھے کھانے کھانا اور یہ دنیا کی مذموم (یعنی قابلِ مذمّت) قِسم میں شامل ہیں۔ (۳) وہ اشیا جو نیکیوں پر مددگار ہوں جیسے ضَروری غذا، کپڑے وغیرہ۔ یہ قسم بھی محمود (اچھی) ہے لیکن اگر محض دنیا کا فوری فائدہ اورلذّت مقصود ہو تواب یہ دنیا مذموم (قابلِ مذمّت) کہلائے گی۔(3)

---

1 ......عمدۃ القاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۵۲۔

2 ......الحدیقۃ الندیۃ، ان الدنیافانیۃ، ج ۱، ص ۷۱۔

3 ......احیاء العلوم، کتاب ذم الدنیا، بیان حقیقۃ الدنیا۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۲۷۰۔۲۷۱ ملخصا۔

دنیا کے نظاروں سے بھلا کیا ہو سَروکار
عُشّاق کو بس عشق ہے گلزارِ نبی سے
(وسائلِ بخشش، ص۲۰۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دنیا کا کون سا کام اللّٰہ تَعَالٰی کے لئے ہے اور کون سا نہیں؟

دنیاوی کاموں کی تین اقسام ہیں: (۱) بعض کام وہ ہیں جن کے بارے میں یہ تصوُّر بھی نہیں کیا جاسکتا کہ یہ **اللّٰہ تعالٰی** کے لئے کئے گئے ہیں مَثَلًا ناجائز وحرام کام۔(۲) بعض وہ ہیں جو **اللّٰہ تعالٰی** کے لئے بھی ہو سکتے ہیں اور اُس کے غیر کے لئے بھی مَثَلًا غور وتفکُّر کرنا اور خواہِشات سے رُکنا کیونکہ اگر لوگوں میں اپنی مقبولیّت بڑھانے کے لئے اور بُزُرگی کے حُصُول کی خاطِر غور وفکر کیا یا خواہِشات کو صِرف اس لئے چھوڑا کہ مال کی بَچت ہو یا صحّت اچّھی رہے تو اب یہ کام رِضائے الٰہی کے لئے نہ ہوں گے۔(۳) بعض کام وہ ہیں جو بظاہر نفس کے لئے ہوں مگر حقیقت میں **اللّٰہ تعالٰی** کی رضا کی نیّت سے کئے گئے ہوں جیسے غذا کھانا، نکاح کرنا وغیرہ۔[1]

تاجِ شاہی اس کے آگے ہیچ ہے
مصطفٰے کی جس کو اُلفت مل گئی
(وسائلِ بخشش، ص۲۰۹)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعالٰی عَلٰی مُحَمَّد

1 ……احیاء العلوم، کتاب ذم الدنیا، بیان حقیقۃ الدنیا۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۲۷۳۔

دنیادار کی تعریف:

’’جب بندہ آخرت کی بہتری کی غَرَض سے دنیا میں سے کچھ لے گا تو اُسے دنیا دار نہیں کہیں گے بلکہ اس کے حق میں دنیا آخرت کی کھیتی ہو گی اور اگر ذاتی خواہش اور حصولِ لذّت کے طور پر یہ چیزیں حاصل کرتا ہے تو وہ دُنیا دار ہے۔‘‘(1)

دُنیاوی اشیاء کی لذّتوں کی حیرت انگیز حقیقت:

دنیا میں حقیقی لذَّت کسی شے میں نہیں، البتّہ لوگ تکالیف کا خاتمہ کرنے والی چیزوں کو لذَّت کا نام دیتے ہیں مَثَلاً کھانے میں اِس لئے لذَّت ہے کہ وہ بھوک کی تکلیف کو ختم کرتا ہے یہی وجہ ہے کہ جب بھوک ختم ہو جائے تو کھانے میں لذَّت محسوس نہیں ہوتی۔ اسی طرح پانی اس لئے لذیذ لگتا ہے کہ پیاس کو ختم کرتا ہے، جب پیاس بجھ گئی تو لذَّت بھی جاتی رہی۔ حقیقی لذَّتیں تو جنَّت میں نصیب ہوں گی کیونکہ اہلِ جنّت کو جب کوئی تکلیف ہی نہ ہو گی تو اِس سے چھٹکارا دینے والی اشیا کا وُجُود کہاں سے ہو گا؟ لہٰذا ان کی لذّات حقیقی ہوں گی مَثَلاً ان کے کھانے پینے کی لذَّتیں اصلی ہوں گی، محض بھوک اور پیاس ختم کرنے کے لئے نہ ہوں گی۔(2)

ابلیس کی بیٹی:

حضرت سیِّدُنا علی خوَّاص رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه فرماتے ہیں: ’’دنیا ابلیسِ لعین (یعنی لعنتی شیطان) کی بیٹی ہے اور اس (یعنی دنیا) سے محبت کرنے والا ہر شخص اُس کی بیٹی کا

---

(1) ...... احیاء العلوم، کتاب ذم الدنیا، بیان حقیقة الدنیا...الخ، ج ۳، ص ۲۷۲۔

(2) ...... الحدیقة الندیة، ان الدنیا فانیة، ج ۱، ص ۹۱ ملخصا۔

خاوَند ہے، ابلیس اپنی بیٹی کی وجہ سے اُس دنیادار شخص کے پاس آتا جاتا رہتا ہے، لہٰذا میرے بھائی! اگرتم شیطان سے محفوظ رَہنا چاہتے ہوتو اُس کی بیٹی (یعنی دنیا) سے رشتہ قائم نہ کرو۔''[1]

نیلی آنکھوں والی بدصورت بڑھیا:

حضرتِ سیِّدُنا فضیل بن عِیاض رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کہتے ہیں، حضرتِ سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** ابن عبّاس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: بروزِ قیامت ایک نیلی آنکھوں والی نہایت بدصورت بڑھیا جس کے دانت آگے کی طرف نکلے ہوں گے لوگوں کے سامنے ظاہر ہوگی اوران سے پوچھا جائے گا: ''اِس کو جانتے ہو؟'' لوگ کہیں گے: ''ہم اِس کی پہچان سے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ چاہتے ہیں۔'' کہا جائے گا: ''یہ وُہی دُنیا ہے جس پر تم فخر کیا کرتے تھے، اِسی کی وجہ سے قطعِ رِحمی کرتے یعنی رشتے داریاں کاٹتے تھے، اِسی کے سبب ایک دوسرے سے حسد اور دشمنی کرتے تھے۔'' پھر اُس (بڑھیا نُما دنیا) کو جہنّم میں ڈالا جائے گا تو پکارے گی: ''اے میرے پَرْوَرْدَگار! میری پیروی کرنے والے اور میری جماعت کہاں ہے؟'' **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ فرمائے گا: ''اُن کو بھی اس کے ساتھ کردو۔''[2]

دولتِ دنیا سے بے رغبت مجھے کر دیجئے
میری حاجت سے مجھے زائد نہ کرنا مالدار

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ……الحدیقۃ الندیۃ، ان الدنیا فانیۃ، ج ۱، ص ۱۹۔

2 ……موسوعۃ ابن ابی الدنیا، ذم الدنیا، ج ۵، ص ۲۷، رقم: ۱۲۳۔

دنیا میٹھی سرسبز ہے:

رَحمتِ عالَم ،نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ معظَّم ہے: ''دنیا میٹھی سرسبز ہے، جواس میں حلال طریقے سے مال کماتا ہےاور صحیح حُقُوق میں خرچ کرتا ہے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُس کوثواب عطا فرمائے گا اور اُس کو جنّت میں داخل فرمائے گا اور جو اس میں حرام طریقے سے مال کماتا ہےاور اس کوغیرِ حق میں خرچ کرتا ہے، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کو دارُ الْھَوَان (یعنی ذلّت کے گھر) میں داخل فرمائے گا۔''(1)

حضرتِ علّامہ عبدالرؤف مناوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس حدیث پاک کے تحت ''فیض القدیر'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''معلوم ہوا کہ دُنیا فی نفسہٖ (یعنی دراصل۔فی الحقیقت) مذموم نہیں ہے چُونکہ یہ آخرت کی کھیتی ہے، اس لئے جو شخص شریعت کی اِجازت سے دُنیا کی کوئی چیز حاصل کرے تو یہ چیز آخرت میں اُس کی مدد کرتی ہے۔''(2)

حُسنِ گلشن میں سَرا سَر ہے فریب اے دوستو!
دیکھنا ہے حُسن تو دیکھو عرب کے ریگزار

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

دنیا کے تین بہترین کام:

سرکارِ مدینہ،سُرورِ قلب وسینہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''دنیا اور جو

---

1 ......شعب الایمان، باب فی قبض الید۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۳۹۶، حدیث: ۵۵۲۷۔

2 ......فیض القدیر، حرف الدال، ج ۳، ص ۷۲۸، تحت الحدیث: ۴۲۷۳۔

کچھ اس میں ہے ملعون (یعنی لعنتی) ہے سوائے نیکی کا حکم دینے یا برائی سے منع کرنے یا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا ذِکر کرنے کے۔''(1)

حضرتِ علامہ عبدالرؤف مناوی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اس حدیث کے تحت ''فیض القدیر'' میں تحریر فرماتے ہیں: ''بلاشبہ یہ کام (یعنی نیکی کا حکم کرنا، برائی سے منع کرنا اور ذِکر اللّٰہ) اگرچہ دُنیا ہی میں کئے جاتے ہیں لیکن یہ دُنیاوی کام نہیں ہیں بلکہ یہ تو اعمالِ آخرت ہیں جو کہ جنّت کی نعمتوں تک پہنچنے کا وسیلہ ہیں، لہٰذا ہر وہ کام جس سے رِضائے الٰہی مقصود ہو وہ اِس لعنت سے مُستثنیٰ (یعنی الگ) ہے۔(2)

چار چیزوں کے علاوہ دنیا ملعون ہے:

سلطانِ مدینہ، سُرورِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''ہوشیار رہو، دنیا لعنتی چیز ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ ملعون ہے سوائے اللّٰہ تعالٰی کے ذِکر اور اُس (چیز) کے جو ربّ تعالٰی کے قریب کردے اور عالِم اور طالبِ علم کے۔''(3)

مُفَسِّرِ شَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْحَنَّان اِس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: ''جو چیز اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ) ورسول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے غافل کردے وہ دنیا ہے یا جو اللّٰہ ورسول کی ناراضی کا سبب ہو وہ دنیا ہے۔ بال بچوں کی پرورش، غذا، لباس، گھر وغیرہ (شریعت کی نافرمانی سے بچتے ہوئے)

---

1 ......جامع صغیر، ص ۲۶۰، حدیث: ۴۲۸۲۔

2 ......فیض القدیر، حرف الدال، ج ۳، ص ۷۳۵، تحت الحدیث: ۴۲۸۲۔

3 ......ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۱۴۴، حدیث ۲۳۲۹۔

حاصل کرنا سنّتِ اَنبیاءِ کرام ہے یہ دنیا نہیں ۔‘‘[1]

دُنیا مچھر کے پر سے بھی بڑھ کر ذلیل ہے:

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! دُنیا نہایت ذلیل وحقیر ہے اِس کو اَہم سمجھ بیٹھنا عقلمندی نہیں کہ یہ تو مچّھر کے پَر سے بھی بڑھ کر ذلیل ہے۔دعوتِ اسلامی کے اِشاعَتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ ۵۶۱ صفحات پر مشتمل کتاب **’’ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت‘‘** صفحہ ۴۶۴ تا ۴۶۵ پر میرے آقا اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ دنیا کی مَذمَّت کے مُتَعلِّق فرماتے ہیں: حدیث میں ہے: ’’اگر دُنیا کی قدر **اللّٰہ** (عَزَّوَجَلَّ) کے نزدیک ایک مچّھر کے پَر کے برابر (بھی) ہوتی تو (پانی کا) ایک گھُونٹ (بھی) اس میں سے کافر کو نہ دیتا۔‘‘[2] (دُنیا) ذلیل ہے (اِسی لیے) ذلیلوں کو دی گئی، جب سے اِسے بنایا ہے کبھی اِس کی طرف نظر نہ فرمائی، دُنیا، آسمان و زمین کے درمیان جَوّ (یعنی فضا) میں مُعلَّق (یعنی لٹکی ہوئی) ہے۔فریادوزاری کرتی (یعنی روتی دھوتی) ہے اور کہتی ہے: اے میرے رب! تُو مجھ سے کیوں ناراض ہے؟ مُدّتوں کے بعد ارشاد ہوتا ہے: ’’چُپ خَبِیثہ!‘‘ (پھر فرمایا) سونا چاندی خدا کے دشمن ہیں۔وہ لوگ جو دُنیا میں سونے چاندی سے مَحَبَّت رکھتے ہیں قِیامت کے دن پُکارے جائیں گے کہاں ہیں وہ لوگ جو خدا کے دشمن سے مَحَبَّت رکھتے تھے۔**اللّٰہ تَعَالٰی** دنیا کو اپنے محبوب (یعنی پیارے بندوں) سے ایسا دُور فرماتا ہے جیسے بِلاتَشبِیہ بیمار بچّے کو اُس سے مُضِر (یعنی نقصان دہ) چیزوں سے ماں دُور

---

[1] ......مراۃ المناجیح، ج ۷، ص ۱۷۔

[2] ......ترمذی، کتاب الزھد، باب ماجاء فی ۔۔۔ الخ، ج ۴، ص ۱۴۴، حدیث ۲۳۲۷۔

رکھتی ہے۔(پارہ ۱۵ سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۱۱ میں ارشاد ہوتا ہے)﴿ وَ یَدۡعُ الۡاِنۡسَانُ بِالشَّرِّ دُعَآءَهٗ بِالۡخَیۡرِ ؕ وَ كَانَ الۡاِنۡسَانُ عَجُوۡلًا ﴿۱۱﴾ ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ''اور آدمی بُرائی کی دعا کرتا ہے جیسے بھلائی مانگتا ہے اور آدمی بڑا جلد باز ہے۔'' آدمی اپنے مُنہ سے بُرائی مانگتا ہے جس طرح کہ اپنے لیے بھلائی مانگتا ہے، **اللہ** (عَزَّوَجَلَّ) جانتا ہے کہ (جو کچھ وہ مانگ رہا ہے) اس میں کتنا ضَرَر (یعنی نقصان) ہے (لہٰذا) یہ (بندہ) دعا مانگتا ہے اور وہ (پروردگار عَزَّوَجَلَّ بندے کو نقصان سے بچانے کیلئے اُس کی مانگی ہوئی شے) نہیں دیتا۔ (پھر فرمایا: پارہ ۴ سورۂ آل عمران کی آیت نمبر ۱۹۶ اور ۱۹۷ میں) ارشاد ہوتا ہے: ﴿ لَا یَغُرَّنَّكَ تَقَلُّبُ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا فِی الۡبِلَادِ ﴿۱۹۶﴾ مَتَاعٌ قَلِیۡلٌ ۟ ثُمَّ مَاۡوٰىهُمۡ جَهَنَّمُ ؕ وَ بِئۡسَ الۡمِهَادُ ﴿۱۹۷﴾ ﴾ تم کو دھوکے میں نہ ڈال دے کافروں کا اِلے گھلے شہروں میں پھرنا، یہ تھوڑی پونجی ہے پھر ان کا ٹھکانہ جہنّم ہے اور بُرا ٹھکانہ ہے۔''(1)

یاربّ! غمِ حبیب میں رونا نصیب ہو
آنسو نہ رائیگاں ہوں غمِ رُوزگار میں

(وسائلِ بخشش، ص ۴۰۷)

محبت دنیا کا علاج:

دنیا کی محبت دل سے کم کرنے کا علاج یہ ہے کہ دنیا کی ان حقیقتوں کو پیشِ نظر رکھے کہ **(۱)** دنیا سائے کی طرح ہے اور سائے سے دھوکہ کھانا **حماقت** ہے۔ **(۲)** دنیا خواب کی طرح ہے اور خوابوں سے **محبت** کرنا **دانش مندی** نہیں۔ **(۳)** دنیا ظاہری

---

1 ......ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت، ص ۴۶۴ تا ۴۶۵۔

زیب و زینت سے آراستہ بدصورت **بوڑھی عورت** کی طرح ہے لہٰذا دنیا کی اس **اصلیت** کو جان لینے کے بعد دنیا کا پیچھا کرنے والے کو **ندامت و پشیمانی** ہی ہوتی ہے۔ یہ خرابی پیش نظر رکھتے ہوئے کبھی بھی دنیا کی **ظاہری خوب صورتی** کو دل میں جگہ نہ دے۔(۴) دنیا میں انسان کی حیثیت اس سوار کی طرح ہر جو درخت کی چھاؤں میں کچھ دیر آرام کرنے کے بعد اسے وہیں چھوڑ کر اپنا سفر شروع کر دیتا ہے۔ دنیا کو اس نظر سے دیکھنے والے کا دل کبھی بھی دنیا کی محبت میں گرفتار نہیں ہوتا۔(۵) دنیا سانپ کی طرح ہے جو چھونے میں نرم و ملائم ہے لیکن اس کا زہر جان لیوا ہوتا ہے۔ کیا **عارضی نفع** کے لیے **دائمی تکلیف** کو اپنا لینا دانائی ہے؟ (٦) جس طرح پانی میں چلنے والے کے قدم سوکھے نہیں رہ سکتے اسی طرح دنیا سے الفت رکھنے والا مصیبت و آفت سے چھٹکارا نہیں پا سکتا اور آخرکار **دنیوی محبت** کی **دیمک** دل سے **عبادت کی لذت و مٹھاس** کو آہستہ آہستہ ختم کر دیتی ہے۔(۷) طالب دنیا کی مثال سمندر کے پانی سے پیاس بجھانے والے جیسی ہے، جس قدر وہ پانی پیتا ہے اتنا ہی پیاس میں اضافہ ہوجاتا ہے۔(۸) جس طرح عمدہ اور لذیذ غذا کا انجام **غلاظت اور گندگی** ہے اسی طرح خوش نما دنیا کا انجام بھی **تکلیف دہ موت** پر ختم ہوتا ہے۔(۹) دنیا لوگوں کو دھوکا دیتی ہے اور **ایمان کمزور** کرتی ہے۔(۱۰) دنیا میں حد سے زیادہ **مشغولیت**، آخرت سے **غافل** ہونے کا سبب ہے۔(۱۱) دنیا ایک مہمان خانہ ہے لہٰذا اس میں پرسکون رہنے کے لیے خود کو مسافر رکھنا ضروری ہے، اگر دنیا کو **مستقل ٹھکانہ** سمجھ کر اس سے دل لگا بیٹھے تو

جدائی کے وقت بہت زیادہ غم اور تکلیف کا سامنا ہوتا ہے۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(8)...طلبِ شہرت

طلب شہرت کی تعریف:

''اپنی شہرت کی کوشش کرنا طلب شہرت کہلاتا ہے۔''[2] (یعنی ایسے افعال کرنا کہ مشہور ہوجاؤں۔)

آیت مبارکہ:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:﴿ وَ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ رِئَآءَ النَّاسِ وَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِؕ وَ مَنْ یَّكُنِ الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا ﴿۳۸﴾ ﴾(پ۵، النساء: ۳۸) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور وہ جو اپنے مال لوگوں کے دکھاوے کو خرچ کرتے ہیں اور ایمان نہیں لاتے اللّٰہ اور نہ قیامت پر اور جس کا مُصاحب شیطان ہوا تو کتنا برا مصاحب ہے۔''

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْهَادِی ''خزائن العرفان'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''بُخل کے بعد صَرفِ بیجا کی برائی بیان فرمائی کہ جو لوگ محض نمود ونمائش اور نام آوری (یعنی طلب شہرت) کے لئے خرچ

---

1 ......احیاء العلوم، ج۳، ص ۲۵۳ تا ۲۶۶ ماخوذا۔
2 ......مراۃ المناجیح، ج۷، ص۲۶ ماخوذا۔

کرتے ہیں اور رضائے الٰہی انہیں مقصود نہیں ہوتی جیسے کہ مشرکین ومنافقین یہ بھی انہیں کے حکم میں ہیں جن کا حکم اُوپر گزر گیا۔'' ''**جس کا مصاحب شیطان ہوا**'' کے تحت فرماتے ہیں: ''دنیا وآخرت میں، دنیا میں تو اس طرح کہ وہ شیطانی کام کرکے اُس کو خوش کرتا رہا اور آخرت میں اس طرح کہ ہر کافر ایک شیطان کے ساتھ آتشی زنجیر میں جکڑا ہوا ہوگا۔''

حدیث مبارکہ، طالب شہرت کے لیے رسوائی:

رسولِ اکرم، نورِ مجسَّم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''جو شہرت کے لئے عمل کرے گا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے رسوا کرے گا، جو دکھاوے کے لئے عمل کرے گا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ (بروز قیامت اس کے عیوب) لوگوں پر ظاہر فرما دے گا۔''[1]

طلب شہرت کا حکم:

طلب شہرت نہایت ہی قبیح ومذموم کام ہے، طلب شہرت بسا اوقات کئی گناہوں میں مبتلا ہونے کا سبب بن جاتا ہے لہٰذا ہر مسلمان کو اس سے بچنا لازم ہے۔ امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''جاہ ومنصب کا مطلب شہرت اور ناموری ہے اور یہ قابل مذمت ہے، قابل تعریف صرف گمنامی ہے، ہاں یہ الگ بات ہے کہ بغیر شہرت وناموری کی مشقت اٹھائے محض دین پھیلانے کے سبب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کسی کو مشہور کردے تو یہ شہرت وناموری قابل مذمت نہیں۔''[2]

---

1 ......بخاری، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعۃ، ج ۴، ص ۲۴۷، حدیث: ۶۴۹۹۔

2 ......احیاء العلوم، ج ۳، ص ۸۲۲۔

شہرت و ناموری کب قابلِ مذمت نہیں؟

امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَالِی ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: ''جان لیجئے! مذموم وہ شہرت ہے جس کی چاہت کی جائے، البتہ جو شہرت بغیر طلب کے محض اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنے کرم سے عطا فرمادے وہ ہرگز مذموم نہیں۔ البتہ کمزور لوگوں کے لیے شہرت آزمائش ہے۔ اس کو یوں سمجھئے کہ کچھ لوگ ڈوب رہے ہوں ان میں ایک ایسا کمزور شخص بھی ہو جسے تیرنا آتا ہو، اب اس کے لیے بہتر یہ ہے اس کا کسی کو علم نہ ہو ورنہ وہ سب آکر اُس سے چمٹ جائیں گے، نتیجتاً وہ مزید کمزور ہو جائے گا اور اُن سب کے ساتھ خود بھی ہلاک ہو جائے گا، جبکہ ایک قوی تیراک کے لیے بہتر یہ ہے کہ ڈوبنے والے اس کو پہچانیں تا کہ اس کے ساتھ چمٹ جائیں اور وہ ان کو بچا کر ثواب پائے۔''(1)

حکایت، شہرت کے لیے اعمال کرنے کی آفتیں:

حضرت سیّدُنا منصور بن عمار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الغَفَّار ارشاد فرماتے ہیں کہ میرا ایک اسلامی بھائی جو کہ میرا بہت **مُعْتَقِد** تھا، ہر دُکھ سُکھ میں مجھ سے ملاقات کرتا، میں اسے انتہائی عبادت گزار، تہجد گزار اور گریہ وزاری کرنے والا سمجھتا تھا۔ میں نے کچھ دنوں تک اسے نہ پایا معلوم ہوا کہ وہ تو بے حد کمزور ہو گیا ہے۔ میں اس کے گھر کے متعلق معلومات لینے کے بعد وہاں پہنچ گیا اور دروازے پر دَستک دی تو اس کی بیٹی نے دروازہ کھولا، اجازت ملنے کے بعد میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ گھر کے وسط

---

1 ......احیاء العلوم، ج۳، ص۸۲۹۔

میں بستر پر لیٹا ہوا ہے۔ چہرہ سیاہ، آنکھیں نیلی اور ہونٹ موٹے ہو چکے ہیں۔ میں نے کہا: ''اے میرے بھائی! لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کی کثرت کرو۔'' اس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور بڑی مشکل سے میری طرف دیکھا، پھر اس پر غشی طاری ہوگئی۔ میں نے دوسری مرتبہ یہی تلقین کی تو اس نے مجھے بمشکل آنکھیں کھول کر دیکھا لیکن دوبارہ اس پر غشی طاری ہوگئی۔ جب میں نے تیسری مرتبہ کلمہ پڑھنے کی تلقین کی تو اُس نے اپنی آنکھیں کھولیں اور کہنے لگا: ''اے میرے بھائی منصور! اس کلمہ کے اور میرے درمیان رُکاوٹ کھڑی کر دی گئی ہے۔'' میں نے کہا: ''لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کہاں گئیں تمہاری وہ نمازیں، روزے، تہجد اور راتوں کا قیام؟''

تو وہ حسرت سے کہنے لگا: ''اے میرے بھائی! میرے یہ سب اعمال اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کی رضا کے لئے نہیں تھے، بلکہ میں یہ تمام عبادتیں شہرت کے لیے کیا کرتا تھا تاکہ لوگ مجھے نمازی، روزے دار اور تہجد گزار کہیں اور میں لوگوں کو دکھانے کے لئے ذکرِ الٰہی کیا کرتا تھا۔ میں لوگوں کی نظر میں بہت نیک تھا لیکن جب میں تنہائی میں ہوتا تو دروازہ بند کر لیتا، بَرَہنَہ ہوکر شراب پیتا اور نافرمانیوں سے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کا مقابلہ کرتا۔ ایک عرصے تک میں اسی طرح کرتا رہا پھر ایسا بیمار ہوا کہ بچنے کی امید نہ رہی، میں نے اپنی بیٹی سے کہا کہ قرآنِ پاک لے کر آؤ، اس نے ایسا ہی کیا، میں مصحف شریف کے ایک ایک حرف کو پڑھتا رہا یہاں تک کہ جب سورۂ یٰسٓ تک پہنچا تو مصحف شریف کو بلند کرکے بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض کی: ''اے اللّٰه عَزَّوَجَلَّ! اس قرآنِ عظیم کے صدقے

مجھے شفا عطا فرما، میں آئندہ گناہ نہیں کروں گا۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھ سے بیماری کو دور کر دیا۔ جب میں شفا یاب ہوا، تو دوبارہ لہو ولعب اور لذات وخواہشات میں پڑ گیا۔ شیطان لعین نے مجھے وہ عہد بھلا دیا جو میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ اور میرے درمیان ہوا تھا، عرصۂ دراز تک گناہ کرتا رہا، پھر اچانک اُسی بیماری میں مبتلا ہو گیا جس میں میں نے موت کے سائے دیکھے تو گھر والوں سے کہا کہ مجھے میری عادت کے مطابق وسطِ مکان میں نکال دیں۔ میں نے مصحف شریف منگوا کر پڑھا اور بلند کر کے عرض کی:

''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اُس کی عظمت کا واسطہ جو اِس مصحف شریف میں ہے، مجھے اِس مرض سے نجات عطا فرما۔'' اللہ عَزَّوَجَلَّ نے میری دعا قبول فرمائی اور دوبارہ اس بیماری سے مجھے شفا عطا فرما دی۔ لیکن میں پھر اسی طرح نفسانی خواہشات اور نافرمانیوں میں پڑ گیا یہاں تک کہ اَب دوبارہ اسی مرض میں مبتلا یہاں پڑا ہوں، میں نے اپنے گھر والوں کو حکم دیا کہ اِس دفعہ بھی مجھے وسطِ مکان میں نکال دو جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔ پھر جب میں مصحف شریف منگوا کر پڑھنے لگا تو ایک حرف بھی نہ پڑھ سکا۔ میں سمجھ گیا کہ اللہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی مجھ پر سخت ناراض ہے، میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھا کر عرض کی:

''یا اللہ عَزَّوَجَلَّ! اس مصحف شریف کی عظمت کا صدقہ! مجھ سے اس مرض کو زائل فرما دے۔'' تو میں نے ہاتفِ غیبی سے یہ اشعار سنے۔ اشعار کا مفہوم یہ ہے: ''جب تو بیماری میں مبتلا ہوتا ہے تو اپنے گناہوں سے توبہ کر لیتا ہے اور جب تندرست ہوتا

ہے تو پھر گناہ کرنے لگ جاتا ہے۔ تو جب تک تکلیف میں مبتلا رہتا ہے تو روتا رہتا ہے اور جب قوت حاصل کر لیتا ہے تو بُرے کام کرنے لگتا ہے۔ کتنی ہی مصیبتوں اور آزمائشوں میں تو مبتلا ہوا مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے تجھے ان سب سے نجات عطا فرمائی۔ اس کے منع کرنے اور روکنے کے باوجود تو گناہوں میں مُستَغرَق رہا اور عرصۂ دراز تک اس سے غافل رہا۔ کیا تجھے موت کا خوف نہ تھا؟ تو عقل اور سمجھ رکھنے کے باوجود گناہوں پر ڈٹا رہا۔ اور تجھ پر جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا فضل وکرم تھا، تو نے اسے بھلا دیا اور کبھی بھی تجھ پر نہ کپکپی طاری ہوئی، نہ ہی خوف لاحق ہوا۔ کتنی مرتبہ تو نے اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ عہد کیا لیکن پھر توڑ دیا، بلکہ ہر بھلی اور اچھی بات کو تو بھول چکا ہے۔ اس جہانِ فانی سے منتقل ہونے سے پہلے پہلے جان لے کہ تیرا ٹھکانہ قبر ہے، جو ہر لمحہ تجھے موت کی آمد کی خبر سنا رہی ہے۔'' حضرت سیِّدُنا منصور بن عمار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْغَفَّار فرماتے ہیں: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں اُس سے اِس حال میں جُدا ہوا کہ میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور ابھی گھر کے دروازے تک بھی نہ پہنچا تھا کہ مجھے بتایا گیا کہ وہ شخص انتقال کر چکا ہے۔ ہم اللہ عَزَّوَجَلَّ سے حُسنِ خاتمہ کی دعا کرتے ہیں کیونکہ بہت سے روزے دار اور راتوں کو قیام کرنے والے بُرے خاتمے سے دوچار ہوگئے۔ [1]

طلب شہرت کے چھ اسباب وعلاج:

(1)......بعض اوقات اپنی نیک نامی کی فکر دامن گیر ہوتی ہے اسی لیے بندہ اپنی

1......الروض الفائق، المجلس الثانی، ص ۱۷۔

شہرت کا خواہش مند ہوتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ بزرگان دین کے ایسے واقعات اپنے پیش نظر رکھے کہ جن میں شہرت سے بچنے کے لیے''نیکیاں چھپاؤ'' کے مدنی نسخے پر عمل کی ترغیب ہو۔

(2)......بعض اوقات لوگوں کی تعریفیں نفس کی تسکین کا سبب بنتی ہیں اسی لیے بندہ زیادہ سے زیادہ شہرت حاصل کرکے اپنے نفس کو عارضی سکون دینے کی کوشش کرتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ ایسی صورت میں بندہ اپنی خامیوں پر نظر رکھے اور ایسے موقع پر اپنے ضمیر سے یہ سوال کرے: ''کہیں اِن مصنوعی تعریفات کی آگ میرے ٹوٹے پھوٹے اعمال کو جلا کر راکھ تو نہیں کررہی؟''

(3)......بعض اوقات خوشامد پسند طبیعت بھی شہرت کی طلب کرتی ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ خوشامد کرنے والوں سے دُور رہے اور ایسے مخلص افراد کی صحبت اختیار کرے جو حسن نیت کے ساتھ عیوب کی نشاندہی کریں۔

(4)......بعض اوقات ناجائز مفادات کا حصول بھی طلب شہرت کا سبب بنتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ کامیابی کے حصول کے لیے خفیہ اور چور دروازے تلاش نہ کرے بلکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی ذات پر توکل کرے اور اپنی محنت سے کامیابی حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

(5)......بعض اوقات اپنی خامیوں کو چھپانے کے لیے بھی طلب شہرت کا طریقہ اپنایا جاتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ یہ ذہن بنائے: ''اگر میں اپنی خامیوں

کوخوبیوں میں بدلنے کی اتنی کوشش کروں تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بھی سرخروئی حاصل ہوگی اور میری آخرت بھی بہتر ہوگی۔''

(6)......بعض اوقات لوگوں کو با آسانی **دھوکہ** دینے اور لوگوں کی آنکھوں میں دُھول جَھونکنے کے لیے **طلب شہرت** جیسا حربہ استعمال کیا جاتا ہے۔اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ اپنے دل میں مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ پیدا کرے اور اس وقتی نفع کے حُصُول کے لیے اُخرَوِی وَبال کو ہمیشہ اپنے پیشِ نظر رکھے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(9)...تعظیم اُمراء

تعظیم اُمَرَاء کی تعریف:

تعظیم اُمَرَاء یعنی حکمرانوں اور دولت مندوں کی تعظیم کرنا۔امیر وکبیر لوگوں کی وہ تعظیم جو محض اُن کی دولت وامارت کی وجہ سے ہو تعظیم اُمَرَاء کہلاتی ہے جو قابل مذمت ہے۔

آیت مبارکہ:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:﴿ وَ اصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَ لَا تَعْدُ عَیْنٰكَ عَنْهُمْۚ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَاۚ وَ لَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَ اتَّبَعَ هَوٰىهُ وَ كَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا۲۸﴾(پ۱۵، الکھف: ۲۸) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح وشام اپنے رب کو پکارتے ہیں

اس کی رضا چاہتے اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگار چاہو گے اور اس کا کہا نہ مانو جس کا دل ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا اور وہ اپنی خواہش کے پیچھے چلا اور اس کا کام حد سے گزر گیا۔''

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان **''نورالعرفان''** میں اِس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اِس میں قیامت تک کے مسلمانوں کو ہدایت ہے کہ غافِلُوں، مُتَکَبِّرُوں، رِیاکاروں، مال داروں کی نہ مانا کریں، مُخْلِص صالح غُرَباء و مَسَاکِین مسلمانوں کی اِطاعت کیا کریں۔ اِن مالداروں کی بات ماننا دنیا و دین برباد کر دیتا ہے۔ اسی لیے اکثر انبیاء اولیاء غُرَباء میں ہوئے۔''(1)

حدیث مبارکہ، جہنم کی خطرناک وادی سے پناہ:

حضرت سَیِّدُنا ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**جُبُّ الْحُزْن** سے پناہ مانگو۔'' پوچھا گیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! **جُبُّ الْحُزْن** کیا ہے؟'' فرمایا: ''یہ جہنم کی ایک وادی ہے جس سے خود جہنم بھی دن میں چار سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے۔'' پوچھا گیا: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! اس میں کون لوگ داخل ہوں گے؟'' فرمایا: ''اس میں ریاکار قراء (اہل علم) کو ڈالا جائے گا اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے ہاں بہت مَبْغُوض (قابل نفرت) قُرّاء (اہل علم) وہ ہیں جو امیر لوگوں سے (ان کی

(1)......نور العرفان، پ۱۵، الکھف، تحت الآیۃ:۲۸۔

امیری اور طلب مال کے لیے) ملاقات کرتے ہیں۔‘‘(1)

تعظیم اُمراء کے بارے میں تنبیہ:

امیر لوگوں کے مال ودولت اوران کی امارت کی وجہ سے ان کی تعظیم کرنا نہایت ہی مذموم وقبیح کام ہے، ہر مسلمان کو اس برے فعل سے بچنا لازم ہے۔

حکایت، دنیادار کی دعوت کیسے قبول کروں؟

خلیفۂ حُجَّۃُ الاِسْلَام مُحَدِّثِ اَعْظَم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الصَّمَد اُمراء سے ہمیشہ دُور رہا کرتے تھے، اُمراء کے دروازوں پر جانا، اُن کی تعظیم کرنا، اُن کے آستانوں کے چکر لگانا آپ کے نزدیک انتہائی معیوب تھا۔ نیز اُمراء کی دعوت قبول کرنے سے بھی حتی الامکان اجتناب کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ۱۳۷۵ ہجری بمطابق ۱۹۵۶ عیسوی جب آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ حج کے لیے تشریف لے گئے تو ایک موقع پر مکہ معظّمہ میں آپ نے قرآن وحدیث کے دلائل سے مزین علمی بیان فرمایا۔ اُمورِ شرعیہ پر معمور ایک امیر وکبیر شخص نے جب یہ علمی بیان سنا تو وہ بھی آپ کے علمی کمالات سے بے حد متاثر ہوا۔ اس نے اعزاز علم کی خاطر آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی دعوت کرنا چاہی اور ایک معلم کے ذریعے آپ کو دعوت نامہ، آنے جانے کے لیے اپنی کار اور دیگر گراں قدر تحائف کی پیش کش پر مشتمل پیغام

1 ......ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب الانتفاع بالعلم والعمل بہ، ج ۱، ص ۱۶۶، حدیث: ۲۵۵۔
مرقاۃ، کتاب العلم، الفصل الثالث، ج ۱، ص ۵۳۰، تحت الحدیث: ۲۷۵۔

بھیجا۔ محدث اعظم پاکستان حضرت علامہ مولانا سردار احمد چشتی قادری رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے یہ کہہ کر اس کی دعوت مسترد کردی کہ: ''میں حرمین طیبین میں اللہ ورسول کا مہمان ہوں، کسی دنیادار یا امیر کی دعوت کیسے قبول کرلوں؟۔''(1)

تعظیم اُمراء کے چار اسباب اور ان کا علاج:

(1)...... تعظیم اُمراء کا پہلا اور سب سے بڑا سبب **مال و دولت کی حرص** ہے کہ عموماً بندہ امیر لوگوں کی تعظیم ان کے مال واسباب کو حاصل کرنے کے لیے کرتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ مال و دولت کی غیر ضروری محبت کی تباہ کاریوں پر غور کرے کہ اس سے بندے کا سکون تباہ و برباد ہوجاتا ہے، نیز نیکیوں سے بھی دوری ہوجاتی ہے، بسا اوقات بندہ گناہوں کے دلدل میں جا پھنستا ہے، مال و دولت کی محبت بسا اوقات تکبر اور حسد جیسے موذی مرض میں مبتلا ہونے کا سبب بھی بن جاتی ہے۔ مال کو فتنہ فرمایا گیا ہے، مال و دولت حقوق اللہ اور حقوق العباد سے غفلت کا بہت بڑا سبب ہے جو دنیا وآخرت کی تباہی و بربادی کی طرف لے جانے والی ہے۔

(2)...... تعظیم اُمراء کا دوسرا سبب **حب جاہ** ہے کہ بندہ امیر لوگوں کی تعظیم وتکریم اس لیے کرتا ہے کہ ان سے اسے کوئی منصب یا مرتبہ وغیرہ مل جائے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ حب جاہ کی تبارہ کاریوں پر غور کرے کہ جاہ ومنصب کی چاہت وخواہش اچھی نہیں بلکہ یہ تو ایک بہت بڑی آزمائش ہے۔ جو بندہ حب جاہ کے مرض میں مبتلا

1...... تذکرہ محدث اعظم پاکستان، ج۲، ص۲۷۷ بتصرف۔

ہوجاتا ہے وہ کہیں کا نہیں رہتا، بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِیْن اس سے کوسوں دور بھاگتے تھے۔

(3)...... تعظیمِ اُمراء کا تیسرا سبب **طلبِ شہرت** ہے کہ عموماً امیر لوگ مشہور ومعروف ہوتے ہیں اس لیے بندہ ان کی تعظیم وتکریم بجالاتا ہے تاکہ ان کے ساتھ ساتھ اسے بھی شہرت مل جائے۔ اس کا علاج بھی یہی ہے کہ بندہ طلبِ شہرت کی تباہ کاریوں پر غور کرے کہ طلبِ شہرت ایک موذی مرض ہے، بسا اوقات طلبِ شہرت کے لیے بندہ کبیرہ گناہوں کا ارتکاب کربیٹھتا ہے، طلبِ شہرت کے سبب بندہ جھوٹ، غیبت، چغلی اور وعدہ خلافی جیسے امراض میں بھی مبتلا ہوجاتا ہے۔ الغرض طلبِ شہرت ایک نہایت ہی مذموم اور قبیح امر ہے۔

(4)...... تعظیمِ اُمراء کا چوتھا سبب **شاہانہ طرزِ زندگی کا حصول** ہے کہ بندہ تعظیمِ اُمراء اس لیے کرتا ہے تاکہ ان جیسی شاہانہ طرزِ زندگی حاصل کرسکے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ قارون جیسے دولت مندوں، بادشاہوں اور ایسے امیر وکبیر لوگوں کے انجام پر غور وفکر کرے جو زمین پر اکڑ کر چلتے تھے مگر اُن کا انجام بہت بھیانک ہوا۔ آہ! آج ایسے لاکھوں لوگ منوں مٹی کے نیچے بے سروسامان دفن ہوچکے ہیں بلکہ کئی لوگ تو ایمان کی بربادی کے سبب عذابِ قبر سے دوچار ہوں گے۔ بندہ ہمیشہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے اپنے آپ کو ڈراتا رہے اور ایمان کی سلامتی کی دعا کرتا رہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(10)...تحقیرِ مساکین

تحقیر مساکین کی تعریف:

تحقیر مساکین یعنی غریبوں اور مسکینوں کی تحقیر کرنا۔ غریبوں اور مسکینوں کی وہ تحقیر ہے جو ان کی غربت یا مسکینی کی وجہ سے ہو تحقیر مساکین کہلاتی ہے۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْهُمْ وَ لَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰۤى اَنْ یَّكُنَّ خَیْرًا مِّنْهُنَّۚ وَ لَا تَلْمِزُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ لَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِؕ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِۚ وَ مَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۝۱۱﴾ (پ۲۶، الحجرات: ۱۱) ترجمۂ کنزالایمان: ''اے ایمان والو نہ مرد مردوں سے ہنسیں عجب نہیں کہ وہ ان ہنسنے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے دور نہیں کہ وہ ان ہنسنے والیوں سے بہتر ہوں اور آپس میں طعنہ نہ کرو اور ایک دوسرے کے بُرے نام نہ رکھو کیا ہی برا نام ہے مسلمان ہوکر فاسق کہلانا اور جو توبہ نہ کریں تو وہی ظالم ہیں۔''

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی ''خزائن العرفان'' میں اِس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یہ آیت بنی تمیم کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت عمّار و خبّاب و بلال و صُہَیب و سَلمان و سالم وغیرہ غریب صحابہ

کی غربت دیکھ کر اُن کے ساتھ تمسخر کرتے تھے، اُن کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ مرد مَردوں سے نہ ہنسیں یعنی مال دار غریبوں کی ہنسی نہ بنائیں، نہ عالی نسب غیرِ ذی نسب کی، اور نہ تندرست اپاہج کی، نہ بینا اس کی جس کی آنکھ میں عیب ہو۔"

حدیث مبارکہ، مسلمان بھائی کو حقارت سے نہ دیکھو:

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ تو وہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ ہی اسے رسوا کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقارت سے دیکھتا ہے۔ کسی مسلمان کے برا ہونے کے لیے صرف اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقارت سے دیکھے۔"(1)

تحقیرِ مساکین کے بارے میں تنبیہ:

فقیروں ومساکین سے ان کے فقر و مسکینی کے سبب نفرت کرنا یا انہیں حقیر جاننا نہایت ہی مذموم وقبیح، حرام، جہنم میں لے جانے والا اور رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کے غضب کو دعوت دینے والا کام ہے، ہر مسلمان کو اِس برے فعل سے بچنا لازم ہے۔

حکایت، غریبوں سے محبت کا انعام:

حضرت سیِّدُنا حسین رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا معروف کرخی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کو ان کے وصال کے بعد خواب میں دیکھ کر پوچھا:

---

(1) ...... مسلم، کتاب البر والصلۃ والاداب، تحریم ظلم المسلم۔۔۔الخ، ص ۱۳۸۶، حدیث: ۲۵۶۴۔

''مَافَعَلَ اللّٰہُ بِکَ یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بخش دیا۔'' میں نے پوچھا: ''آپ کی بخشش آپ کے زہد وتقویٰ کی وجہ سے ہوئی؟'' فرمایا: ''نہیں، بلکہ اس لیے کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابن سماک رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی نصیحت کو قبول کیا، فقر یعنی غریبی کو اختیار کیا اور فقراء یعنی غریب لوگوں سے محبت کی۔''(1)

تحقیر مساکین کے چار اسباب وعلاج:

(1)......تحقیر مساکین کا پہلا سبب غرور وتکبر ہے کہ بندہ اپنے گھمنڈ کی وجہ سے تحقیر مساکین جیسے قبیح فعل کا مرتکب ہوتا ہے اور اسے غریب ومساکین لوگ کیڑے مکوڑوں کی طرح حقیر لگتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے اور اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ یہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی مشیت ہے کہ اس نے مختلف لوگوں کو مختلف احوال عطا کیے ہیں، کوئی امیر وکبیر تو کوئی غریب ومسکین۔ میرے پاس جو بھی مال و دولت ہے وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ ہے، میری اس بری عادت کے سبب اگر خدانخواستہ مجھے بھی غربت وتنگدستی کی آزمائش میں مبتلا کر دیا جائے اور دیگر لوگ میرے ساتھ بھی یہ رویہ رکھیں تو میری کیفیت کیا ہوگی؟ یقیناً یہ میرے نفس پر گراں گزرے گا۔''

(2)......تحقیر مساکین کا دوسرا سبب ظلم ہے۔ غریب ومسکین اَفراد اپنی غربت و

---

1 ......الرسالۃ القشیریۃ، ابو محفوظ معروف بن فیروز الکرخی، ص ۲۷۔

مسکینی کی وجہ سے نہایت کمزور ہوتے ہیں اِسی لیے اُن پر ظلم کرکے اُن کی تحقیر کی جاتی ہے۔ اِس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ ہر مسکین کے ساتھ ظلم وتشدد سے بچتے ہوئے اچھا برتاؤ کرے اور یہ ذہن میں رکھے کہ **''مظلوم کی بددعا رد نہیں کی جاتی۔''** لہٰذا ایسے اَفراد کو تکالیف دے کر اُن کی بددعائیں لینے کی بجائے اُن کی دل جوئی وخیر خواہی کرکے اُن کی دعائیں حاصل کرے۔

(3)......**تحقیر مساکین کا تیسرا سبب غربت ہے۔** غربت کو عیب سمجھ کر مفلس اور تنگ دست ومساکین افراد کو طنز اور طعنوں کا نشانہ بنایا جاتا ہے بلکہ بسا اوقات تو ایسے لوگوں سے کسی بھی قسم کا معاشرتی تعلق رکھنے میں بھی عار محسوس کی جاتی ہے۔ اِس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ ''غریب ومسکین ہونے میں اس بندے کا تو کوئی قصور نہیں بلکہ یہ تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی مشیت اور اس کی جانب سے اس غریب شخص کے لیے ایک آزمائش ہے۔ لہٰذا میں ایک مسلمان کے ساتھ اُس کی غربت ومسکینی کی وجہ سے بُرا رویہ رکھ کر اُس کی تکالیف کا سبب کیوں بنوں؟''

(4)......**تحقیر مساکین کا چوتھا سبب طرح طرح کی آسائشوں کا عادی ہونا** ہے، کیونکہ بندہ جب طرح طرح کی آسائشوں بھری زندگی گزارتا ہے تو اس کی نظر میں وہی بہتر معیار زندگی بن جاتا ہے لہٰذا جب وہ غریب ومساکین اور نادار افراد کو دیکھتا ہے تو وہ اسے حقیر محسوس ہوتے ہیں۔ اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کے اِظہار کے ساتھ ساتھ سادہ زندگی گزارنے کی عادت بنائے تاکہ غریب

ومساکین حضرات کے طرزِ زندگی سے بھی اس کی انسیت رہے اور وہ اِن حضرات کی دل آزاری سے بچ سکے۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

(11)...اِتّبَاعِ شَهَوَات

اتباع شہوات کی تعریف:

جائز وناجائز کی پرواہ کیے بغیر نفس کی ہر خواہش پوری کرنے میں لگ جانا اتباعِ شہوات کہلاتا ہے۔

آیت مبارکہ:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌۢ بِمَا نَسُوْا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾﴾ (پ ۲۳، ص: ۲۶) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور خواہش کے پیچھے نہ جانا کہ تجھے اللّٰہ کی راہ سے بہکا دے گی بیشک وہ جو اللّٰہ کی راہ سے بہکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اس پر کہ وہ حساب کے دن کو بھول بیٹھے۔''

ایک اور مقام پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَاَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾﴾ (پ ۳۰، النازعات: ۴۰، ۴۱) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا، تو بے شک جنّت ہی ٹھکانا ہے۔''

حدیث مبارکہ، ہلاکت میں ڈالنے والی چیزیں:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دو جہاں کے تاجور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''تین چیزیں ہلاکت میں ڈال دیتی ہیں: (۱) حرص و طمع میں گم رہنا۔ (۲) نفسانی خواہشات کی پیروی کرنا۔ (۳) اور اپنے آپ پر فخر کرنا۔''[1]

اتباع شہوات کے بارے میں تنبیہ:

اِتباعِ خواہشات یعنی جائز و ناجائز کی پرواہ کیے بغیر نفس کی ہر خواہش پوری کرنے میں لگ جانا مذموم یعنی قابل مذمت اور ہلاکت میں ڈالنے والا کام ہے لٰہذا ہر مسلمان کو اس سے بچنا لازم ہے۔

حکایت، جائز خواہش پوری کرنے پر انوکھی سزا:

حضرتِ سیِّدُنا جَعْفَر خُلْدِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے منقول ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا خَیْرُ النَّسَّاج عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الرَّزَّاق سے پوچھا گیا کہ آپ ''خَیْرُ النَّسَّاج'' کے نام سے کیسے مشہور ہوئے؟ کیا نساج (یعنی کپڑا بننا) آپ کا پیشہ رہا ہے؟'' فرمایا کہ نہیں! بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے عہد کر رکھا تھا کہ کبھی بھی اپنے نفس کی خواہش پر تازہ کھجور نہیں کھاؤں گا اور کافی عرصے تک میں اپنے عہد پر قائم رہا۔ ایک مرتبہ نفس کے ہاتھوں مجبور ہو کر میں نے کچھ کھجوریں خریدیں اور کھانے کے لئے بیٹھ گیا، ابھی ایک ہی کھجور کھائی تھی کہ ایک شخص میری طرف کڑی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

---

1 ......معجم اوسط، ج ۴، ص ۲۱۲، حدیث ۵۷۵۴ ملتقطاً۔

پھر وہ میرے پاس آیا اور کہا: ''اے خیر! تُو تو میرا بھاگا ہوا غلام ہے۔'' میں بہت حیران ہوا کہ آخر یہ کیا معاملہ ہے۔ پھر مجھے سمجھ آ گیا کہ اس شخص کا ایک غلام تھا جو بھاگ گیا تھا اور اس کے شبہے میں یہ مجھے اپنا غلام خیال کر رہا ہے اور حقیقتاً میری رنگت بھی اس کے غلام جیسی ہو گئی تھی۔ وہ شخص زور زور سے کہہ رہا تھا کہ ''تُو تو میرا بھاگا ہوا غلام ہے۔''

شور سن کر بہت سارے لوگ جمع ہو گئے۔ جیسے ہی انہوں نے مجھے دیکھا تو بیک زبان بولے: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! یہ تو تیرا غلام خیر ہے۔'' میں اچھی طرح سمجھ گیا کہ مجھے کس جرم کی سزا مل رہی ہے۔ وہ شخص مجھے اپنا غلام سمجھ کر دکان پر لے گیا۔ وہاں اس کے اور بھی غلام موجود تھے جو کپڑے بنتے تھے۔ مجھے دیکھ کر دوسرے غلام کہنے لگے: ''اے بُرے غلام! تو اپنے آقا سے بھاگتا ہے؟ چل! یہاں آ اور اپنا وہ کام کر جو تو کیا کرتا تھا۔'' پھر مالک نے مجھے حکم دیا کہ ''جاؤ اور فلاں کپڑا بُنو۔'' جیسے ہی میں کپڑا بننے لگا تو ایسا محسوس ہوا جیسے میں بہت ماہر کاری گر ہوں اور کئی سالوں سے یہ کام کر رہا ہوں۔ چنانچہ میں دوسرے غلاموں کے ساتھ مل کر کام کرنے لگا۔ وہاں کام کرتے ہوئے جب کئی مہینے گزر گئے تو ایک رات میں نے خوب نوافل پڑھے اور ساری رات عبادت میں گزاری، پھر سجدے میں گر کر یہ دعا کی: ''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھے معاف فرما دے، میں اب کبھی بھی اپنے عہد سے نہ پھروں گا۔'' میں اسی طرح دعا کرتا رہا۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ میں اپنی اصلی صورت میں آ چکا

ہوں۔ بعد ازاں مجھے چھوڑ دیا گیا۔ بس اس وجہ سے میرا نام ''خَیْرُ النَّسَّاج یعنی کپڑے بننے والا خیر'' پڑ گیا۔[1]

اِتباعِ شہوات کے سات اسباب وعلاج:

(1)...... اِتباعِ شہوات کا پہلا سبب **جلد اثر قبول کرنے کی عادت** ہے۔ کسی چیز کی تعریف سن کر یا کسی کے پاس کوئی اچھی چیز دیکھ کر بندے کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ یہ چیز تو میرے پاس بھی ہونی چاہیے (جیسا کہ آج کل موبائل، لیپ ٹاپ، آئی پیڈ اور گاڑیوں کے حوالے سے اس کی مثالیں عام ہیں) یوں دوسروں کی اشیاء سے متاثر ہو کر وہ چیز حاصل کرنے کے لیے جائز و ناجائز کی پروا کیے بغیر بندہ اس کے حصول میں لگ جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی **ضروریات** اور **ناجائز خواہشات** میں تمیز کرنے کی عادت ڈالے، اس حوالے سے کسی **نیک** اور **مخلص دوست** سے مشاورت کرلے اور جائز خواہش کے حصول کے لیے جائز ذرائع اختیار کرے۔

(2)...... اِتباعِ شہوات کا دوسرا سبب **نفس کی شرارتوں کا علم نہ ہونا** ہے، کیوں کہ نفس مختلف حیلے بہانوں سے ناجائز خواہشات کی پیروی کرنے پر اُکساتا ہے یوں بندہ نفس کے فریب میں آکر ناجائز خواہشات کے جال میں اُلجھ کر رہ جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ نفس کی ہر وہ خواہش جو دنیوی یا اُخروی نقصان کا سبب ہو اس کی طرف بالکل توجہ نہ دے بلکہ اپنے نفس پر جبر کرتے ہوئے اسے ضروریات یا فقط جائز خواہشات

[1] ......عیون الحکایات، ج۲، ص۴۶۔

تک محدود کردے۔

(3)...... **اِتباعِ شہوات کا تیسرا سبب نیک لوگوں کی صحبت سے دوری ہے،** کیوں کہ بندہ جب ایسے لوگوں کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا رکھتا ہے جو اتباعِ نفس جیسی مہلک بیماری کے مریض ہوں تو ان کا اثر اس کا نفس بھی آہستہ آہستہ قبول کرنے لگ جاتا ہے، یوں یہ بھی اس مرض کا شکار ہوجاتا ہے، **اس کا علاج یہ ہے کہ** بندہ نیک پرہیزگار لوگوں، علمائے کرام، مفتیانِ کرام، بزرگانِ دین اور ایسے دینی لوگوں کی صحبت اختیار کرے جو نفس کے مکروفریب پر واقف ہوں، اس کی جائز و ناجائز خواہشات میں تمیز کرسکتے ہوں کہ نیکوں کی صحبت بندے کو نیک بنا دیتی ہے۔

(4)...... **اِتباعِ شہوات کا چوتھا سبب فضول خرچی کی عادت ہے،** جب کوئی چیز پسند آئی فوراً خرید لی خواہ اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔ **اس کا علاج یہ ہے کہ** بندہ مال خرچ کرتے ہوئے اپنی ضرورت کو پیش نظر رکھے، بلاضرورت کوئی چیز نہ خریدے، ممکن ہو تو فضول چیز پر خرچ کی جانے والی رقم صدقہ کردے۔

(5)...... **اِتباعِ شہوات کا پانچواں سبب لاپرواہی ہے۔** بعض افراد کو مال کی فراوانی اور اپنی لاپرواہی کی وجہ سے کئی قابل استعمال چیزیں ضائع کرنے کا شوق ہوتا ہے اور اس عمل سے ان کا نفس سکون محسوس کرتا ہے۔ **اس کا علاج یہ ہے کہ** بندہ اپنی طبیعت میں اِحساس پیدا کرے تاکہ لاپرواہی کی وجہ سے کسی بھی چیز کے ضائع ہونے پر آخرت کا خوف اس کی اصلاح کا ذریعہ بن سکے۔

(6)...... اِتباعِ شہوات کا چھٹا سبب بے جا آسائشات سے بھرپور طرز زندگی ہے۔گھر میں قابل استعمال چیز (جیسے فرنیچر، گاڑی، موبائل وغیرہ) ہونے کے باوجود بلاوجہ نئی چیز کی تبدیلی کی خواہش اوراس کا حصول۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ دنیاداروں کے عیش وعشرت سے بھرپور زندگی کے بجائے انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان، اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے سادہ طرز زندگی پر غور کرے اوراس پر عمل کی کوشش کرے، نیز اس بات پر بھی غور کرے کہ آج دنیا میں میرے پاس جتنا مال زیادہ ہوگا کل بروز قیامت اس کا حساب بھی اتنا ہی زیادہ ہوگا۔

(7)...... اِتباعِ شہوات کا ساتواں سبب دوسروں کے احوال میں بے جا غوروفکر ہے۔دوسروں کے اعلیٰ لباس، شاہانہ رہن سہن وغیرہ میں بے جا غور نہ صرف حسد کو جنم دیتا ہے بلکہ اس سے اِتباعِ شہوات جیسا موذی مرض بھی پیدا ہوتا ہے، پھر حرام وحلال کی پرواہ کیے بغیر مال حاصل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ لوگوں کے احوال میں غوروفکر کرنے سے پرہیز کرے، جو کچھ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے اسے عطا فرمایا ہے اس پر صبروشکر کرے، اپنے سے ادنی حیثیت والے کو دیکھ کر شکر ادا کرے اور بزرگانِ دین کی سیرت کا مطالعہ کرکے ان کے معمولات زندگی میں غوروفکر کرے تاکہ نیکی اور بھلائی کی جانب دل راغب ہوسکے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(12)...مُداھَنَت

مُدَاہَنَت کی تعریف:

مُدَاہَنَتْ کے لغوی معنی نرمی کے ہیں۔ناجائز اور گناہ والے کام ملاحظہ کرنے کے بعد (اسے روکنے پر قادر ہونے کے باوجود) اسے نہ روکنا اور دینی معاملے کی مدد ونصرت میں کمزوری وکم ہمتی کا مظاہرہ کرنا مداہنت کہلاتا ہے یا کسی بھی دنیوی مفاد کی خاطر دینی معاملے میں نرمی یا خاموشی اختیار کرنا مُدَاہَنَت ہے۔"[1]

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشادفرماتا ہے:﴿ وَدُّوْا لَوْ تُدْهِنُ فَيُدْهِنُوْنَ ۝۹ ﴾ (پ۲۹، القلم: ۹) ترجمۂ کنزالایمان: "وہ تو اس آرزو میں ہیں کہ کسی طرح تم نرمی کرو تو وہ بھی نرم پڑ جائیں۔"

ایک اور مقام پر اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشادفرماتا ہے:﴿ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ؕ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝۷۹ ﴾ (پ۶، المائدۃ: ۷۹) ترجمۂ کنزالایمان: "جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے ضرور بہت ہی برے کام کرتے تھے۔"

صدرالافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی

---

1 ......الحدیقۃ الندیۃ، الخلق التاسع والاربعون۔۔۔الخ، ج۲، ص۱۵۴۔
حاشیۃ الصاوی علی الجلالین، پ۱۲، ھود، تحت الآیۃ: ۱۱۳، ج۳، ص۹۳۶۔

''خزائن العرفان'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''آیت سے ثابت ہوا کہ نہی منکر یعنی بُرائی سے لوگوں کو روکنا واجب ہے اور بدی کو منع کرنے سے باز رہنا سخت گناہ ہے۔ ترمذی کی حدیث میں ہے کہ جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہوئے تو ان کے عُلَماء نے اوّل تو انہیں منع کیا جب وہ باز نہ آئے تو پھر وہ عُلَماء بھی ان سے مل گئے اور کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے میں ان کے ساتھ شامل ہو گئے، ان کے اس عِصیان وتَعدّی کا یہ نتیجہ ہوا کہ **اللہ تعالٰی** نے حضرت داؤد و حضرت عیسٰی عَلَیْہِمَا السَّلَام کی زبان سے اُن پر لعنت اُتاری۔''

حدیث مبارکہ، مُدَاہَنَت کرنے والے کی مثال:

حضرت سیِّدُنا نُعمان بن بَشیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''**حُدُوْدُ اللہ** میں مُدَاہَنَت کرنے والا (یعنی خلافِ شرع چیز دیکھے اور باوجود قدرت منع نہ کرے اس کی) اور اُن میں مبتلا ہونے والے کی مِثال اُن لوگوں جیسی ہے جنہوں نے کشتی میں قُرعہ اندازی کی، تو بعض کے حصّے میں نیچے والا حصّہ آیا اور بعض کے حصّے میں اُوپر والا۔ پس نیچے والوں کو پانی کے لیے اُوپر والوں کے پاس جانا ہوتا تھا، تو اُنہوں نے اِسے زحمت شمار کرتے ہوئے ایک کُلہاڑی لی اور کشتی کے نچلے حصّے میں ایک شخص سوراخ کرنے لگا، تو اوپر والے اُس کے پاس آئے اور کہا کہ تجھے کیا ہو گیا ہے؟ کہا کہ تمہیں میری وجہ سے تکلیف ہوتی تھی اور پانی کے بِغیر گزارہ نہیں۔ اب اگر اُنہوں نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا تو

اُسے بچالیا اور خود بھی بچ جائیں گے اور اگر اُسے چھوڑے رکھا تو اُسے ہلاک کریں گے اور اپنی جانوں کو بھی ہلاک کریں گے۔‘‘(1)

مُدَاہَنَت کا حکم:

مُداہَنَت (یعنی برائی کو دیکھ کر قدرت کے باوجود نہ روکنا یا کسی دنیوی فائدے کی خاطر دین میں نرمی یا خاموشی اختیار کرنا) حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔(2)

حکایت، ایک عالم باپ کا عبرت ناک انجام:

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد **الیاس عطار قادری رضوی ضیائی** دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی کتاب **’’نیکی کی دعوت‘‘** صفحہ ۵۸۰ پر ایک حکایت نقل فرماتے ہیں کہ حضرتِ سیِّدُنا مالِک بن دِینار عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الْغَفَّار فرماتے ہیں، منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک عالم صاحب گھر میں اجتماع کر کے اُس میں بیان فرمایا کرتے تھے، ایک دِن ان کے جوان لڑکے نے ایک خوبصورت لڑکی کی طرف آنکھ سے اِشارہ کیا، جو کہ ان عالم صاحِب نے دیکھ لیا اور کہا: ’’اے بیٹے صَبْر کر۔‘‘ یہ کہتے ہی عالم صاحِب اپنے مَنْبَر (بیٹھنے کی جگہ) سے مُنہ کے بل گر پڑے یہاں تک کہ اُن کی ہڈّیوں کے بعض جوڑ ٹوٹ گئے، ان کی بیوی کا حَمل ساقِط ہو گیا اور اُن کے لڑکے جنگ میں مارے گئے۔ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ نے اُس وَقت کے نبی عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ

---

1 ...... بخاری، کتاب الشھادات، باب القرعة فی المشکلات۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۲۰۸، حدیث: ۲۶۸۶۔

2 ...... الحدیقة الندیة، الخلق التاسع والاربعون۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۱۵۵۔

وَالسَّلَام کو وحی فرمائی کہ فُلاں عالم کوخبر کردو کہ میں اُس کی نسل سے کبھی صِدّیق پیدا نہیں کروں گا، کیا میرے لیے صِرف اِتنا ہی ناراض ہونا تھا کہ وہ بیٹے کو کہہ دے: ''اے بیٹے صَبْر کر۔''[1] مطلب یہ کہ اپنے بیٹے پر سختی کیوں نہیں کی اور اُسے اُس بُری حَرَکت سے اچھی طرح باز کیوں نہ رکھا؟ اِس روایت میں ''صِدّیق'' کا ذِکر ہے، اولیائے کرام کی سب سے افضل قسم صدیق کہلاتی ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ ہمارے غوثِ اعظم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْاَکْرَم صدیق تھے۔[2]

مُدَاہَنَت کے تین اسباب وعلاج:

(1)......**مُدَاہَنَت** کا پہلا سبب **جہالت** ہے کہ بندہ جب **اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف** یعنی نیکی کی دعوت دینا اور **نَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر** یعنی برائی سے منع کرنے کی مختلف صورتوں کے بارے میں علم حاصل نہیں کرتا تو **مُدَاہَنَت** یعنی برائی دیکھ کر اُسے منع کرنے کی طاقت ہونے کے باوجود منع نہ کرنے جیسے مرض میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ اس کا علاج یہی ہے کہ بندہ اُن تمام صورتوں کا علم حاصل کرے جن میں برائی دیکھ کر اس کو روکنا ضروری ہے۔ اس سلسلے میں شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی** دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی مایہ ناز تصنیف ''نیکی کی دعوت'' حصہ اَوّل کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔

---

1 ......حلیۃ الاولیاء، مالک بن دینار، ج ۲ ص ۴۲۲، الرقم: ۲۸۲۳۔

2 ......نیکی کی دعوت، ص ۵۸۰۔

(2)......**مداہنت کا دوسرا سبب قرابت (رشتے داری)** ہے کہ بندہ جس شخص میں برائی دیکھ رہا ہے وہ اُس کا قریبی رشتہ دار ہے۔لہٰذا یہ روکنے پر قادر ہونے کے باوجود اُسے منع نہیں کرتا۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنا مدنی ذہن بنائے کہ **شریعت** نے مجھے اس بات کا پابند بنایا ہے کہ میں اپنی ذات سمیت تمام قریبی رشتہ داروں کو بھی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی سے بچاؤں، کیونکہ ان رشتہ داروں کے جو مجھ پر حقوق ہیں ان میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ میں جب اُنہیں کسی برائی میں مبتلا دیکھوں اور مجھے معلوم ہو کہ میرے منع کرنے سے یہ منع ہو جائیں گے تو ان کو ضرور منع کروں، بصورت دیگر ہوسکتا ہے کہ ان کے اس گناہ میں مجھے شریک سمجھا جائے اور کل بروز قیامت میری بھی پکڑ ہو جائے، نیز یہ بھی مدنی ذہن بنائے کہ اگر میں نے ان کو اس برائی سے نہ روکا اور کل بروزِ قیامت انہی رشتہ داروں نے میرا گریبان پکڑ لیا اور میری شکایت بارگاہ رب العزت میں کی تو میرا کیا بنے گا؟ میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھ سے ناراض ہو گیا تو میں کہیں کا نہ رہوں گا۔

(3)......**مداہنت کا تیسرا سبب دنیوی غرض** ہے کہ بندہ کسی دنیوی غرض کی وجہ سے برائی سے منع نہیں کرتا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ دنیوی اغراض ومقاصد کو اُخروی اغراض ومقاصد پر ترجیح دینے کے وبال پر غور کرے کہ جولوگ آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں وہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ و**رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضگی کو دعوت دیتے ہیں اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ و**رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی ناراضگی

جہنم میں داخلے کا سبب ہے۔آخرت پر دنیا کو ترجیح دینا برے خاتمے کا بھی ایک سبب ہے، دنیا فانی ہے اور آخرت ابدی ہے، یقیناً فانی کو ابدی پر ترجیح دینا کسی بھی طرح عقلمندی کا کام نہیں ہے، یقینا سمجھداری اسی میں ہے کہ بندہ دنیا میں فقط اتنی مشغولیت رکھے جتنا اس دنیا میں رہنا ہے، آخرت پر دنیا کو ترجیح دینا شیطان کا ایک خطرناک وار اور بہت بڑا دھوکہ ہے اس موذی مرض سے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ہمیشہ پناہ مانگتے رہیے۔ کسی دنیوی غرض کی وجہ سے **مداہنت** اختیار کرنے کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ بندہ یہ مدنی ذہن بنائے کہ میں ایک فانی چیز (یعنی دنیوی غرض) کی وجہ سے برائی سے منع نہیں کررہا، حالانکہ برائی سے منع کرنے پر جو مجھے صلہ (اجروثواب) ملے گا وہ دنیا وآخرت دونوں میں مجھے فائدہ دے گا۔تو ایک ایسی چیز جو دنیا وآخرت دونوں میں فائدہ دے گی، اس پر ایک ایسی چیز کو ترجیح دینا جو فقط دنیا میں ہی عارضی فائدہ دے گی یہ کسی طرح بھی دانش مندی کا کام نہیں ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(13)...کُفرانِ نِعَم

کفران نعم کی تعریف:

”**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا نہ کرنا اور اُن سے غفلت برتنا کفرانِ نعم کہلاتا ہے۔“(1)

(1)......الحدیقة الندیة، الخلق الثامن والثلاثون...الخ، ج ۲، ص ۱۰۰۔

آیت مبارکہ:

اللّٰه عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ اِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّكُمْ وَ لَىٕنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِیْ لَشَدِیْدٌ۝۷﴾ (پ۱۳، ابراھیم: ۷) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور یاد کرو جب تمہارے رب نے سنا دیا کہ اگر احسان مانو گے تو میں تمہیں اور دوں گا اور اگر ناشکری کرو تو میرا عذاب سخت ہے۔''

حدیث مبارکہ، نعمتوں کا اظہار نہ کرنا کفران نعمت ہے:

حضرت سیِّدُنا نُعمان بِن بَشِیر رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو تھوڑی چیز کا شکر ادا نہ کرے وہ زیادہ کا بھی شکر ادا نہیں کرسکتا اور جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا وہ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کا بھی شکر ادا نہیں کرسکتا۔ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں کا تذکرہ کرنا بھی اس کا شکر ادا کرنا ہی ہے جبکہ اس کی نعمتوں کا اظہار نہ کرنا کفرانِ نعمت (یعنی نعمتوں کی ناشکری) ہے۔[1]

کفران نعم کے بارے میں تنبیہ:

کفرانِ نعم یعنی اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا نہ کرنا اور ان سے غفلت برتنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ کفرانِ نعم نعمتوں کے چھن جانے کا بھی ایک سبب ہے لہٰذا ہر مسلمان کو اس سے بچنا لازم ہے۔

---

1 ......مسند احمد، حدیث نعمان بن بشیر، ج ٦، ص ۳۹۴، حدیث: ۱۸۴۷۷۔

حکایت، تنگدستی میں بھی شکر:

تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۲۸ صفحات پر مشتمل کتاب ''**شکر کے فضائل**'' صفحہ ۶۲ پر ہے کہ حضرت سیِّدُنا سلمان فارسی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے بیان فرمایا کہ ایک شخص کو دنیا کی دولت سے بہت نوازا گیا اور پھر سب کچھ جاتا رہا تو وہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا کرنے لگا یہاں تک کہ اس کے پاس بچھانے کے لیے صرف ایک چٹائی رہ گئی مگر وہ پھر بھی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی حمد وثنا میں مشغول رہا۔ ایک دوسرے مال دار شخص نے اس سے کہا: ''اب تم کس بات پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتے ہو؟'' اس نے کہا: ''میں اُن نعمتوں پر **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جن کے لیے اگر ساری دنیا کی دولت بھی دے دوں تو وہ نعمتیں مجھے نہ ملیں۔'' اس نے پوچھا: ''وہ کیا؟'' اس نے جواب دیا: ''کیا تم اپنی زبان، ہاتھ اور پاؤں کو نہیں دیکھتے؟''[1] (کہ یہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی کتنی بڑی بڑی نعمتیں ہیں۔)

کفرانِ نعم کے تین اسباب وعلاج:

(1)......**کفرانِ نعم کا پہلا سبب بے صبری کی عادت ہے۔** کسی بھی قسم کی تکلیف پر واویلا کرنا ناشکری میں مبتلا کر دیتا ہے بعض اوقات تو بندہ اس مہلک مرض کے سبب کفریات بک کر ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ مصیبتوں اور مشکلات پر صبر کرنے کی عادت بنائے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی ہزار ہا نعمتوں پر غور کرے اور

---

1 ......شعب الایمان، باب فی تعدیۃ۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۱۱۲، حدیث: ۴۴۶۲۔

اس حوالے سے اپنے نفس کی تربیت کرے نیز اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ اگر میں نعمتوں پر شکر کروں گا تو اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ رب کریم ان نعمتوں میں برکت و وسعت عطا فرمائے گا۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

(2)......**کفرانِ نعم** کا دوسرا سبب **توکل کی کمی** ہے۔ بندہ جیسے جیسے اس مرض کا شکار ہوتا ہے ویسے ہی ناشکری کا تناسب بھی بڑھتا چلا جاتا ہے، مال و دولت اور آسائشات سے محروم افراد میں یہ مہلک مرض زیادہ پایا جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے اندر قناعت پیدا کرے، اپنی خطاؤں اور غلطیوں کا قصور وار اپنے نفس کو ہی ٹھرائے، جو نعمتیں میسر ہیں انہیں شکر کی رسی سے باندھ کر رکھے اور زوال نعمت سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگے۔

(3)......**کفرانِ نعم** کا تیسرا سبب **جرأت علی اللہ** ہے۔ جب گناہوں کی نحوست کی وجہ سے بندہ بے باک ہوجاتا ہے تو اس کی زبان پر ناشکری کے کلمات جاری ہوجاتے ہیں اور بسا اوقات ان میں **کفریہ کلمات** بھی شامل ہوجاتے ہیں جس سے بندہ کفر کے تاریک گڑھوں میں اوندھے منہ جا گرتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو جہنم کے عذابات سے ڈراتا رہے، خوفِ آخرت پیدا کرے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر سے ڈرتے ہوئے ہمیشہ ایمان کی سلامتی کی فکر کرتا رہے، نیز ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں ایمان وسلامتی کی دعا بھی کرتا رہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(14)...حرص

حرص کی تعریف:

''خواہشات کی زیادتی کے اِرادے کا نام حرص ہے اور بُری حرص یہ ہے کہ اپنا حصہ حاصل کرلینے کے باوجود دوسرے کے حصے کی لالچ رکھے۔ یا کسی چیز سے جی نہ بھرنے اور ہمیشہ زیادتی کی خواہش رکھنے کو حرص، اور حرص رکھنے والے کو حریص کہتے ہیں۔''(1)

عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ حرص کا تعلق صِرف ''**مال ودولت**'' کے ساتھ ہوتا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ حرص تو کسی شے کی مزید خواہش کرنے کا نام ہے اور وہ چیز کچھ بھی ہوسکتی ہے، چاہے مال ہو یا کچھ اور! چنانچہ مزید مال کی خواہش رکھنے والے کو ''**مال کا حریص**'' کہیں گے تو مزید کھانے کی خواہش رکھنے والے کو ''**کھانے کا حریص**'' کہا جائے گا اور نیکیوں میں اِضافے کے تمنائی کو ''**نیکیوں کا حریص**'' جبکہ گناہوں کا بوجھ بڑھانے والے کو ''**گناہوں کا حریص**'' کہیں گے۔ تلمیذِ صدر الشریعہ حضرتِ علامہ عبدالمصطفٰے اعظمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی لکھتے ہیں: ''لالچ اور حرص کا جذبہ خوراک، لباس، مکان، سامان، دولت، عزت، شہرت الغرض ہر نعمت میں ہوا کرتا ہے۔''(2)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَتَجِدَنَّهُمْ اَحْرَصَ

---

1 ......مرقاۃ، کتاب الرقاق، باب الامل والحرص، ج ۹، ص ۱۱۹، تحت الباب: ۲، مرآۃ المناجیح، ج ۷، ص ۸۶ مفصلاً۔

2 ......جنتی زیور، ص ۱۱۱ ماخوذاً۔

النَّاسِ عَلٰی حَیٰوةٍ ۚۛ وَ مِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْا ۚۛ یَوَدُّ اَحَدُهُمْ لَوْ یُعَمَّرُ اَلْفَ سَنَةٍ ۚ وَ مَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهٖ مِنَ الْعَذَابِ اَنْ یُّعَمَّرَ ؕ وَ اللّٰهُ بَصِیْرٌۢ بِمَا یَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ (پ ۱، البقرۃ: ۹۶) ترجمۂ کنز الایمان: ''اور بے شک تم ضرور انہیں پاؤ گے کہ سب لوگوں سے زیادہ جینے کی ہوس رکھتے ہیں اور مشرکوں سے ایک کو تمنا ہے کہ کہیں ہزار برس جیے اور وہ اسے عذاب سے دور نہ کرے گا اتنی عمر دیا جانا اور اللہ ان کے کوتک (بُرے عمل) دیکھ رہا ہے۔''

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْهِ رَحْمَةُ اللهِ الْهَادِی ''خزائن العرفان'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''مشرکین کا ایک گروہ مجوسی ہے آپس میں تحیت وسلام کے موقع پر کہتے ہیں زہ ہزار سال یعنی ہزار برس جیو مطلب یہ ہے کہ مجوسی مشرک ہزار برس جینے کی تمنا رکھتے ہیں یہودی ان سے بھی بڑھ گئے کہ انہیں حرص وزندگانی سب سے زیادہ ہے۔''

حدیث مبارکہ، ابن آدم کی حرص:

حضرت سیِّدُنا انس بن مالک رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ حقیقت نشان ہے: ''اگر ابن آدم کے پاس سونے کی دو وادیاں بھی ہوں تب بھی یہ تیسری کی خواہش کرے گا اور ابن آدم کا پیٹ قبر کی مٹی ہی بھر سکتی ہے۔''(1)

1 ......مسلم، کتاب الزکاۃ، باب لو ان لابن آدم...الخ، ص ۵۲۱، حدیث: ۱۰۴۸۔

حرص کا حکم:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ٢٣٢ صفحات پر مشتمل کتاب ''حرص'' صفحہ ١٣ پر ہے: ''حِرْص کا تعلق جن کاموں سے ہوتا ہے ان میں سے کچھ کام باعثِ ثواب ہوتے ہیں اور کچھ باعثِ عذاب جبکہ کچھ کام محض مُباح (یعنی جائز) ہوتے ہیں یعنی ایسے کاموں کے کرنے پر کوئی ثواب ملتا ہے اور نہ ہی چھوڑنے پر کوئی عِتاب ہوتا ہے لیکن یہی مُباح (یعنی جائز) کام اگر کوئی اچھی نیت سے کرے تو وہ ثواب کا مستحق اور اگر بُرے اِرادے سے کرے تو عذابِ نار کا حقدار ہوجاتا ہے، یوں بنیادی طور پر حِرْص کی تین قسمیں بنتی ہیں: (١) حِرْصِ محمود (یعنی اچھی حِرْص) (٢) حِرْصِ مذموم (یعنی بُری حِرْص) (٣) حِرْصِ مباح (یعنی جائز حِرْص)، لیکن اگر اس حِرْص میں اچھی نیت ہوگی تو یہ حِرْص محمود بن جائے گی اور اگر بُری نیت ہوگی تو مذموم ہوجائے گی۔

ہر حرص بری نہیں ہوتی:

حِرْص کی مذکورہ تقسیم سے معلوم ہوا کہ ہر حِرْص بُری نہیں ہوتی بلکہ حِرْص کی اچھائی یا بُرائی کا اِنحصار اُس شے پر ہے جس کی حِرْص کی جارہی ہے، لہٰذا اچھی چیز کی حِرْص اچھی اور بُری کی حِرْص بُری ہوتی ہے، مگر اچھائی یا بُرائی کی طرف جانا ہمارے ہاتھ میں ہے۔ لیکن سب سے پہلے یہ جاننا بے حد ضروری ہے کہ کن کن چیزوں کی حِرْص ''محمود'' ہے؟ تاکہ اسے اپنایا جاسکے اور کون کونسی اشیاء کی ''مذموم''؟ تاکہ اس سے

بچا جا سکے۔اس سلسلے میں حرص کی اَقسام کی مختصر وضاحت ملاحظہ کیجئے: چنانچہ،

(۱) کونسی حرص محمود ہے؟

رضائے الٰہی کے لئے کئے جانے والے نیک اَعمال اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ انسان کو جنت میں لے جائیں گے، لہٰذا نیکیوں کی حرص محمود (یعنی پسندیدہ) ہوتی ہے مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، صدقہ وخیرات، تلاوت، ذکر اللہ، دُرُودِ پاک، حصولِ علمِ دین، صِلہ رحمی، خیر خواہی اور نیکی کی دعوت عام کرنے کی حرص محمود ہے۔

(۲) کن چیزوں کی حرص مذموم ہے؟

جس طرح گناہوں کا اِرتکاب ممنوع ہے اسی طرح ان کی حرص بھی ممنوع و مذموم ہوتی ہے کیونکہ اس حرص کا اَنجام آتشِ دوزخ میں جلنا ہے مثلاً رشوت، چوری، بدنگاہی، زِنا، اِغلام بازی، اَمرَد پسندی، حُبِّ جاہ، فلمیں ڈرامے دیکھنے، گانے باجے سننے، نشے، جُوئے کی حرص، غیبت، تہمت، چُغلی، گالی دینے، بدگمانی، لوگوں کے عیب ڈھونڈنے اور انہیں اُچھالنے و دیگر گناہوں کی حرص مذموم ہے۔

(۳) کونسی حرص محض مباح ہے؟

کھانا پینا، سونا، دولت اِکٹھی کرنا، مکان بنانا، تحفہ دینا، عمدہ یا زائد لباس پہننا اور دیگر بہت سارے کام مُباح ہیں، چنانچہ ان کی حرص بھی مباح ہے۔ مُباح اُس جائز عمل یا فِعل (یعنی کام) کو بولتے ہیں جس کا کرنا نہ کرنا یکساں ہو یعنی ایسا کام کرنے سے نہ ثواب ملے نہ گناہ! لہٰذا ان کی حرص میں بھی ثواب یا گناہ نہیں ملے گا، مثلاً کسی کو

نِیّت نئے اور عمدہ کپڑے پہننے کی حِرص ہے اور نیت کچھ بھی نہیں (نہ تکبر کی اور نہ ہی اِظہارِ نعمت کی) تو اُسے اِس کا نہ گناہ ملے گا اور نہ ہی ثواب، جبکہ اس حِرص کو پورا کرنے میں شریعت کی خلاف ورزی نہ کرے، چنانچہ اگر اس قسم کی حِرص کو پورا کرنے کے لئے رِشوت، چوری، ڈاکہ جیسے حرام کمائی کے ذَرائع اِختیار کرنے پڑتے ہیں تو ایسی حِرص سے بچنا لازِم ہے۔

حرص مباح کب حرص محمود بنے گی اور کب مذموم؟

اگر کوئی مُباح کام اچھی نِیَّت سے کیا جائے **تو اچّھا** ہو جائے گا ،لہٰذا اِس کی حِرص بھی **محمود** ہوگی اور اگر وہی کام بُری نیّت سے کیا جائے **تو بُرا** ہو جائے گا اور اس کی حِرص بھی **مذموم** ہوگی اور کچھ بھی نیّت نہ ہو تو وہ کام اوراس کی حِرص مُباح رہے گی۔ **میرے آقا اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنّت، مجدّدِ دین وملّت، مولانا شاہ امام احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمۃُ الرَّحْمٰن **فتاویٰ رضویہ**، ج ۷، ص ۱۸۹ پر نقل فرماتے ہیں: ''ہر مُباح (یعنی ایسا جائز عمل جس کا کرنا نہ کرنا یکساں ہو) نیّتِ حَسَن (یعنی اچّھی نیّت) سے **مُستَحَب** ہو جاتا ہے۔''(1) فُقَہائے کرام رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلَام فرماتے ہیں: مُباحات (یعنی ایسے جائز کام جن پر نہ ثواب ہو نہ گناہ ان) کا حُکم الگ الگ نیّتوں کے اِعتِبار سے مختلف ہو جاتا ہے، اس لئے جب اس سے (یعنی کسی مباح سے) طاعات (یعنی عبادات) پر قوت حاصل کرنا یا طاعات (یعنی عبادات) تک پہنچنا مقصود ہو تو یہ (مُباحات یعنی جائز چیزیں بھی) عبادات

(1) ......فتاویٰ رضویہ، ج ۸، ص ۴۵۲۔

ہوں گی مَثَلاً کھانا پینا، سونا، حُصولِ مال اور وَطی (یعنی زوجہ سے ہم بستری) کرنا۔"[1]

مُباح حرص کے محمود یا مذموم بننے کی ایک مثال:

عِطر لگانا ایک مُباح کام ہے جس پر اچھی اچھی نیتیں کر کے ثواب کمایا جا سکتا ہے چنانچہ جسے اچھی اچھی نیتوں کے ساتھ عطر لگانے کی حِرص ہو تو اس کی یہ حِرص محمود ہوگی۔ **عارِف بِاللّٰہ، مُحَقِّق عَلَی الاطلاق، خاتِمُ المُحَدِّثین،** حضرتِ علّامہ **شیخ عبدُالحقّ مُحَدِّث دِہلوی** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی لکھتے ہیں: مُباح کاموں میں بھی اچّھی نیّت کرنے سے ثواب ملے گا، مَثَلاً خوشبو لگانے میں اِتّباعِ سنّت اور (مسجِد میں جاتے ہوئے لگانے پر) تعظیمِ مسجِد (کی نیّت بھی کی جاسکتی ہے)، فَرحَتِ دِماغ (یعنی دِماغ کی تازگی) اور اپنے اسلامی بھائیوں سے ناپسندیدہ بُو دُور کرنے کی نیّتیں ہوں تو ہر نیّت **کا الگ ثواب** ملے گا۔[2] خوشبو لگانے میں اکثر شیطان غَلَط نیّت میں مُبتلا کر دیتا ہے، لہٰذا اگر کوئی اِس نیت سے خوشبو لگاتا ہے کہ لوگ واہ واہ کریں، جدھر سے گزروں خوشبو مہک جائے، لوگ مڑ مڑ کر دیکھیں اور میری تعریف کریں تو ایسی نیت مَذموم ہے چنانچہ اس نیت سے خوشبو لگانے کی حِرص بھی مذموم ہے۔ **حُجَّۃُ الْاِسلام** حضرتِ سیِّدُنا ابو حامد امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الوَالِی کا فرمانِ عالی ہے: اِس نیّت سے خوشبو لگانا کہ لوگ واہ واہ کریں یا قیمتی خوشبو لگا کر لوگوں پر اپنی مالداری کا سکّہ

1 ......رد المحتار، کتاب النکاح، مطلب: کثیر اما۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۵۷۔

2 ......اشعۃ اللمعات، ج ۱، ص ۳۷۔

بڑھانے کی نیّت ہو تو ان صُورتوں میں خوشبو لگانے والا گنہگار ہو گا اور خوشبو بروزِ قِیامت مُردار سے بھی زِیادہ بدبودار ہو گی۔ (1)

حکایت، سونے کا انڈہ دینے والی ناگن:

تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۲۳۲ صفحات پر مشتمل کتاب ''حرص'' صفحہ ۶ پر ہے: حضرتِ سیِّدنا عبدالرحمٰن بن علی جوزی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی نے ''عُیونُ الحکایات'' میں ایک دلچسپ سبق آموز حکایت نَقْل کی ہے کہ کسی گھر میں ایک عجیب وغریب ناگن رہتی تھی جو روزانہ سونے کا ایک انڈا دیا کرتی۔ گھر کا مالک مُفت کی دولت ملنے پر بہت خوش تھا۔ اُس نے گھر والوں کو تاکید کر رکھی تھی کہ وہ یہ بات کسی کو نہ بتائیں۔ کئی ماہ تک یہ سلسلہ یونہی چلتا رہا۔ ایک دن ناگن اپنے بِل سے نکلی اور اُن کی بکری کو ڈَس لیا۔ اس کا زہر ایسا جان لیوا تھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے بکری کی موت واقع ہو گئی۔ یہ دیکھ کر گھر والوں کو بڑا طیش آیا اور وہ ناگن کو ڈھونڈنے لگے تاکہ اسے مار سکیں مگر اس شخص نے یہ کہہ کر انہیں ٹھنڈا کر دیا کہ ''ہمیں ناگن سے ملنے والے سونے کے انڈے کا نفع بکری کی قیمت سے کہیں زیادہ ہے، لہٰذا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔'' کچھ عرصہ بعد ناگن نے ان کے پالتو گدھے کو ڈَس لیا جو فوراً مر گیا۔ اب تو وہ شخص بھی سَخت گھبرایا مگر لالچ کے مارے اس نے فوراً خود پر قابو پالیا اور کہنے لگا: ''اس نے آج

1 ......نیکی کی دعوت، ص۱۱۸، احیاء العلوم، کتاب النیۃ---الخ، بیان تفصیل الاعمال---الخ، ج ۵، ص ۹۸۔

ہمارا دوسرا جانور مار ڈالا، خیر کوئی بات نہیں، اس نے کسی انسان کو تو نقصان نہیں پہنچایا۔'' گھر والے چُپ ہو رہے۔ اس کے بعد دو سال کا عرصہ گزر گیا مگر ناگن نے کسی کو نہیں ڈسا، اہلِ خانہ بھی اپنے جانوروں کے نقصان کو بھول گئے۔

پھر ایک دن ناگن نے اُن کے غُلام کو ڈَس لیا۔ اس بے چارے نے مدد کے لئے اپنے مالک کو پکارا، مگر اِس سے پہلے کہ مالک اُس تک پہنچتا، زہر کی وجہ سے غلام کا جُسم پھٹ چکا تھا۔ اب وہ شخص پریشان ہو کر کہنے لگا: ''اس ناگن کا زہر تو بہت خطرناک ہے، اس نے جس جس کو ڈَسا وہ فوراً موت کے گھاٹ اُتر گیا، اب کہیں یہ میرے گھر والوں میں سے کسی کو نہ ڈَس لے۔'' کئی دن اسی پریشانی میں گزر گئے کہ اِس ناگن کا کیا کِیا جائے! دولت کی حِرص نے ایک بار پھر اس شخص کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی اور اس نے یہ کہہ کر اپنے گھر والوں کو مطمئن کر دیا: ''اگرچہ اس ناگن کی وجہ سے ہمیں نقصان ہو رہا ہے مگر سونے کے انڈے بھی تو ملتے ہیں، لہٰذا ہمیں زیادہ پریشان نہیں ہونا چاہیے۔'' کچھ ہی دنوں بعد ناگن نے اس کے بیٹے کو ڈَس لیا۔ فوراً طبیب کو بلایا گیا لیکن وہ بھی کچھ نہ کر سکا اور اس کی موت واقع ہو گئی۔ جوان بیٹے کی موت میاں بیوی پر بجلی بن کر گری اور وہ شخص غضبناک ہو کر کہنے لگا: ''اب میں اس ناگن کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔'' مگر وہ اُن کے ہاتھ نہ آئی۔ جب کافی عرصہ گزر گیا تو سونے کا انڈہ نہ ملنے کی وجہ سے ان کی لالچی طبیعت میں بے چینی ہونے لگی، چنانچہ دونوں میاں بیوی ناگن کے بِل کے پاس آئے، وہاں کی صفائی کی اور دُھونی دے کر خوشبو مہکائی، یوں

ناگن کو صُلح کا پیغام دیا گیا۔ حیرت انگیز طور پر وہ واپس آگئی اور انہیں پھر سے سونے کا انڈا ملنے لگا۔ مال و دولت کی حِرص نے انہیں اندھا کر دیا اور وہ اپنے بیٹے اور غلام کی موت کو بھی بھول گئے۔

پھر ایک دن ناگن نے اس کی زوجہ کو سوتے میں ڈَس لیا، تھوڑی ہی دیر میں اس نے بھی تڑپ تڑپ کر جان دے دی۔ اب وہ لالچی شخص اکیلا رہ گیا تو اس نے ناگن والی بات اپنے بھائیوں اور دوستوں کو بتا ہی دی۔ سب نے یہی مشورہ دیا: ''تم نے بہت بڑی غلطی کی، اب بھی وَقت ہے سنبھل جاؤ اور جتنی جلدی ہو سکے اس خطرناک ناگن کو مار ڈالو۔'' اپنے گھر آکر وہ شخص ناگن کو مارنے کے لئے گھات لگا کر بیٹھ گیا۔ اچانک اُسے ناگن کے بِل کے قریب ایک قیمتی موتی نظر آیا جسے دیکھ کر اس کی لالچی طبیعت خوش ہوگئی۔ دولت کی ہَوَس نے اسے سب کچھ بھلا دیا، وہ کہنے لگا: ''وَقت طبیعتوں کو بدل دیتا ہے، یقیناً اس ناگن کی طبیعت بھی بدل گئی ہوگی کہ جس طرح یہ سونے کے انڈوں کے بجائے اب موتی دینے لگی ہے، اسی طرح اس کا زہر بھی ختم ہوگیا ہوگا، چُنانچِہ اب مجھے اس سے کوئی خطرہ نہیں۔'' یہ سوچ کر اس نے ناگن کو مارنے کا اِرادہ تَرک کر دیا۔ روزانہ ایک قیمتی موتی ملنے پر وہ لالچی شخص بہت خوش رہنے لگا اور ناگن کی پرانی دھوکہ بازی کو بھول گیا۔ ایک دن اس نے سارا سونا اور موتی برتن میں ڈالے اور اس پر سر رکھ کر سو گیا۔ اسی رات ناگن نے اُسے بھی ڈَس لیا۔ جب اس کی چیخیں بلند ہوئیں تو آس پاس کے لوگ بھاگم بھاگ وہاں پہنچے اور اس سے

کہنے لگے: ''تم نے اسے مارنے میں سُستی کی اور لالچ میں آکر اپنی جان داؤ پر لگا دی!'' لالچی شخص شرم کے مارے کچھ نہ بول سکا، سونے سے بھرا ہوا برتن اپنے رشتے داروں اور دوستوں کے حوالے کیا اور کراہتے ہوئے بڑی مشکل سے کہا: ''آج کے دن میرے نزدیک اس مال کی کوئی قدر و قیمت نہیں کیونکہ اب یہ دوسروں کا ہو جائے گا اور میں خالی ہاتھ اس دنیا سے چلا جاؤں گا'' کچھ ہی دیر میں اُس کا اِنتقال ہو گیا۔[1]

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے دیکھا کہ مال و دولت کی حرص نے ہنستے بستے گھرانے کو اُجاڑ کر رکھ دیا! یقیناً حریص کی نگاہ محدود ہوتی ہے جو صرف وقتی فائدہ دیکھتی ہے جس کی وجہ سے وہ دُرُست فیصلے کرنے میں ناکام رہتا ہے اور نقصان اُٹھاتا ہے۔ حکایت میں مذکور گھر کے سربراہ کو سنبھلنے کے کئی مواقع ملے لیکن مُفت کی دولت کے نشے نے اسے ایسا مدہوش کر دیا کہ بیٹے اور زوجہ کی ناگن کے ہاتھوں ہلاکت بھی اسے ہوش میں نہ لا سکی، اَنجامِ کار وہ خود بھی موت کے منہ میں جا پہنچا۔

دیکھے ہیں یہ دن اپنی ہی غفلت کی بدولت
سچ ہے کہ بُرے کام کا انجام بُرا ہے

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

نیکیوں کی حرص بڑھائیے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اپنا مدنی ذہن بنا لیجئے کہ مجھے نیکیوں کا حریص بننا ہے،

---

1 ......عیون الحکایات، الحکایۃ الثامنۃ بعد الخمسمائۃ...الخ، ص ۴۳۹ ملخصاً۔

نیکیوں کا حریص بننے کے لیے ان مدنی پھولوں پر عمل کیجئے: (۱) نیکیوں کے فضائل کا مطالعہ کیجئے (کیونکہ انسانی طبیعت اس شے کی طرف جلدی راغب ہوتی ہے جس میں اسے اپنا فائدہ دکھائی دیتا ہے) پھر (۲) رضائے الٰہی پانے کی نیت سے راہِ عمل پر قدم رکھ دیجئے (۳) نیکیوں کا حریص بننے کی راہ میں پیش آنے والی مشقتوں کو برداشت کرنے کا حوصلہ پانے کے لئے بُزُرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِیْن کے شوقِ عبادت کی حکایات پڑھئے اور (۴) نیکیوں پر اِستقامت حاصل کرنے کے لئے اچھی صحبت اِختیار کر لیجئے۔

گناہوں کی حرص مذموم ہے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! گناہ جہنّم میں لے جانے والے اَعمال ہیں اور ان کی حِرْص مذموم ہوتی ہے مگر افسوس صد کروڑ افسوس! آج مسلمانوں کی بھاری اکثریّت گناہوں کی حِرْص کا شکار ہے۔ مَساجد، مَدارِس، جامِعات، سنّتوں بھرے اِجتماعات اور دینی لائبریریوں میں آنے والوں کی تعداد بہت کم جبکہ سینما گھروں، ڈرامہ ہالوں اور نائٹ کلبوں جیسے گناہوں کے اَڈّوں میں جانے والوں کی تعداد اِس سے کئی گُنا زیادہ ہے۔ ٹی وی، وی سی آر، ڈی وی ڈی پلیئر، ڈش اِنٹینا، اِنٹرنیٹ اور کیبل کا غَلَط استعمال عام ہے۔ نمازیں قَضا کرنا، فرض روزے چھوڑ دینا، گالی دینا، تُہمت لگانا، بدگمانی کرنا، غیبت کرنا، چُغلی کھانا، لوگوں کے عیب جاننے کی جستجو میں رہنا، لوگوں کے عیب اُچھالنا، جھوٹ بولنا، جھوٹے وعدے کرنا، کسی کا مال ناحق کھانا، خون بہانا، کسی کو بِلا اجازتِ شَرعی تکلیف دینا، قرض دبا لینا، کسی کی چیز عارِیتاً (یعنی وقتی طور پر) لے کر

واپس نہ کرنا، مسلمانوں کو بُرے اَلقاب سے پکارنا، کسی کی چیز اُسے ناگوار گزرنے کے باوُجُود بِلا اجازت استعمال کرنا، شراب پینا، جُوا کھیلنا، چوری کرنا، زِنا کرنا، فلمیں ڈرامے دیکھنا، گانے باجے سننا، سُود و رِشوت کا لین دین کرنا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور انہیں ستانا، اَمانت میں خِیانت کرنا، بدنگاہی کرنا، عورتوں کا مَردوں کی اور مردوں کا عورتوں کی مُشَابہت (یعنی نقّالی) کرنا، بے پردگی، غُرُور، تکبُّر، حَسَد، رِیاکاری، اپنے دل میں کسی مسلمان کا بُغض و کینہ رکھنا، غصّہ آجانے پر شریعت کی حد توڑ ڈالنا، حُبِّ جاہ، بخل، خود پسندی جیسے مُعاملات ہمارے مُعاشَرے میں بڑی بے باکی کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔

نفس و شیطان ہو گئے غالب ...... ان کے چُنگل سے تُو چُھڑا یا ربّ

نِیم جاں کر دیا گناہوں نے ...... مرضِ عِصیاں سے دے شِفا یا ربّ

(وسائلِ بخشش، ص ۸۷)

گناہوں کی حرص سے بچنے کے تین علاج:

(1)...... **گناہوں کی پہچان کیجئے۔** گناہوں کی پہچان حاصل کرنے اور ان کی سزائیں جاننے کے لیے سنی صحیح العقیدہ علمائے کرام ومفتیان عظام کی صحبت اختیار کیجئے، نیز اس معاملے میں تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتب ورسائل سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔

(2)...... **گناہوں کے نقصانات پر غور کیجئے۔** کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے تو غضب

الٰہی کو دعوت دیتا ہے، جنت سے دور اور جہنم کے قریب ہو جاتا ہے، اپنی جان کو تکلیف میں ڈال دیتا ہے، اپنے باطن کو ناپاک کر بیٹھتا ہے، اعمال لکھنے والے فرشتوں کو ایذاء دیتا ہے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ و **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ناراض کرتا ہے، تمام انسانوں سے خیانت اور **رَبُّ الْعٰلَمِیْن** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کرتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

(3)......بُرے خاتمے سے بے خوف نہ ہو۔ کہ گناہوں میں مبتلا رہنا اور توبہ کی توفیق نصیب نہ ہونا بھی برے خاتمے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(15)...بُخْل

بخل کی تعریف:

''بُخْل کے لغوی معنی کنجوسی کے ہیں اور جہاں خرچ کرنا شرعاً، عادتاً یا مروّتاً لازم ہو وہاں خرچ نہ کرنا بُخْل کہلاتا ہے، یا جس جگہ مال و اسباب خرچ کرنا ضروری ہو وہاں خرچ نہ کرنا یہ بھی بُخْل ہے۔''[2]

آیت مبارکہ:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَا یَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ بِمَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَیْرًا لَّهُمْ ؕ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ ؕ

1 ......حرص، ص ۲۴ ملتقطاً۔

2 ......الحدیقة الندیة، الخلق السابع والعشرون۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۲۷، مفردات الفاظ القران، ۱۰۹۔

سَیُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ لِلّٰهِ مِیْرَاثُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ ﴿۱۸۰﴾ (پ۴، آل عمران: ۱۸۰) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور جو بخل کرتے ہیں اس چیز میں جو **اللہ** نے انہیں اپنے فضل سے دی ہرگز اسے اپنے لئے اچھا نہ سمجھیں بلکہ وہ ان کے لئے برا ہے عنقریب وہ جس میں بخل کیا تھا قیامت کے دن ان کے گلے کا طوق ہوگا اور **اللہ** ہی وارث ہے آسمانوں اور زمین کا اور **اللہ** تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔''

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید **محمد نعیم الدین** مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی ''**خزائن العرفان**'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''بخل کے معنٰی میں اکثر علماء اس طرف گئے ہیں کہ واجب کا ادا نہ کرنا بخل ہے اسی لئے بخل پر شدید وعیدیں آئی ہیں چنانچہ اس آیت میں بھی ایک وعید آرہی ہے ترمذی کی حدیث میں ہے بخل اور بدخلقی یہ دو خصلتیں ایماندار میں جمع نہیں ہوتیں۔ اکثر مُفَسِّرین نے فرمایا کہ یہاں بخل سے زکوٰۃ کا نہ دینا مراد ہے۔'' مزید فرماتے ہیں: ''بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جس کو **اللہ** نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ ادا نہ کی روزِ قیامت وہ مال سانپ بن کر اُس کو طوق کی طرح لپٹے گا اور یہ کہہ کر ڈستا جائے گا کہ میں تیرا مال ہوں میں تیرا خزانہ ہوں۔''

حدیث مبارکہ، بخل ہلاکت کا سبب ہے:

حضرتِ سیِّدُنا **عبد اللہ** بن عمرو رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ مدینہ، راحتِ قلب وسینہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لالچ سے بچتے رہو

کیونکہ تم سے پہلی قومیں لالچ کی وجہ سے ہلاک ہوئیں، لالچ نے انہیں بُخل پر آمادہ کیا تو وہ بُخل کرنے لگے اور جب قطع رحمی کا خیال دلایا تو انہوں نے قطع رحمی کی اور جب گناہ کا حکم دیا تو وہ گناہ میں پڑ گئے۔"(1)

بخل کے بارے میں تنبیہ:

بخل ایک نہایت ہی قبیح اور مذموم فعل ہے، نیز بخل بسا اوقات دیگر کئی گناہوں کا بھی سبب بن جاتا ہے اس لیے ہر مسلمان کو اس سے بچنا لازم ہے۔

حکایت، بخیل یعنی کنجوس عورت کا انجام:

مُنیفہ بنتِ رومی خاتون کا بیان ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں مقیم تھی، ایک دن میں نے ایک بارونق مقام پر لوگوں کا ہجوم دیکھا، قریب جانے پر معلوم ہوا کہ وہاں ایک عورت ہے جس کا سیدھا ہاتھ مفلوج ہو چکا ہے اور لوگ اس سے مختلف قسم کے سوالات پوچھ رہے ہیں۔ جب اس عورت سے اس کے ہاتھ مفلوج ہونے کی وجہ پوچھی گئی تو اس نے ایک نہایت ہی عبرت ناک داستان سنائی، وہ کہنے لگی کہ آج سے کچھ عرصہ قبل میں اپنے والدین کے ساتھ رہتی تھی۔ میرے والد بہت نیک و پارسا تھے۔ کثرت سے صدقہ وخیرات کرتے اور غرباء کی اپنی استطاعت کے مطابق امداد بھی کیا کرتے تھے۔ جبکہ میری والدہ انتہائی بخیل یعنی کنجوس تھی۔ پوری زندگی میں صرف ایک پرانا سا کپڑا اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں دیا اور ایک مرتبہ جب میرے والد نے گائے ذبح کی تو

(1) ......ابوداود، کتاب الزکاۃ، باب فی الشح، ج ۲، ص ۱۸۵، حدیث: ۱۶۹۸۔

اس کی تھوڑی سی چربی کسی غریب کو دے دی اس کے علاوہ کبھی بھی کوئی چیز اللہ عَزَّوَجَلَّ کی راہ میں خرچ نہ کی۔ پھر میرے والدین کا انتقال ہوگیا، اپنے والدین کے انتقال کے کچھ دن بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا والد ایک حوض (یعنی تالاب) کے کنارے کھڑا ہے اور لوگوں کو پیالے بھر بھر کر پانی پلا رہا ہے۔ میں بھی کھڑے ہو کر سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ اچانک میری نظر اپنی والدہ پر پڑی جو زمین پر پڑی ہوئی تھی اس کے ہاتھوں میں وہی چربی تھی جو اس نے صدقہ کی تھی اور اسی پرانے کپڑے سے اس کا ستر ڈھانپا ہوا تھا جو اس نے صدقہ کیا تھا۔ وہ شدتِ پیاس سے ''ہائے پیاس، ہائے پیاس'' کی صدائیں بلند کر رہی تھی۔ یہ دردناک منظر دیکھ کر میں تڑپ اٹھی۔ میں نے کہا: ''ہائے افسوس! یہ تو میری والدہ ہے اور جو لوگوں کو پانی پلا رہا ہے وہ میرا والد ہے۔ میں حوض سے ایک پیالہ بھر کر اپنی والدہ کو پلاؤں گی۔'' پھر جیسے ہی پانی کا پیالہ بھر کر میں اپنی والدہ کے پاس آئی تو آسمان سے منادی کی یہ ندا سنائی دی: ''خبردار! اس کنجوس عورت کو جو پانی پلائے گا اس کا ہاتھ مفلوج ہو جائے گا۔'' پھر میری آنکھ کھل گئی اور اس وقت سے میرا ہاتھ ایسا ہے جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو۔''[1]

بخل کے پانچ اسباب اور ان کا علاج:

(1)...... بخل کا پہلا سبب تنگ دستی کا خوف ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اس بات کو ہمیشہ ذہن میں رکھے کہ راہ خدا میں مال خرچ کرنے سے کمی نہیں آتی بلکہ

1 ......عیون الحکایات، ج۲، ص۲۲۱۔

اِضافہ ہوتا ہے۔

(2)......بخل کا دوسرا سبب **مال سے محبت** ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ قبر کی تنہائی کو یاد کرے کہ میرا یہ مال قبر میں میرے کسی کام نہ آئے گا بلکہ میرے مرنے کے بعد ورثاء اسے بے دردی سے تصرف میں لائیں گے۔

(3)......بخل کا تیسرا سبب **نفسانی خواہشات کا غلبہ** ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ خواہشات نفسانی کے نقصانات اور اُس کے اُخروی انجام کا بار بار مطالعہ کرے۔ اس سلسلے میں امیر اہل سنت کا رسالہ ''**گناہوں کا علاج**'' پڑھنا حد درجہ مفید ہے۔

(4)......بخل کا چوتھا سبب **بچوں کے روشن مستقبل کی خواہش** ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر بھروسہ رکھنے میں اپنے اعتقاد ویقین کو مزید پختہ کرے کہ جس ربّ عَزَّوَجَلَّ نے میرا مستقبل بہتر بنایا ہے وہی ربّ عَزَّوَجَلَّ میرے بچوں کے مستقبل کو بھی بہتر بنانے پر قادر ہے۔

(5)......بخل کا پانچواں سبب **آخرت کے معاملے میں غفلت** ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اس بات پر غور کرے کہ مرنے کے بعد جو مال ودولت میں نے راہِ خدا میں خرچ کی وہ مجھے نفع دے سکتی ہے،لہٰذا اس فانی مال سے نفع اٹھانے کے لیے اسے نیکی کے کاموں میں خرچ کرنا ہی عقل مندی ہے۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ......احیاء العلوم، ج ۳،ص ۳۸۴ تا ۳۸۷ ملتقطا۔

(16)...طُولِ اَمَل

طولِ اَمل کی تعریف:

''طولِ اَمل'' کا لغوی معنی لمبی لمبی امیدیں باندھنا ہے۔اور جن چیزوں کا حصول بہت مشکل ہو،ان کے لئے لمبی امیدیں باندھ کر زندگی کے قیمتی لمحات ضائع کرنا طولِ اَمل کہلاتا ہے۔[1]

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:﴿ذَرْهُمْ يَاْكُلُوْا وَ يَتَمَتَّعُوْا وَ يُلْهِهِمُ الْاَمَلُ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ۝۳﴾ (پ۱۴،الحجر: ۳) ترجمۂ کنزالایمان: ''انہیں چھوڑو کہ کھائیں اور برتیں اور امید انہیں کھیل میں ڈالے تو اب جانا چاہتے ہیں۔''

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْھَادِی ''خزائن العرفان'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:''اس میں تنبیہ ہے کہ لمبی امیدوں میں گرفتار رہنا اور لذاتِ دنیا کی طلب میں غرق ہوجانا ایماندار کی شان نہیں۔ حضرت علی مرتضی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: لمبی امیدیں آخرت کو بھلاتی ہیں اور خواہشات کا اِتّباعِ حق سے روکتا ہے۔''

حدیث مبارکہ، لمبی لمبی امیدیں دنیا کی محبت کا سبب:

امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُنا علی المرتضیٰ شیر خدا کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْھَہُ الْکَرِیْم سے مروی

---

1 ......فیض القدیر،حرف الھمزۃ،ج۱،ص۲۷۷،تحت الحدیث: ۲۹۴۔

ہے کہ سَیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عالیشان ہے: ''مجھے تم پر دو باتوں کا بہت زیادہ خوف ہے، خواہش کی پیروی کرنا اور لمبی لمبی امیدیں رکھنا۔ خواہش کی پیروی تو حق بات سے روکتی ہے اور لمبی لمبی امیدیں دنیا کی محبت میں مبتلا کر دیتی ہیں۔ یاد رکھو! بے شک **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اسے بھی دنیا عطا فرماتا ہے جس سے محبت کرتا ہے اور اسے بھی دیتا ہے جسے ناپسند کرتا ہے مگر جب وہ کسی بندے سے محبت فرماتا ہے تو اسے ایمان (کی دولت) عطا فرماتا ہے۔ سن لو! کچھ لوگ دین والے ہیں اور کچھ دنیا والے۔ تم دین والے بنو، دنیا والے نہ بنو۔ یاد رکھو! دنیا پیٹھ پھیر کر جا رہی ہے۔ جان لو! آخرت قریب آ چکی ہے۔ خبردار! آج تم عمل کے دن میں ہو، اس میں حساب نہیں اور عنقریب تم حساب کے دن میں ہو گے جہاں کوئی عمل نہ ہوگا۔''(1)

طول امل کا حکم:

حضرت سَیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''(طول امل یعنی) لمبی امیدیں نیکی وطاعت کی راہ میں رُکاوٹ ہیں، نیز ہر فتنے اور شر کا باعث ہیں، لمبی امیدوں میں مبتلا ہو جانا ایک لاعلاج مرض ہے جو لوگوں کو اور بہت سے امراض میں مبتلا کرتا ہے۔''(2)

---

1 ......موسوعة ابن ابی الدنیا، قصر الامل، ج ۳، ص ۳۰۳، الرقم: ۳۔

2 ......منہاج العابدین، ص ۱۱۸۔

حکایت، بادشاہ کی توبہ:

حضرتِ سیِّدُ نا ابوبکرقُرَشی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: میں نے حضرتِ سیِّدُ ناعَبَّاد بن عَبَّاد مُہَلَّبِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی کو ارشاد فرماتے سنا: بصرہ کے بادشاہوں میں سے کسی بادشاہ نے امورِ سلطنت کو خیر باد کہہ کر زُہد وتقویٰ کی راہ اختیار کرلی مگر پھر دوبارہ سلطنت وحکومت کی طرف مائل ہوا اور دنیا کا عیش وعشرت طلب کرنے کی ٹھان لی۔ چنانچہ، اس نے ایک شاندار محل بنوایا اس میں اعلیٰ قسم کے قالین بچھوائے اور ہر طرح کے ساز وسامان سے اس عظیمُ الشان محل کو آراستہ کرایا، اور ایک کمرہ مہمانوں کے لئے خاص کر دیا، وہاں عمدہ بستر بچھائے جاتے، انواع واقسام کے کھانے چُنے جاتے۔ بادشاہ لوگوں کو بلاتا تو وہ عظیمُ الشان محل اور بادشاہ کے ٹھاٹ باٹ (یعنی شان وشوکت) دیکھ کر تعریف وخوشامد کرتے ہوئے واپس چلے جاتے۔ یہ سلسلہ کافی عرصہ تک چلتا رہا، بادشاہ مکمل طور پر دنیا کی رنگینیوں میں گم ہو چکا تھا اس کے اس عظیم الشان محل میں ہر طرح کے آلاتِ موسیقی اور لہو ولعب کا سامان تھا۔ وہ ہر وقت دنیوی مشاغل میں مگن رہتا۔ اسی مصنوعی شان وشوکت نے اسے طول امل جیسے موذی مرض میں مبتلا کر دیا۔ چنانچہ ایک دن اس نے اپنے خاص وزیروں، مشیروں اور عزیزوں کو بلا کر کہا: ”تم اس عظیم الشان محل میں میری خوشیوں کو دیکھ رہے ہو، دیکھو! میں یہاں کتنا پُر سکون ہوں، میں چاہتا ہوں کہ اپنے تمام بیٹوں کے لئے بھی ایسے ہی عظیم الشان محلات بنواؤں، تم لوگ چند دن میرے پاس رُکو، خوب عیش کرو اور مزید محلات بنانے

کے سلسلے میں مجھے مفید مشورے دو، تاکہ میں اپنے بیٹوں کے لئے بہترین محلات بنانے میں کامیاب ہوجاؤں۔'' چنانچہ، وہ لوگ اس کے پاس رہنے لگے۔ دن رات لہو ولعب میں مشغول رہتے اور بادشاہ کو مشورہ دیتے کہ اس طرح محل بنواؤ، فلاں چیز اس کی آرائش کے لئے منگواؤ، فلاں معمار سے بنواؤ، الغرض روزانہ اسی طرح مشورے ہوتے اور عظیمُ الشان محلات بنانے کی ترکیبیں سوچی جاتیں۔ ایک رات وہ تمام لوگ لہو ولعب میں مشغول تھے کہ محل کی کسی جانب سے ایک غیبی آواز نے سب کو چونکا دیا۔ کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا: **''اے اپنی موت کو بھول کر عمارت بنانے والے! لمبی لمبی امیدیں چھوڑ دے کیونکہ موت لکھی جا چکی ہے۔ لوگ خواہ خود ہنسیں یا دوسروں کو ہنسائیں، بہرحال موت ان کے لئے لکھی جا چکی ہے اور بہت زیادہ امید رکھنے والے کے سامنے تیار کھڑی ہے۔ ایسے مکانات ہرگز نہ بنا جن میں تجھے رہنا ہی نہیں تو عبادت وریاضت اختیار کر، تاکہ تیرے گناہ معاف ہوجائیں۔''** بقول:

دِلا غافل نہ ہو یکدم، یہ دُنیا چھوڑ جانا ہے
باغیچے چھوڑ کر خالی، زمین اندر سمانا ہے
تو اپنی موت کو مت بھول، کر سامان چلنے کا
زمیں کی خاک پر سونا ہے، اینٹوں کا سرہانا ہے
جہاں کے شُغل میں شاغل، خدا کے ذکر سے غافل
کرے دعویٰ کہ یہ دنیا، مرا دائم ٹھکانا ہے

غلامؔ اک دَم نہ کر غفلت، حیاتی پر نہ ہو غُرّہ
خدا کی یاد کر ہر دم، کہ جس نے کام آنا ہے

اس غیبی آواز نے بادشاہ اور اس کے تمام ہمراہیوں کو خوف میں مبتلا کر دیا۔ بادشاہ نے اپنے دوستوں سے کہا: ''جو غیبی آواز میں نے سنی کیا تم نے بھی سنی؟'' سب نے یک زباں ہو کر کہا: ''جی ہاں! ہم نے بھی سنی ہے۔'' بادشاہ نے کہا: ''جو چیز میں محسوس کر رہا ہوں کیا تم بھی محسوس کر رہے ہو؟'' پوچھا: ''آپ کیا محسوس کر رہے ہیں؟'' کہا: ''میں اپنے دل پر کچھ بوجھ سا محسوس کر رہا ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ یہ میری موت کا پیغام ہے۔'' لوگوں نے کہا: ''ایسی کوئی بات نہیں، آپ کی عمر دراز اور اقبال بلند ہو! آپ پریشان نہ ہوں۔'' پھر بادشاہ نے لوگوں کی طرف توجہ نہ دی، اس کا دل چوٹ کھا چکا تھا۔ غیبی آواز نے اس کا سارا عیش ختم کر دیا تھا، وہ روتے ہوئے کہنے لگا: ''تم میرے بہترین دوست اور بھائی ہو، تم میرے لئے کیا کچھ کر سکتے ہو؟'' لوگوں نے کہا: ''عالی جاہ! آپ جو چاہیں حکم فرمائیں، آپ کا ہر حکم مانا جائے گا۔'' بادشاہ نے شراب کے تمام برتن توڑ ڈالے۔ اس کے بعد بارگاہِ خداوندی میں اس طرح عرض گزار ہوا:

''اے میرے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! میں تجھے اور یہاں موجود تیرے بندوں کو گواہ بنا کر تیری طرف رجوع کرتا اور اپنے تمام گناہوں اور زیادتیوں پر نادم ہو کر توبہ کرتا ہوں۔ اے میرے خالق عَزَّوَجَلَّ! اگر تُو مجھے دنیا میں کچھ مدت اور باقی رکھنا چاہتا ہے تو مجھے دائمی اطاعت و فرمانبرداری کی راہ پر چلا دے۔ اور اگر مجھے موت دے کر

اپنی طرف بلانا چاہتا ہے تو مجھ پر کرم کر دے اور اپنے کرم سے میرے گناہوں کو بخش دے۔" بادشاہ اسی طرح مصروفِ التجا رہا اور اس کا درد بڑھتا گیا۔ پھر اس نے ان کلمات کی تکرار شروع کر دی: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! موت، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! موت۔" بس یہی کلمات اس کی زبان پر جاری تھے کہ اس کی روح قفسِ عُنصُری سے پرواز کر گئی۔ اس دور کے فقہاء کرام رَحِمَہُمُ اللهُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن فرمایا کرتے تھے: "اس بادشاہ کا خاتمہ توبہ پر ہوا ہے۔"[1]

طولِ امل کے اسباب وعلاج:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگرچہ **طولِ امل** ایک لاعلاج مرض ہے مگر ہر مرض کے کئی اسباب ہوتے ہیں، اگر ان اسباب کو ختم کر دیا جائے تو وہ مرض بھی ختم ہوسکتا ہے، لہٰذا **طولِ امل** کے اسباب وعلاج پیشِ خدمت ہیں:

(1)......لمبی امیدوں کا پہلا سبب **حب دنیا** (یعنی دنیا کی محبت) ہے۔ جب بندہ دنیا سے اس قدر مانوس ہو جائے کہ دنیاوی خواہشات، لذتوں اور معاملات کا جدا ہونا اس کے دل پر ناگوار گزرے تو اس کا دل اس موت کے بارے میں غور وفکر سے رُک جاتا ہے جو دنیاوی خواہشات ولذتوں سے جدائی کا سبب ہے۔ جو چیز انسان کو ناپسند ہوتی ہے اُسے خود سے دُور کرنے کی کوشش کرتا ہے جبکہ یہی انسان بے کار قسم کی آرزوؤں میں مصروف نظر آتا ہے اور چاہتا ہے کہ ہر کام خواہشات کے مطابق ہو

[1]......عیون الحکایات، ج۲، ص۳۴۸ بتصرف قلیل۔

جائے۔لہٰذا دنیا میں ہمیشہ رہنا ہی اس کی **اصل چاہت** ہوتی ہےاوراسی وجہ سے مسلسل انہیں **خیالات** میں گھرا رہتا ہےاوراپنے دل میں گھر بار، بیوی بچے، دوست احباب، مال ودولت اور دیگر تمام اسباب کو**ضروری** سمجھتا ہےاور پھراسی سوچ پر اس کا دل جم جاتا ہےاور یوں موت کو بھول جاتا ہے۔

اس سبب کا **علاج** یہ ہے کہ قیامت کے دن اور اس میں پہنچنے والے سخت عذاب اور ملنے والے بہت بڑے ثواب پر ایمان لائے اور جب اس پر یقین **کامل** ہوجائے گا تو دل سے دنیا کی محبت نکل جائے گی کیونکہ عمدہ چیز کی محبت دل سے گھٹیا چیز کی محبت نکال دیتی ہےاور جب بندہ دنیا کو حقارت اور آخرت کو پسندیدہ نگاہوں سے دیکھے گا تو دنیا کی جانب توجہ کرنے میں **ناگواری** محسوس کرے گا اگرچہ مشرق و مغرب کی **بادشاہت** ہی اسے کیوں نہ دے دی جائے۔وہ کس طرح دنیا پر خوش ہوگا یا اس کے دل میں دنیا کی محبت جڑ بنا سکے گی؟ جبکہ اس کے دل میں تو آخرت پر ایمان پختہ ہو چکا ہے۔ہم **اللہ** عَزَّوَجَلَّ سے دعا کرتے ہیں کہ دنیا کو ہماری نظروں میں ایسی ہی وقعت دے جیسی اس نے اپنے نیک بندوں کی نظروں میں دی۔

(2)......لمبی امیدوں کا دوسرا سبب **جہالت** ہے۔جہالت یا تو یوں پائی جاتی ہے کہ انسان اپنی **جوانی** پر بھروسا کر کے یہ سمجھ بیٹھتا ہے کہ جوانی میں **موت** نہیں آئے گی اور بے چارہ اس بات پر غور نہیں کر پاتا کہ شہر بھر کے بوڑھوں کو شمار کیا جائے تو ان کی تعداد مَردوں کے دسویں حصہ کو بھی نہ پہنچے گی اور تعداد کم ہونے کی وجہ یہی ہے کہ

زیادہ تر لوگ جوانی میں ہی مَر جاتے ہیں۔ایک بوڑھا مرتا ہےتو ہزار بچے اور جوان مَر رہے ہوتے ہیں یا جہالت یوں پائی جاتی ہے کہ صحت مندر ہنے کی وجہ سے موت نہیں آئے گی اور اچانک موت آنے کو ایک آدھ واقعہ شمار کرتا ہے اور یہی اس کی جہالت ہے کہ یہ ایک واقعہ نہیں ہےاور اگر ایک آدھ واقعہ شمار کربھی لیا جائے تو بیماری کا اچانک ظاہر ہوجانا کچھ مشکل نہیں کیونکہ ہر بیماری اچانک آسکتی ہےاور جب انسان اچانک بیمار ہوسکتا ہےتو اچانک موت کا آنا ذرا بھی مشکل نہیں۔

اس کا علاج یہ ہے کہ اپنا ذہن یوں بنائے کہ دوسرے جس طرح مَرتے ہیں میں بھی مَروں گا، میرا جنازہ بھی اٹھایا جائے گا اور قبر میں ڈال دیا جائے گا شاید میری قبر کو ڈھانپ دینے والی سِلیں تیار ہوچکی ہوں گی۔ اس غفلت سے چھٹکارا حاصل نہ کرنا اور یوں ٹال مٹول کرتے رہنا سَراسَر جہالت ہے۔[1]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(17)...سوءِ ظن (یعنی بدگمانی)

سوءِظن یعنی بدگمانی کی تعریف:

شیخ طریقت امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ بدگمانی کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ''بدگمانی سے مراد یہ ہے کہ بلا دلیل دوسرے کے برے ہونے کا دل

1 ......احیاء العلوم، کتاب ذکر الموت، بیان السبب۔۔۔الخ، ج۵، ص ۲۰۱، ۲۰۲ ماخوذا۔

سے اِعتقادِ جازِم (یعنی یقین) کرنا۔''(1)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ٘-اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوْا وَ لَا یَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًاؕ-اَیُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ یَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِیْهِ مَیْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُؕ-وَ اتَّقُوا اللّٰهَؕ-اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیْمٌ(۱۲)﴾ (پ۲۶، الحجرات: ۱۲)

ترجمۂ کنزالایمان: ''اے ایمان والو بہت گمانوں سے بچو بے شک کوئی گمان گناہ ہوجاتا ہے اور عیب نہ ڈھونڈھو اور ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو کیا تم میں کوئی پسند رکھے گا کہ اپنے مرے بھائی کا گوشت کھائے تو یہ تمہیں گوارا نہ ہوگا اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔''

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْہَادِی ''خزائن العرفان'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''مومنِ صالح کے ساتھ بُرا گمان ممنوع ہے، اسی طرح اس کا کوئی کلام سن کر فاسد معنی مراد لینا باوجود یہ کہ اس کے دوسرے صحیح معنی موجود ہوں اور مسلمان کا حال ان کے موافق ہو، یہ بھی گمانِ بد میں داخل ہے۔ سفیان ثوری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا گمان دو طرح کا ہے، ایک وہ کہ دل میں آئے اور زبان سے بھی کہہ دیا جائے، یہ اگر مسلمان پر بدی کے ساتھ ہے

1 ......شیطان کے بعض ہتھیار، ص ۳۲۔

گناہ ہے، دوسرا یہ کہ دل میں آئے اور زبان سے نہ کہا جائے، یہ اگرچہ گناہ نہیں مگر اس سے بھی دل خالی کرنا ضرور ہے۔ **مسئلہ:** گمان کی کئی قسمیں ہیں، ایک واجب ہے وہ اللہ کے ساتھ اچھا گمان رکھنا ایک مستحب وہ مومن صالح کے ساتھ نیک گمان ایک ممنوع حرام وہ اللہ کے ساتھ بُرا گمان کرنا اور مومن کے ساتھ بُرا گمان کرنا ایک جائز وہ فاسقِ مُعلِن کے ساتھ ایسا گمان کرنا جیسے افعال اس سے ظہور میں آتے ہوں۔''

حدیث مبارکہ، مومن کی بدگمانی اللہ سے بدگمانی:

اُمُّ المؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا سے روایت ہے کہ **خَاتَمُ الْمُرْسَلِین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِین** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے اپنے بھائی کے متعلق بدگمانی کی بے شک اس نے اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ سے بدگمانی کی، کیونکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿اجْتَنِبُوْا كَثِیْرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫﴾ (پ۲۶، الحجرات: ۱۲) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''بہت گمانوں سے بچو۔''(1)

بدگمانی کا حکم:

تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کے مطبوعہ ۶۴ صفحات پر مشتمل رسالے ''بدگمانی'' صفحہ ۲۱ پر ہے: ''کسی شخص کے دِل میں کسی کے بارے میں بُرا گمان آتے ہی اسے گنہگار قرار نہیں دیا جائے گا کیونکہ محض دِل میں بُرا خیال آجانے کی بنا پر سزا کا حقدار ٹھہرانے کا مطلب

1 ...... کنز العمال، کتاب الاخلاق، ظن السوء، الجزء: ۳، ج ۲، ص ۱۹۹، حدیث: ۷۵۸۲۔

کسی اِنسان پر اس کی طاقت سے زائد بوجھ ڈالنا ہے اور یہ بات شرعی تقاضے کے خلاف ہے، **اللّٰہ تعالٰی** ارشاد فرماتا ہے: ﴿ **لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَاؕ** ﴾ (پ ۳، البقرۃ: ۲۸۶) **ترجمۂ کنزالایمان: ''اللّٰہ** کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔''

بدگُمانی کے حرام ہونے کی دوصُورتیں:

(1)...... **بدگمانی کو دل پر جمالینا:** شارح بخاری علامہ **بدرُالدین عینی** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی فرماتے ہیں: ''گُمان وہ حرام ہے جس پر گُمان کرنے والا مُصِر ہو (یعنی اصرار کرے) اور اسے اپنے دِل پر جمالے نہ کہ وہ گمان جو دِل میں آئے اور قرار نہ پکڑے۔''(1)

حجۃ الاِسلام اِمام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''(مسلمان سے) بدگُمانی بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح زبان سے برائی کرنا حرام ہے۔ لیکن بدگُمانی سے مُراد یہ ہے کہ دِل میں کسی کے بارے میں برا یقین کرلیا جائے، رہے دِل میں پیدا ہونے والے خدشات و وَسْوَسے تو وہ معاف ہیں بلکہ شک بھی معاف ہے۔''

مزید لکھتے ہیں: ''بدگُمانی کے پختہ ہونے کی پہچان یہ ہے کہ مظنون کے بارے میں تمہاری قَلْبی کَیفیَّت تبدیل ہوجائے، تمہیں اُس سے نفرت محسوس ہونے لگے، تم اُس کو بوجھ سمجھو، اس کی عزت واِکرام اور اس کے لئے فِکْر مند ہونے کے بارے میں سُستی کرنے لگو۔ نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جب تم کوئی بدگُمانی

(1)...... عمدۃ القاری، کتاب البر والصلۃ، باب ما ینھی۔۔۔الخ، ج ۱۵، ص ۲۱۸، تحت الحدیث: ۶۰۶۵۔

کر بیٹھو تو اس پر جمے نہ رہو۔‘‘[1] یعنی اسے اپنے دِل میں جگہ نہ دو، نہ کسی عمل کے ذریعے اس کا اِظہار کرو اور نہ اَعضاء کے ذریعے اس بدگُمانی کو پُختہ کرو۔[2]

مثلاً شیطان نے کسی شخص کے دِل میں کسی نیک شخص کے بارے میں رِیا کاری کا گُمان ڈالا تو اس اِسلامی بھائی نے اس گُمان کو فوراً جھٹک دیا اور اس مسلمان کے بارے میں مُخْلِص ہونے کا حسنِ ظن قائم کرلیا تو اب اس کی گَرِفت نہیں ہوگی اور نہ ہی یہ گنہگار ہوگا۔ اِس کے برعکس اگر دِل میں بدگُمانی آنے کے بعد اُس کو نہ جُھٹلایا اور وہ بدگُمانی اس کے دِل میں قرار پکڑے رہی حتی کہ یقین کے دَرَجے پر پہنچ گئی کہ فُلاں شخص ریا کار ہی ہے تو اب بدگُمانی کرنے والا گناہ گار ہوگا چاہے اس بارے میں زبان سے کچھ نہ بولے۔

(2)......بدگُمانی کو زبان پر لے آنا یا اس کے تقاضے پر عمل کر لینا: علامہ عبدالغنی نابلسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الْقَوِی لکھتے ہیں: ’’شک یا وہم کی بناء پر مؤمنین سے بدگُمانی اِس صورت میں حرام ہے جب اس کا اثر اَعضاء پر ظاہر ہو یعنی اس کے تقاضے پر عمل کرلیا جائے مثلاً اس بدگُمانی کو زبان سے بیان کر دیا جائے۔‘‘[3]

علامہ سیِّد محمود آلُوسی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الْقَوِی لکھتے ہیں: ’’جب بدگُمانی غیر اِختیاری ہو تو جس چیز کی مُمانَعت ہے، وہ اس کے تقاضے کے مطابق عمل کرنا ہے یعنی مظنون (یعنی

---

1 ......معجم کبیر، باب من اسمه الحارث، ج ۳، ص ۲۲۸، حدیث: ۳۲۲۷ ملتقطا۔

2 ......احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، بیان تحریم الغیبة بالقلب، ج ۳، ص ۱۸۶۔

3 ......الحدیقة الندیة، الخلق الرابع والعشرون من۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۱۳ ملخصًا۔

جس کے بارے میں دِل میں گُمان آئے) کو حقیر جاننا یا اس کی عیب گوئی کرنا یا اس بدگُمانی کو بیان کر دینا۔''(1)

مثلاً کسی نے دعوت کی اور دعوت میں نہ پہنچنے والے شخص نے ملاقات ہونے پر اپنا کوئی عُذر پیش کیا مگر دعوت کرنے والے کے دِل میں شیطان نے وَسوَسہ ڈالا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہے اور اُس نے اِس گُمان کی پیروی کرتے ہوئے فوراً بول دیا کہ تم جھوٹ بول رہے ہو تو ایسی بدگُمانی حرام ہے۔(2)

بدگمانی کیوں حرام ہے؟

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرت سیِّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''**بدگُمانی** کے حرام ہونے کی وجہ یہ ہے کہ دِل کے بھیدوں کو صِرف **اللہ تعالٰی** جانتا ہے، لہٰذا تمہارے لئے کسی کے بارے میں **بُرا گُمان** رکھنا اُس وَقْت تک جائز نہیں جب تک تم اُس کی بُرائی اِس طرح ظاہر نہ دیکھو کہ اس میں تاویل (یعنی بچاؤ کی دلیل) کی گنجائش نہ رہے، پس اُس وَقْت تمہیں لامُحالہ (یعنی ناچار) اُسی چیز کا یقین رکھنا پڑے گا جسے تم نے جانا اور دیکھا ہے اور اگر تم نے اُس کی برائی کو نہ اپنی آنکھوں سے دیکھا اور نہ ہی کانوں سے سنا مگر پھر بھی تمہارے دِل میں اس کے بارے میں بُرا گُمان پیدا ہو تو سمجھ جاؤ کہ یہ بات تمہارے دِل میں شیطان نے ڈالی

1 ......روح المعانی، پ ۲۶، الحجرٰت، تحت الآیۃ: ۱۲، ج ۲۶، ص ۴۲۹ ملخصاً۔

2 ......بدگمانی، ص ۱۲ بتصرف قلیل۔

ہے،اس وَقت تمہیں چاہئے کہ دِل میں آنے والے اُس گُمان کو جُھٹلا دو کیونکہ یہ (بدگمانی) سب سے بڑا فِسق ہے۔'' مزید لکھتے ہیں: ''یہاں تک کہ اگر کسی شخص کے منہ سے شَراب کی بُو آرہی ہو تو اُس کو شَرعی حد لگانا جائز نہیں کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اُس نے شراب کا گُھونٹ بھرتے ہی کُلّی کردی ہو یا کسی نے اُسے زبردستی شَراب پِلا دی ہو، جب یہ سب اِحتمالات (یعنی شُبہات) موجود ہیں تو (ثُبوتِ شَرعی کے بغیر) مَحض قَلْبی خَیالات کی بِنا پر تصدیق کردینا اور اس مسلمان کے بارے میں (شرابی ہونے کی) بدگُمانی کرنا جائز نہیں ہے۔''(1)

حکایت،بدگمانی کرنے والے سوداگر کی توبہ:

حضرت سیّدُنا عبدالله بن اَسعد یافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ القَوِی (حضرتِ سیّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الکَافِی کے دور کے) ایک صاحب علم و فضل کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ بغداد میں ایک سوداگر تھا جو اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللهُ تَعَالٰی کی شان میں بدکلامی کیا کرتا تھا۔ کچھ عرصہ بعد میں نے اسی شخص کو اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللهُ تَعَالٰی کی صُحبت میں دیکھا اور کسی نے مجھے بتایا کہ اس نے اپنی ساری دولت انہیں پر لُٹا دِی ہے۔ میں نے اس سوداگر سے اِس تبدیلی کی وجہ دریافت کی تو اس نے بتایا کہ میں غَلَطی پر تھا اور اس کا اِحساس مجھے اِس طرح ہوا کہ ایک مرتبہ جمعہ کی نَماز کے بعد میں نے حضرتِ سیّدُنا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللهِ الکَافِی کو دیکھا کہ بہت جلدی میں مسجد سے نکل رہے ہیں۔ میں

(1)......احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، بیان تحریم الغیبة بالقلب، ج ٣، ص ١٨٦ ۔

نے سوچا کہ دیکھوں تو سہی یہ شخص بڑا صوفی کہلاتا ہے اور تھوڑی دیر کے لئے مسجد میں رُکنے کو تیّار نہیں۔ سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر ان کے پیچھے پیچھے چلنے لگا تاکہ دیکھوں کہ وہ کہاں جاتے ہیں؟ سیِّدُنا بشر حافی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه بازار میں گئے، نان بائی سے نرم نرم روٹیاں خریدیں۔ میں نے سوچا صُوفی صاحب کو دیکھئے اپنے لیے نرم نرم روٹیاں لے رہے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے کباب والے سے ایک دِرہم کے کباب خریدے۔ یہ دیکھ کر میرا غصہ اور زیادہ بڑھ گیا۔ وہاں سے وہ حلوائی کی دُکان پر پہنچے اور ایک دِرہم کا فالُودہ لیا۔ میں نے دِل میں ٹھان لی کہ انہیں خریدنے دو، جب یہ اسے کھانے بیٹھیں گے تو میں اِن کا مزہ کِرکِرا کروں گا۔

سب چیزیں خریدنے کے بعد انہوں نے جنگل کی راہ لی۔ میں نے سوچا انہیں بیٹھ کر کھانے کے لئے شاید سبزہ زار اور پانی کی تلاش ہے چُنانچہ میں ان کے پیچھے لگا رہا حتیٰ کہ عَصر کے وقت آپ ایک گاؤں کی مسجد میں پہنچے، جہاں ایک بیمار آدمی موجود تھا۔ آپ اس کے سرہانے بیٹھ کر اسے کھانا کھلانے لگے۔ میں تھوڑی دیر کے لئے وہاں سے چلا گیا اور گاؤں کی سیر کو نکل گیا۔ جب میں واپس لوٹا تو سیِّدُنا بِشر حافی عَلَیْهِ رَحمَةُ اللهِ الْکَافِی وہاں نہیں تھے۔ میں نے اس بیمار سے آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ تو بغداد چلے گئے۔ میں نے پوچھا: ''بغداد یہاں سے کتنی دور ہے؟'' اس نے بتایا: ''تقریباً ۱۲۰ میل۔'' میری زبان سے نکلا: ''اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ'' مجھے اپنے کئے پر بہت پچھتاوا ہوا۔ میرے پاس

اتنے پیسے نہ تھے کہ سواری پر جاؤں اور نہ جسم میں اتنی سکت کہ پیدل جا سکوں۔ پھر اس بیمار شخص نے مجھے مشورہ دیا کہ سیِّدُ نا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی کے واپس تشریف لانے تک یہیں رہوں۔'' چنانچہ میں دوسرے جمعہ تک وہیں رکا رہا۔ اگلے جمعۃ المبارک سیِّدُ نا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی کھانا لے کر دوبارہ بیمار کے پاس پہنچے۔ جب آپ اسے کھانا کھلا چکے تو اس نے میرے متعلق آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کو بتاتے ہوئے کہا: ''اے ابونصر! یہ شخص گزشتہ جمعۃ المبارک سے آپ کے پیچھے یہاں آیا تھا اور ہفتہ بھر سے یہیں پڑا ہوا ہے، اسے واپس پہنچا دیجئے۔'' سیِّدُ نا بِشر حافی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْکَافِی نے جلال بھری نظروں سے میری طرف دیکھا اور پوچھا: ''تم میرے ساتھ کیوں آئے تھے؟'' میں نے کہا: ''حضور! مجھ سے غلطی ہوگئی۔'' فرمایا: ''میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔'' میں ان کے پیچھے چلتا رہا حتیٰ کہ مغرب کے وقت ہم شہر کے قریب جا پہنچے۔ انہوں نے میرے محلے کے بارے میں پوچھا اور میرے بتانے کے بعد فرمانے لگے: ''جاؤ اور دوبارہ ایسا نہ کرنا۔'' میں نے اسی وقت سے اولیائے کرام رَحِمَھُمُ اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن کے بارے میں بدگمانی سے توبہ کی اور ان کی صحبت بابرکت اِختیار کرلی اور اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسی پر قائم رہوں گا۔ (1)

بدگمانی کے سات علاج:

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد

---

1 ……روض الریاحین، الحکایۃ السابعۃ والثلاثون بعد المئتین، ص ۲۱۸ ملخصاً۔

الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے ”شیطان کے بعض ہتھیار“ صفحہ ۳۴ سے بدگمانی کے سات علاج پیش خدمت ہیں:

(1)......مسلمان کی خوبیوں پر نظر رکھئے: مسلمانوں کی خامیوں کی ٹٹول کے بجائے اُن کی خوبیوں پر نظر رکھئے ، جو ان کے متعلّق حسنِ ظن رکھتا ہے اُس کے دل میں راحتوں کا بَسیرا اور جس پر شیطان کا ہتھیار کام کر جائے اور وہ بدگمانی کی بُری عادت میں مبتلا ہو جائے ، اُس کے دل میں وَحشتوں کا ڈیرا ہوتا ہے۔

(2)......بدگمانی سے توجہ ہٹا دیجئے: جب بھی کسی مسلمان کے بارے میں دِل میں بُرا گُمان آئے تو اسے جھٹک دیجئے اور اس کے عمل پر اچھا گُمان قائم کرنے کی کوشش فرمائیے۔ مَثَلاً کسی اسلامی بھائی کو نعت یا بیان سنتے ہوئے روتا دیکھ کر آپ کے دِل میں اُس کے متعلّق رِیاکاری کی بدگمانی پیدا ہو تو فوراً اِس کے اِخلاص سے رونے کے بارے میں حُسنِ ظن قائم کر لیجئے۔ حضرتِ سیِّدُنا **مَکْحُول دِمَشْقِی** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: ”جب تم کسی کو روتا دیکھو تو خود بھی روؤ اور اُسے رِیاکار نہ سمجھو، میں نے ایک دَفعہ کسی شخص کے بارے میں یہ خیال کیا تو میں ایک سال تک رونے سے محروم رہا۔“(1)

خدا! بدگمانی کی عادت مٹا دے
مجھے حُسنِ ظن کا تو عادی بنا دے

(1) ......تنبیہ المغترین، الباب الثانی فی جملۃ اخری۔۔۔الخ، ومن اخلاقھم رقۃ قلوبھم۔۔۔الخ، ص ۱۰۷۔

(3)......**خود نیک بنئے تا کہ دوسرے بھی نیک نظر آئیں:** اپنی اِصلاح کی کوشش جاری رکھئے کیونکہ جو خود **نیک** ہو وہ دوسروں کے بارے میں بھی **نیک گمان** (یعنی اچھے خیالات) رکھتا ہے جبکہ جو خود **بُرا** ہو اُسے دوسرے بھی بُرے ہی دکھائی دیتے ہیں۔ عَرَبی مَقُولہ ہے: **اِذَا سَاءَ فِعْلُ الْمَرْءِ سَاءَتْ ظُنُوْنُه** یعنی جب کسی کے کام بُرے ہوجائیں تو اُس کے گُمان (یعنی خیالات) بھی بُرے ہوجاتے ہیں۔[1]

اِمامِ اَہلسنّت مُجَدِّدِ دِین ومِلّت مولانا شاہ امام **اَحمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن نَقل فرماتے ہیں: ''**خبیث گُمان خبیث دل ہی سے نکلتا ہے۔**''[2]

مِرا تن صفا ہو مِرا مَن صفا ہو
خدا! حُسنِ ظن کا خزانہ عطا ہو

(4)......**بُری صُحبت بُرے گمان پیدا کرتی ہے:** بُری صُحبت سے بچتے ہوئے نیک صُحبت اِختیار کیجئے، جہاں دوسری بَرَکتیں ملیں گی وَہیں بدگُمانی سے بچنے میں بھی مدد حاصِل ہوگی۔ حضرتِ سیِّدُنا بِشر بن حارِث رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: **صُحْبَةُ الْاَشْرَارِ تُوْرِثُ سُوْءَ الظَّنِّ بِالْاَخْيَارِ** یعنی بُروں کی صُحبت اچھوں سے **بدگُمانی** پیدا کرتی ہے۔[3]

بُری صحبتوں سے بچا یا الٰہی
تو نیکوں کا سَنگی بنا یا الٰہی

1 ......فیض القدیر، حرف الهمزة، ج ۳، ص ۱۵۷۔
2 ......فتاوٰی رضویہ، ج ۲۲، ص ۴۰۰۔
3 ......الرسالة القشيرية، باب الصحبة، ص ۳۲۸۔

(5)......کسی سے بدگمانی ہوتو عذاب الٰہی سے خود کو ڈرایئے: جب بھی دِل میں کسی مسلمان کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوتو خود کو بدگمانی کے انجام اور عذابِ الٰہی سے ڈرایئے۔ پارہ ۱۵ سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۳۶ میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا فرمانِ عبرت نشان ہے:﴿وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓىٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا۝۳۶﴾ **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور اس بات کے پیچھے نہ پڑ جس کا تجھے علم نہیں بے شک کان اور آنکھ اور دل ان سب سے سوال ہونا ہے۔'' کسی کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوتو اپنے آپ کو اِس طرح ڈرایئے کہ بڑا عذاب تو دُور رہا میری حالت تو یہ ہے کہ جہنّم کا سب سے ہلکا عذاب بھی برداشت نہیں کرسکوں گا۔آہ! ہلکا عذاب بھی کس قدر ہولناک ہے! بخاری شریف میں حضرتِ سیِّدُنا ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْهُمَا سے روایت ہے، رسولِ اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ''دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب جس کو ہوگا اُسے آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے جن سے اُس کا دماغ کھولنے لگے گا۔''(1)

جہنّم سے مجھ کو بچا یا الٰہی
مجھے نیک بندہ بنا یا الٰہی

(6)......کسی کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوتو اپنے لئے دعا کیجئے: جب بھی کسی

(1)......بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار، ج ۴، ص ۲۶۲، حدیث: ۶۵۶۱۔

کے بارے میں ''بدگمانی'' ہونے لگے تو اپنے پیارے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں یوں دُعا مانگئے: یاربِّ مصطفےٰ عَزَّوَجَلَّ! تیرا یہ کمزور بندہ دُنیا وآخرت کی تباہی سے بچنے کے لئے اِس بدگُمانی سے اپنے دِل کو بچانا چاہتا ہے۔ یا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے شیطان کے خطرناک ہتھیار ''بدگُمانی'' سے بچالے۔ مجھے ''حسنِ ظن'' جیسی عظیم دولت عطا فرمادے، اے میرے پیارے پیارے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنے خوف سے معمور دِل، رونے والی آنکھ اور لرزنے والا بدن عطا فرما۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

(7)......جس کے لئے بدگُمانی ہو اُس کے لئے دعائے خیر کیجئے: جب بھی کسی اِسلامی بھائی کے لئے دِل میں **بدگُمانی** آئے تو اُس کے لئے دُعائے خیر کیجئے اور اُس کی عزّت واِکرام میں اضافہ کردیجئے۔ حُجَّۃُ الْاِسلام حضرت سیِّدُنا امام ابوحامد محمد بن محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی ارشاد فرماتے ہیں: ''جب تمہارے دِل میں کسی مسلمان کے بارے میں **بدگُمانی** آئے تو تمہیں چاہیے کہ اس کی رعایت (یعنی عزّت وآؤ بھگت وغیرہ) میں اِضافہ کردو اور اس کے لئے دُعائے خیر کرو، کیونکہ یہ چیز شیطان کو غُصّہ دِلاتی ہے اور اُسے (یعنی شیطان کو) تم سے دُور بھگاتی ہے، یوں شیطان دوبارہ تمہارے دِل میں بُرا گُمان ڈالتے ہوئے ڈرے گا کہ کہیں تم پھر اپنے بھائی کی رِعایت اور اُس کے لئے دُعائے خیر میں **مشغول** نہ ہوجاؤ۔''(1)

(1)......احیاء العلوم، کتاب آفات اللسان، بیان تحریم الغیبة بالقلب، ج ۳، ص ۱۸۷۔

مجھے غیبت و چغلی و بد گمانی
کی آفات سے تُو بچا یاالٰہی
(وسائلِ بخشش، ص۸۰)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(18)...عِنَادِ حَق

عناد حق کی تعریف:

''کسی (دینی) بات کو درست جاننے کے باوجود ہٹ دھرمی کی بناء پر اس کی مخالفت کرنا عناد حق کہلاتا ہے۔''(1)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشادفرماتا ہے: ﴿ اَلْقِیَا فِیْ جَهَنَّمَ كُلَّ كَفَّارٍ عَنِیْدٍ ﴾ (پ۲۶، ق: ۲۴) ترجمۂ کنزالایمان: ''حکم ہوگا تم دونوں جہنّم میں ڈال دو ہر بڑے ناشکرے ہٹ دھرم کو۔''

حدیث مبارکہ، دو آنکھوں والی جہنمی گردن:

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''قیامت کے دن جہنم کی آگ سے ایک گردن نکلے گی ،جس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گی ، دو کان ہوں گے

1 ......الحدیقة الندیة، الخلق الثانی و الخمسون ۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۱۶۲ ۔

جن سے وہ سنے گی، ایک زبان بھی ہوگی جس سے وہ کلام کرے گی اور وہ کہے گی: میں تین طرح کے لوگوں کو عذاب دینے کے لیے مسلط کی گئی ہوں: سرکش اور ہٹ دھرم پر، جو اللّٰہ کے ساتھ غیر اللّٰہ کو ملائے اور تصویریں بنانے والوں پر۔"[1]

عنادِ حق کے بارے میں تنبیہ:

عنادِ حق یعنی کسی دینی بات کو درست جاننے کے باوجود ہٹ دھرمی کی بنا پر اس کی مخالفت کرنا نہایت ہی مذموم، قبیح اور حرام فعل ہے، نیز عنادِ حق دنیا و آخرت کی تباہی و بربادی کا بھی سبب ہے لہٰذا ہر مسلمان کو اس سے بچنا لازم ہے۔

حکایت، سب سے پہلے شیطان نے عنادِ حق کیا:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سب سے پہلے شیطان نے عنادِ حق کیا۔ چنانچہ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۹۷ صفحات پر مشتمل کتاب "تکبر" صفحہ ۱۰ پر ہے: "اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی تخلیق (یعنی پیدائش) کے بعد تمام فرشتوں اور اِبلیس (شیطان) کو حکم دیا کہ اِن کو سجدہ کریں تو تمام فرشتوں نے حکمِ خداوندی کی تعمیل میں سجدہ کیا۔ فِرشتوں میں سب سے پہلے سجدہ کرنے والے حضرتِ سیِّدُنا جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام، پھر حضرتِ سیِّدُنا میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام، پھر حضرتِ سیِّدُنا اِسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام، پھر حضرتِ سیِّدُنا عِزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام اور پھر دیگر مُقرَّب

---

1 ......ترمذی، کتاب صفۃ جھنم، باب ماجاء فی صفۃ النار، ج ۴، ص ۲۵۹، حدیث: ۲۵۸۳۔

فرشتے تھے۔ فرشتوں نے یہ سجدہ جمعہ کے روز وقتِ زَوال سے عَصر تک کیا۔ مگر اِبلیس لعین نے انکار کردیا اور تکبر کرکے کافِروں میں سے ہوگیا۔ جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اِبلیس سے اُس کے اِنکار کا سبب دریافت فرمایا تو وہ اَکڑ کر کہنے لگا: ﴿ **اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۚ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ** ﴿۷۶﴾ ﴾ (پ ۲۳، ص: ۷۶) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔'' اِس سے اِبلیس کی فاسِد مُراد یہ تھی کہ اگر حضرتِ سیِّدُنا آدم **صَفِيُّ اللّٰه** عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام آگ سے پیدا کئے جاتے اور میرے برابر بھی ہوتے جب بھی میں انہیں سجدہ نہ کرتا چہ جائیکہ ان سے بہتر ہوکر اِن کو سجدہ کروں۔ (**مَعَاذَ الله** عَزَّوَجَلَّ) اِبلیس کی اِس سرکشی، نافرمانی اور **تَکَبُّر** پر اُس کی حسین صورت ختم ہوگئی اور وہ بدشکل رُوسیاہ ہوگیا، اُس کی نُورانیت سَلْب کرلی گئی۔ **اللہ** ربُّ العزت جَلَّ جَلَالُہٗ نے اِبلیس کو اپنی بارگاہ سے دُھتکارتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ﴿ **فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ** ﴿۷۷﴾ ﴾ (پ ۲۳، ص: ۷۷) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''تُو جنت سے نکل جا کہ تُو راندھا (لعنت کیا) گیا۔''

عنادحق کے پانچ اسباب وعلاج:

(1)......**عنادِ حق** کا پہلا سبب **تکبر** ہے، یہ ہی شیطان کی بربادی کا سبب بنا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ تکبر کے نقصانات اور تباہ کاریوں پر غور کرے کہ تکبر کرنے والا شخص **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کو سخت ناپسند ہے، تکبر کرنے والے شخص سے خود **رسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نفرت کا اظہار فرمایا، تکبر کرنے والے کو بدترین شخص قرار دیا گیا ہے، متکبرین کو کل بروز قیامت ذلت ورسوائی کا سامنا ہوگا، رحمت الٰہی سے محروم ہونے والے بدنصیبوں میں متکبر بھی ہوگا، متکبر کے لیے سب سے بڑی رسوائی یہ ہوگی کہ وہ جنت میں ابتداءً داخل نہ ہوسکے گا، وغیرہ وغیرہ۔ جب بندہ تکبر کے ان نقصانات کو اپنے پیش نظر رکھے گا تو اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ تکبر جیسے موذی مرض سے نجات حاصل ہوگی اور اس کی وجہ سے عنادِ حق جیسے موذی مرض سے بچاؤ کی صورت بھی پیدا ہوجائے گی۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

(2)......**عنادِ حق کا دوسرا سبب ناجائز ذرائع سے مال ودولت حاصل کرنے کی خواہش ہے۔** اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ وقتی فائدے کے لیے عذاب آخرت کے دائمی نقصان کو پیش نظر رکھے، اپنے اندر خوفِ خدا پیدا کرے، رحمت الٰہی پر بھروسہ کرتے ہوئے حق بات کی تائید کرے خواہ اِس میں دُنیوی نقصان ہی کیوں نہ اٹھانا پڑے۔

(3)......**عنادِ حق کا تیسرا سبب حب دنیا ہے۔** اسی وجہ سے بندہ جائز کو ناجائز اور ناجائز کو جائز ثابت کرنے پر اتر آتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو حب دنیا سے بچائے، حب دنیا کی مذمت کو پیش نظر رکھے۔

(4)......**عنادِ حق کا چوتھا سبب خود پسندی ہے۔** جو اپنی رائے یا مشورے کو ''حتمی'' اور ''ناقابل رد'' سمجھتے ہیں بعض اوقات حق بات کی تائید کرنا اُن کے لیے مشکل ہوجاتا ہے اور وہ اسے اپنی اَنا کا مسئلہ بنا کر حق بات کی مخالفت شروع کردیتے

ہیں۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی رائے یا مشورے کو کبھی بھی کامل تصور نہ کرے، بلکہ جب بھی مشورہ پیش کرے تو اسے ناقص سمجھ کر ہی پیش کرے کہ قبول ہو گیا تو خوشی ہوگی اور رد کر دیا گیا تو افسوس نہیں ہوگا کہ پہلے ہی ناقص سمجھ کر پیش کیا تھا۔

(5)......**عنادِ حق** کا پانچواں سبب **طلب شہرت** ہے۔کسی بات کا حق ہونا روز روشن کی طرح واضح ہو اس کے باوجود مُخَالَفت میں اپنا باطِل اور غَلَط مُوَقَّف پیش کرنے سے بھی شہرت حاصل کی جاتی ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ طلب شہرت کی مذمت پر غور کرے کہ جو شخص بھی طلب شہرت کے لیے کوئی عمل کرے گا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ذلیل ورسوا فرمائے گا،طلب شہرت ایک ایسا موذی مرض ہے جو بہت سے گناہوں کا سبب بنتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ طلب شہرت سے نجات حاصل ہوگی اور پھر عنادِ حق سے بھی چُھٹکارا حاصل ہوگا۔اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(19)...اصرار باطل

اصرار باطل کی تعریف:

”نصیحت قبول نہ کرنا، اہل حق سے بغض رکھنا اور ناحق یعنی باطل اور غلط بات پر ڈٹ کر اہل حق کو اذیت دینے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دینا **اِصرار باطل** کہلاتا ہے۔“(1)

---

(1)......الحدیقۃ الندیۃ، الثالث والخمسون۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۱۶۴ ملتقطاً۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَيۡلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيۡمٍ ۙ﴿۷﴾ يَّسۡمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتۡلٰى عَلَيۡهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسۡتَكۡبِرًا كَاَنۡ لَّمۡ يَسۡمَعۡهَا ۚ فَبَشِّرۡهُ بِعَذَابٍ اَلِيۡمٍ ﴿۸﴾﴾ (پ ۲۵، الجاثیۃ: ۷، ۸) ترجمۂ کنزالایمان: ''خرابی ہے ہر بڑے بہتان ہائے گنہگار کے لیے، اللہ کی آیتوں کو سنتا ہے کہ اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر ہٹ پر جمتا ہے غرور کرتا گویا انہیں سُنا ہی نہیں تو اُسے خوشخبری سناؤ دردناک عذاب کی۔''

مفسر شہیر حکیم الامت مولانا مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اپنی تفسیر ''نور العرفان'' میں ''پھر ہٹ پر جمتا ہے'' کے تحت فرماتے ہیں: ''معلوم ہوا کہ تکبر وہٹ دھرمی ایمان سے روکنے والی آڑ ہیں۔''

حدیث مبارکہ، گناہوں پر ڈٹے رہنے والے کی ہلاکت:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمرو بن عاص رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ مَخْزنِ جود وسخاوت، پیکرِ عظمت وشرافت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''ہلاکت وبربادی ہے ان کے لئے جو نیکی کی بات سن کر اُسے جھٹلا دیتے ہیں اور اُس پر عمل نہیں کرتے اور ہلاکت وبربادی ہے اُن کے لئے جو جان بوجھ کر گناہوں پر ڈٹے رہتے ہیں۔''(1)

(1) ......مسند احمد، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، ج ۲، ص ۶۸۲، حدیث: ۷۰۶۲۔

اصرار باطل کے بارے میں تنبیہ:

اِصرار باطل یعنی نصیحت قبول نہ کرنا، اہل حق سے بُغض رکھنا اور ناحق یعنی باطل اور غلط بات پر ڈٹ کر اہل حق کو اذیت دینے کا کوئی موقعہ ہاتھ سے نہ جانے دینا نہایت ہی مذموم، قبیح یعنی برا اور حرام فعل ہے، اس سے ہر مسلمان کو بچنا لازم ہے۔

حکایت، بدبختی کی انوکھی مثال:

منقول ہے کہ فرعون زمین میں سرکشی کے ساتھ ساتھ خدائی کا بھی دعوے دار تھا۔ اس نے اپنی قوم کو دریائے نیل کے ذریعے گمراہ کر رکھا تھا وہ یوں کہ جب ''یَوْمِ نَیْرُوْز'' (یعنی آتش پرستوں کی عید کا دن) آتا اور دریائے نیل انتہائی ٹھاٹھیں مارنے لگتا تو لوگوں میں یہ اعلان کر دیا جاتا کہ تمہارے لئے فرعون نے دریائے نیل کو پُرجوش کر دیا ہے لہٰذا تم اسے سجدہ کرو تو جاہل لوگ اس کی بات پر یقین کرتے ہوئے اُسے سجدہ کرتے۔ ایک سال دریائے نیل کا پانی کم ہونا شروع ہوا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے پُرشور موجیں مارنے کی اجازت نہ دی۔ لوگ بھوک کے سبب نڈھال ہو گئے اور قحط میں مبتلا ہو گئے۔ چنانچہ پوری قوم اکٹھی ہو کر فرعون کے پاس گئی اور اس سے مطالبہ کیا کہ ''ہمارے اہل وعیال، اولاد اور جانور سب ہلاک ہوئے جا رہے ہیں، اگر تم ہمارے خدا ہو تو دریائے نیل کا پانی جاری کر دو۔'' تو اس نے جواب دیا: ''ایسا ہی ہوگا۔'' پھر وہ اُونی لباس، بالوں کی بنی ہوئی ٹوپی اور راکھ بھری تھیلی لے کر ایک ''مقیاس'' نامی مشہور ومعروف ویران جزیرے کی طرف چلا گیا اور حکم دیا کہ

اس کی رعایا اور قوم میں سے کوئی شخص اس کے پیچھے نہ آئے۔

پھر اس نے جزیرے میں داخل ہوتے ہی شاہی لباس اور سر کا تاج اُتار کر اونی لباس اور بالوں سے بنی ہوئی ٹوپی پہن لی اور راکھ زمین پر بکھیر کر اس پر لوٹ پوٹ ہونے لگا اور روتے ہوئے بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں سجدہ ریز ہوگیا اور اپنا چہرہ راکھ پر لت پت کرتے ہوئے کہنے لگا: ''اے میرے مالک ومولیٰ! میں جانتا ہوں کہ تو ہی زمین وآسمان کا مالک اور اوّلین وآخرین کا معبود ہے۔لیکن مجھ پر بدبختی غالب آگئی، میں تیری نافرمانی وسرکشی میں بہت آگے بڑھ گیا۔تُو میرا معبود ہے اور میں تیرا بندہ ہوں،تو نے میرے متعلق جو فیصلہ فرمادیا،فرمادیا۔مولیٰ! اب مجھے میری قوم میں ذلیل ورسوانہ کر اور تو ہی سب سے بڑھ کر کرم فرمانے والا ہے۔''

ابھی فرعون کی بات پوری نہ ہوئی تھی کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے اسی وقت دریائے نیل کو جاری ہونے کا حکم دے دیا اور اسے فرمایا کہ جہاں تک فرعون جائے وہ بھی اس کے ساتھ ساتھ چلے۔ چنانچہ فرعون واپس اپنی قوم میں اس حالت میں جا رہا تھا کہ دریا کا پانی اس کے دامن کو تر کرتے ہوئے ساتھ ساتھ جا رہا تھا اور لوگ اپنی آستینوں کو پانی اور کیچڑ میں ڈبو کر خوشی سے ایک دوسرے کو مار رہے تھے۔اس وقت سے اب تک مصر میں خوشی منانے کا یہ طریقہ رائج ہے اور اہلِ مصر اِسے یومِ نوروز یعنی دریائے نیل کی طُغیانی کا دن کہتے ہیں۔ (1)

---

(1)......حکایتیں اور نصیحتیں، ص ۳۷۳۔

اصرار باطل کے سات اسباب وعلاج:

(1)......**اصرار باطل** کا پہلا سبب **تکبر** ہے کہ اکثر تکبر کے سبب ہی بندہ اصرار باطل جیسی آفت میں مبتلا ہوجاتا ہے، اسی سبب کی وجہ سے شیطان اصرار باطل میں مبتلا ہوکر دائمی ذلت وخواری کا حق دارقرار پایا۔ اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ شیطان کے انجام پر غور کرے، تکبر کا **علاج** کرے اور اپنے اندر عاجزی پیدا کرے۔ تکبر کی تباہ کاریوں، اس کے **علاج** اور اس سے **متعلق** مزید معلومات کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ''**تکبر**'' کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔

(2)......**اصرارِ باطل** کا دوسرا سبب **بغض وکینہ** ہے۔ اسی سبب کی وجہ سے بندہ حق قبول کرنے میں پس وپیش سے کام لیتا ہے اور اپنی غلطی کو تسلیم نہیں کرتا۔ اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ بزرگان دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِیْن کی سیرتِ طیبہ کے اِس پہلو کو مدنظر رکھے کہ بزرگان دین یہ نہیں دیکھتے تھے کہ ''کون کہہ رہا ہے؟'' بلکہ یہ دیکھتے تھے کہ ''کیا کہہ رہا ہے'' نیز اپنے سینے کو مسلمانوں کے بغض وکینے سے پاک رکھنے کی کوشش کرے۔

(3)......**اصرارِ باطل** کا تیسرا سبب **ذاتی مفادات کی حفاظت** ہے۔ کیوں کہ جب بندہ یہ محسوس کرتا ہے کہ ''حق کی تائید کرنے سے ذاتی مفادات خطرے میں پڑ جائیں گے جب کہ غلط کام پر اڑے رہنے سے میری ذات کو خاطر خواہ فائدہ ہوگا۔'' یہ ذہن میں رکھ کر بندہ اس غلط کام کے لیے اپنی تمام تر توانائی صرف کرنے پر تیار ہو جاتا ہے۔ اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا اور حق کی تائید کو ذاتی مفادات

پر مقدم رکھے اور یہ ذہن بنائے کہ ''ذاتی فائدے کے لیے غلط بات پر ڈٹے رہنے سے عارضی نفع تو حاصل کرنا ممکن ہے لیکن **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی کے سبب رحمت الٰہی اوراس کی دیگر نعمتوں سے محروم کردیا گیا تو میرا کیا بنے گا؟''

(4)......**اصرارِ باطل کا چوتھا سبب طلب شہرت ونا موری ہے۔** بعض لوگ بدنامی کے ذریعے نام کما کر سستی شہرت حاصل کرتے ہیں چونکہ اصرارِ باطل بھی سستی شہرت حاصل کرنے کا ذریعہ ہے لہٰذا اس میں زیادہ رغبت پائی جاتی ہے۔ **اس کا علاج** یہ ہے کہ بندہ یہ سوچے کہ ''غلط بات پر ڈٹے رہنے سے لوگوں میں وقتی شہرت تو مل جائے گی لیکن اُن کے دلوں سے میری قدرو منزلت بالکل ختم ہو جائے گی، کیا یہ بہتر نہیں کہ اپنی غلطی تسلیم کرکے اور حق بات کو تسلیم کرکے **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی رضا حاصل کی جائے، اس طرح **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ مجھے دنیا وآخرت میں سُرخُرو فرمائے گا۔''

(5)......**اصرارِ باطل کا پانچواں سبب ہاں میں ہاں ملانے اور چاپلوسی کرنے کی عادت ہے۔** **اِس کا علاج** یہ ہے کہ بندہ **تَمَلُّق** (یعنی چاپلوسی) کے نقصانات پیش نظر رکھے کہ چاپلوسی ایک قبیح اور معیوب کام ہے، چاپلوس شخص کی کوئی بھی دل سے عزت نہیں کرتا، چاپلوسی کا انجام ذلت ورسوائی ہے، چاپلوسی کی وجہ سے بسا اوقات کسی مسلمان کا شدید نقصان بھی ہو جاتا ہے، چاپلوسی میں اکثر اوقات بندہ جھوٹ جیسے کبیرہ گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

(6)......**اصرارِ باطل کا چھٹا سبب اطاعت الٰہی کو ترک کردینا ہے۔** **اس کا علاج**

یہ ہے کہ بندہ اطاعت الٰہی کو مقدم رکھے کیوں کہ بعض صورتوں میں اس سبب کا نتیجہ ایمان کی بربادی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

(7)......**اصرارِ باطل** کا ساتواں سبب **اتباعِ نفس** ہے کیوں کہ بعض اوقات بندہ اپنی انانیت کی وجہ سے غلط بات پر جم جاتا ہے اور کسی طرح بھی اس سے دست بردار ہونے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ نفس کی اس چال کو ناکام بناتے ہوئے حق بات کی تائید کرے اور اس حوالے سے اپنے نفس کی تربیت بھی کرے اور وقتاً فوقتاً نفس کا محاسبہ بھی کرتا رہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(20)...مکروفریب

مکروفریب کی تعریف:

''وہ فعل جس میں اس فعل کے کرنے والے کا باطنی اِرادہ اس کے ظاہر کے خلاف ہو مکر کہلاتا ہے۔''(1)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ اِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ ؕ وَ یَمْكُرُوْنَ وَ یَمْكُرُ اللّٰهُ ؕ وَ اللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ ۝۳۰﴾ (پ ۹، الانفال: ۳۰) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور اے

(1)......فیض القدیر، حرف المیم، ج ۶، ص ۲۵۸، تحت الحدیث: ۹۲۳۳۔

محبوب یادکرو جب کافر تمہارے ساتھ مکر کرتے تھے کہ تمہیں بند (قید) کرلیں یا شہید کردیں یا نکال (جلاوطن کر) دیں اور وہ اپنا سا مکر کرتے تھے اور اللہ اپنی خفیہ تدبیر فرماتا تھا اور اللہ کی خفیہ تدبیر سب سے بہتر۔''

صدرالافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی ''خزائن العرفان'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اس میں اس واقعہ کا بیان ہے جو حضرت ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا نے ذکر فرمایا کہ کُفّارِ قریش دارالندوہ (کمیٹی گھر) میں رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نسبت مشورہ کرنے کے لئے جمع ہوئے اور ابلیسِ لعین ایک بُڈھے کی صورت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں شیخِ نجد ہوں، مجھے تمہارے اس اجتماع کی اطلاع ہوئی تو میں آیا مجھ سے تم کچھ نہ چھپانا، میں تمہارا رفیق ہوں اور اس معاملہ میں بہتر رائے سے تمہاری مدد کروں گا، انہوں نے اس کو شامل کرلیا اور سیدِ عالَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے متعلق رائے زنی شروع ہوئی، ابوالبختری نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ **محمد** (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو پکڑ کر ایک مکان میں قید کردو اور مضبوط بندشوں سے باندھ دو، دروازہ بند کردو، صرف ایک سوراخ چھوڑ دو جس سے کبھی کبھی کھانا پانی دیا جائے اور وہیں وہ ہلاک ہوکر رہ جائیں۔ اس پر شیطانِ لعین جو شیخِ نجدی بنا ہوا تھا بہت ناخوش ہوا اور کہا نہایت ناقص رائے ہے، یہ خبر مشہور ہوگی اور ان کے اصحاب آئیں گے اور تم سے مقابلہ کریں گے اور ان کو تمہارے ہاتھ سے چُھڑا لیں گے۔ لوگوں نے کہا شیخِ نجدی ٹھیک کہتا ہے پھر ہشام بن عمرو کھڑا ہوا

اس نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ان کو (یعنی محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو) اونٹ پر سوار کر کے اپنے شہر سے نکال دو پھر وہ جو کچھ بھی کریں اس سے تمہیں کچھ ضَرر نہیں۔ ابلیس نے اس رائے کو بھی ناپسند کیا اور کہا جس شخص نے تمہارے ہوش اُڑا دیئے اور تمہارے دانشمندوں کو حیران بنا دیا اس کو تم دوسروں کی طرف بھیجتے ہو، تم نے اس کی شیریں کلامی، سیف زبانی، دل کشی نہیں دیکھی ہے اگر تم نے ایسا کیا تو وہ دوسری قوم کے قلوب تسخیر کر کے ان لوگوں کے ساتھ تم پر چڑھائی کریں گے۔ اہلِ مجمع نے کہا شیخِ نجدی کی رائے ٹھیک ہے اس پر ابوجہل کھڑا ہوا اور اس نے یہ رائے دی کہ قریش کے ہر ہر خاندان سے ایک ایک عالی نسب جوان منتخب کیا جائے اور ان کو تیز تلواریں دی جائیں، وہ سب یکبارگی حضرت پر حملہ آور ہو کر قتل کر دیں تو بنی ہاشم قریش کے تمام قبائل سے نہ لڑسکیں گے۔ غایت یہ ہے کہ خون کا معاوضہ دینا پڑے وہ دے دیا جائے گا۔ ابلیسِ لعین نے اس تجویز کو پسند کیا اور ابوجہل کی بہت تعریف کی اور اسی پر سب کا اتفاق ہو گیا۔ حضرتِ جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے سیدِ عالم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ گزارش کیا اور عرض کیا کہ حضور اپنی خواب گاہ میں شب کو نہ رہیں، **اللہ تعالٰی** نے اِذن دیا ہے مدینہ طیبہ کا عزم فرمائیں۔ حضور نے علی مرتضیٰ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ) کو شب میں اپنی خواب گاہ میں رہنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ ہماری چادر شریف اوڑھو تمہیں کوئی ناگوار بات پیش نہ آئے گی اور حضور دولت سرائے اقدس سے باہر تشریف لائے اور ایک مشتِ خاک دستِ مبارک میں لی اور آیت: ﴿اِنَّا جَعَلْنَا

فِیۡٓ اَعۡنَاقِہِمۡ اَغۡلٰلًا ﴾ پڑھ کر محاصرہ کرنے والوں پر ماری، سب کی آنکھوں اور سروں پر پہنچی، سب اندھے ہوگئے اور حضور کو نہ دیکھ سکے اور حضور مع ابوبکر صدیق کے غارِ ثور میں تشریف لے گئے اور حضرت علی مرتضٰی کو لوگوں کی امانتیں پہنچانے کے لئے مکّۂ مکرّمہ میں چھوڑا۔ مشرکین رات بھر سیدِ عالم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی دولت سرائے کا پہرہ دیتے رہے، صبح کو جب قتل کے ارادہ سے حملہ آور ہوئے تو دیکھا کہ حضرت علی ہیں، ان سے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو دریافت کیا گیا کہ کہاں ہیں انہوں نے فرمایا کہ ہمیں معلوم نہیں تو تلاش کے لئے نکلے جب غار پر پہنچے تو مکڑی کے جالے دیکھ کر کہنے لگے کہ اگر اس میں داخل ہوتے تو یہ جالے باقی نہ رہتے۔ حضور اس غار میں تین روز ٹھہرے پھر مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔"

حدیث مبارکہ، مکروفریب کرنے والا ملعون ہے:

امیر المومنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "جو کسی مومن کو ضرر پہنچائے یا اس کے ساتھ مکر اور دھوکہ بازی کرے وہ ملعون ہے۔"[1]

مکروفریب کا حکم:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۲۰۷ صفحات پر مشتمل کتاب "جہنم کے خطرات" صفحہ ۱۷۱ پر ہے: "مسلمانوں کے ساتھ مکر یعنی دھوکہ بازی

1 ......ترمذی، کتاب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الخیانۃ والغش، ج ۳، ص ۳۷۸، حدیث: ۱۹۴۸۔

اور دغابازی کرنا قطعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے جس کی سزا جہنم کا عذاب عظیم ہے۔''

حکایت، بابا دل دیکھتا ہے:

ایک اسلامی بھائی نے بتایا کہ تقریباً ۱۹۹۸ کی بات ہے کہ میں جوتوں کی دکان میں نوکری کرتا تھا۔ ایک دن صبح کے وقت ایک شخص دکان میں آیا جس نے گلے میں موتیوں والی مالا ڈالی ہوئی تھی اور سر پر رومال اوڑا ہوا تھا، لباس بھی صاف ستھرا تھا، ہاتھوں میں کئی انگوٹھیاں تھیں۔ وہ آکر سیٹھ کی سامنے والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس سے پہلے کہ ہم اس سے کچھ معلوم کرتے، سیٹھ نے خود ہی اس سے پوچھا: ''بابا کیا چاہیے؟'' مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا بلکہ سیٹھ کو گھورنے لگا، سیٹھ کے بار بار پوچھنے کے باوجود وہ بابا خاموش ہی رہا۔ سیٹھ نے ایک بار پھر پوچھا: ''بابا کیا لینا ہے؟'' اب وہ بابا دھیمے اور پراسرار لہجے میں بولا: ''بابا تیری قمیص لے گا، بول دے گا؟'' سیٹھ گھبرا گیا اور بولا: ''بابا میری قمیص پرانی ہے میں نئی قمیص منگوا دیتا ہوں۔'' مگر بابا بولا: ''نہیں، تیری ہی قمیص لے گا، بول دے گا؟''

آخر سیٹھ نے پریشان ہو کر قمیص اتارنا چاہی تو وہ بابا فوراً بولا: ''رہنے دے! بابا دل دیکھتا ہے۔'' پھر کچھ دیر خاموش رہ کر بولا: ''بابا تیرے جوتے لے گا، بول! دے گا؟'' سیٹھ بولا: ''بابا! میرے جوتے بہت پرانے ہیں نئے جوتے دے دیتا ہوں۔'' وہ بولا: ''نہیں! بابا تیرے ہی جوتے لے گا، بول! دے گا؟'' سیٹھ اپنے جوتے دینے لگا تو وہ ایک دم بولا: ''نہیں! بابا دل دیکھتا ہے، اپنے جوتے اپنے پاس رکھ، بابا دل

دیکھتا ہے۔'' پھر وہ بابا کچھ دیر ٹکٹکی باندھے گھور گھور کر سیٹھ کو دیکھتا رہا، سیٹھ نے گھبرا کر پوچھا: ''بابا کیا چاہیے؟'' بولا: ''جو مانگوں گا، دے گا؟'' سیٹھ بولا: ''بابا آپ بولو کیا لینا ہے؟'' وہ کچھ دیر خاموش رہا، پھر بولا: ''اگر میں بولوں کہ اپنی جیب کے سارے پیسے دے دے تو کیا تو بابا کو دے دے گا؟'' اب سیٹھ چونکا مگر شاید اس شخص نے کوئی عمل کیا ہوا تھا، چنانچہ سیٹھ نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور جیب کی تمام رقم نکال کر اس کے سامنے رکھ دی۔ اس بابا نما شخص نے نوٹ ہاتھ میں لیے اور کچھ دیر الٹ پلٹ کر دیکھتا رہا پھر بولا: ''بابا دل دیکھتا ہے، اپنے پیسے واپس لے، بابا پیسوں کا کیا کرے گا؟ بابا دل دیکھتا ہے۔''

یہ کہتے ہوئے تمام نوٹ واپس کر دیے اور خاموشی سے ٹکٹکی باندھے سیٹھ کو گھورنے لگا اور کچھ دیر بعد مسکرا کر بولا: ''اگر بابا تجھ سے تیری تجوری کی ساری رقم مانگے تو کیا تو بابا کو دے دے گا؟ بول! بابا دل دیکھتا ہے، بول! دے دے گا۔'' چونکہ وہ بابا نما پراسرار شخص تمام چیزیں مانگنے کے بعد بابا دل دیکھتا ہے کہہ کر واپس کر چکا تھا لہٰذا سیٹھ نے بلا تاخیر تجوری خالی کر دی۔ اس شخص نے اپنا رومال بچھا دیا اور رقم اس میں رکھنے لگا۔ پھر اس کو باندھ کر گانٹھ لگا دی اور مسکرا کر بولا: ''اگر بابا یہ ساری رقم اٹھا کر لے جائے تو تجھے برا تو نہیں لگے گا؟'' سیٹھ بولا: ''بابا! میں نے پیسے آپ کو دیے ہیں، اب آپ جو چاہیں کریں۔'' وہ پھر بولا: ''نہیں تو یہ سوچ رہا ہے کہ کہیں یہ رقم لے نہ جائے، بابا دل دیکھتا ہے، بابا دل دیکھتا ہے، بابا دل دیکھتا ہے۔'' یہ کہتے کہتے وہ پُراسرار انداز

میں پوٹلی ہاتھ میں لیے دکان سے نیچے اتر گیا۔ہم سب سکتے کے عالم میں کچھ دیر ایک دوسرے کو دیکھتے رہے پھر ایک دم سیٹھ چیخا: ''ارے! وہ شخص مجھے لُوٹ کر چلا گیا، اُسے پکڑو۔'' مگر باہر جا کر دیکھا تو وہ پُراَسرار شخص غائب ہو چکا تھا، بہت تلاش کیا لیکن وہ نہ ملا، یوں سیٹھ اس کے مکروفریب میں آ کر ہزاروں کی رقم گنوا بیٹھا۔[1]

مکر یعنی فریب کے چار اسباب وعلاج:

(1)......مکروفریب کا پہلا اور سب سے بڑا سبب **حرص** ہے کہ بندہ مال و دولت یا کسی دنیوی شے حصول کی حرص کے سبب مکروفریب کرتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ حب مال کی مذمت پر غور کرے، یہ مدنی ذہن بنائے کہ یہ مال فانی ہے اور فانی شے کے لیے کسی کو دھوکہ دے کر ایک گناہ اپنے سر لے لینا عقل مندی نہیں بلکہ حماقت ہے۔

(2)......مکروفریب کا دوسرا سبب **جہالت** ہے کہ بندہ مکروفریب کے غیر شرعی ہونے، اس کے وبال اور آفات سے نابلد ہوتا ہے اس لیے وہ مکر سے کام لیتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ مکر کے متعلق شرعی احکام اور اس کے دنیوی واُخروی نقصانات سیکھے اور اپنے آپ کو اس سے بچانے کی کوشش کرے۔

(3)......مکروفریب کا تیسرا سبب **قلت خشیت** ہے کہ جب اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف دل میں نہ ہو تو بندہ بڑے بڑے گناہوں کے ارتکاب سے بھی باز نہیں آتا۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے دل میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف پیدا کرے، قبر وحشر کے عذابات کو یاد

---

[1]......آداب مرشد کامل، ص۲۰۵۔

کرے اور اپنا مدنی ذہن بنائے کہ آج دنیا میں کوئی چھوٹی سی بھی تکلیف پہنچے تو درد سے بلبلا اٹھتے ہیں کل بروزِ قیامت رب عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی کی صورت میں جہنم کا دردناک عذاب کیسے برداشت کریں گے؟

(4)......**مکر وفریب کا چوتھا سبب احترام مسلم نہ ہونا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ** بندہ اپنے دل میں احترامِ مسلم پیدا کرے، اس موذی مرض سے نجات کی دعا کرے اور اپنا یہ مدنی ذہن بنائے اب مسلمانوں کے ساتھ مکر کر کے ان کو نقصان پہنچانے کے بجائے انہیں فائدہ پہنچا کر ''**خَيْرُ النَّاسِ مَنْ يَّنْفَعُ النَّاسَ** یعنی لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو ان کو نفع پہنچائے۔'' کا مصداق بننے کی کوشش کروں گا۔ اِنْ شَآءَ اللّٰه عَزَّوَجَلَّ

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

(21)...غَدَر (بدعہدی)

بدعہدی کی تعریف:

معاہدہ کرنے کے بعد اس کی خلاف ورزی کرنا غدر یعنی بدعہدی کہلاتا ہے۔[1]

آیت مبارکہ:

اللّٰه عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۵﴾ اَلَّذِيْنَ عَاهَدْتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَهُمْ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ وَّ هُمْ لَا يَتَّقُوْنَ ﴿۵۶﴾﴾ (پ۱۰، الانفال: ۵۵،

1 ......فیض القدیر، حرف الثاء، ج ۳، ص ۴۱۶، تحت الحدیث: ۳۴۹۴۔

۵۶) ترجمۂ کنزالایمان: ''بے شک سب جانوروں میں بدتر اللہ کے نزدیک وہ ہیں جنہوں نے کفر کیا اور ایمان نہیں لاتے، وہ جن سے تم نے معاہدہ کیا تھا پھر ہر بار اپنا عہد توڑ دیتے ہیں اور ڈرتے نہیں۔''

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی ''خزائن العرفان'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ اور اس کے بعد کی آیتیں بنی قُرَیْظَہ کے یہودیوں کے حق میں نازِل ہوئیں جن کا رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عہد تھا کہ وہ آپ سے نہ لڑیں گے، نہ آپ کے دشمنوں کی مدد کریں گے، انہوں نے عہد توڑا اور مشرکینِ مکّہ نے جب رسولِ کریم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے جنگ کی تو انھوں نے ہتھیاروں سے ان کی مدد کی پھر حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے معذرت کی کہ ہم بھول گئے تھے اور ہم سے قصور ہوا پھر دوبارہ عہد کیا اور اس کو بھی توڑا۔ اللہ تعالٰی نے انہیں سب جانوروں سے بدتر بتایا کیونکہ کُفّار سب جانوروں سے بدتر ہیں اور باوجود کُفر کے عہد شکن بھی ہوں تو اور بھی خراب۔''

اور ''ڈرتے نہیں'' کے تحت فرماتے ہیں: ''خدا سے نہ عہد شکنی کے خراب نتیجے سے اور نہ اس سے شرماتے ہیں باوجود یہ کہ عہد شکنی ہر عاقل کے نزدیک شرمناک جرم ہے اور عہد شکنی کرنے والا سب کے نزدیک بے اعتبار ہو جاتا ہے۔ جب اس کی بے غیرتی اس درجہ پہنچ گئی تو یقیناً وہ جانوروں سے بدتر ہیں۔''

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حدیث مبارکہ، بدعہدی کرنے والا ملعون ہے:

حضرت سیِّدُنا عبداللّٰہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے روایت ہے کہ رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو مسلمان عہد شکنی اور وعدہ خلافی کرے، اس پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور اس کا نہ کوئی فرض قبول ہوگا نہ نفل۔''(1)

غدر یعنی بدعہدی کا حکم:

''عہد کی پاسداری کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے اور غدر یعنی بدعہدی کرنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔''(2)

حکایت، بدعہدی قتل وغارت کا سبب کیسے بنی؟

حدیبیہ کے صلح نامہ میں ایک شرط یہ بھی درج تھی کہ قبائل عرب میں سے جو قبیلہ قریش کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہے وہ قریش کے ساتھ معاہدہ کرے اور جو رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے معاہدہ کرنا چاہے وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ معاہدہ کرے۔ اسی بنا پر قبیلہ بنی بکر نے قریش سے اور قبیلہ بنی خزاعہ نے رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے باہمی امداد کا معاہدہ کرلیا۔ یہ دونوں قبیلے مکہ مکرمہ کے قریب ہی آباد تھے لیکن ان دونوں میں عرصہ دراز سے سخت عداوت اور

---

1 ...... بخاری، کتاب الجزیۃ والموادعۃ، باب اثم من عاھد ثم غدر، ج ۲، ص ۳۷۰، حدیث ۳۱۷۹۔

2 ...... الحدیقۃ الندیۃ، الخلق الحادی والعشرون۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۶۵۲۔

مخالفت چلی آرہی تھی۔ ایک مدت سے کفار قریش اور دوسرے قبائل عرب کے کفار مسلمانوں سے جنگ کرنے میں اپنا سارا زور صرف کررہے تھے لیکن **صلح حدیبیہ** کی بدولت جب امن قائم ہوا تو قبیلہ بنی بکر نے قبیلہ بنی خزاعہ کے بد باطن لوگوں سے اپنی پرانی عداوت کا انتقام لینا چاہا اور اپنے حلیف کفارِ قریش سے مل کر **بدعہدی** کرتے ہوئے قبیلہ بنی خزاعہ پر حملہ کردیا۔ اس حملے میں کفار قریش کے تمام رؤسا اور بڑے بڑے سرداروں نے بنی خزاعہ کے لوگوں کو قتل کیا۔ بے چارے بنی خزاعہ اس خوفناک ظالمانہ حملہ کی تاب نہ لاسکے اور اپنی جان بچانے کے لئے حرم کعبہ میں پناہ لینے کے لئے بھاگے۔ بنی بکر کے عوام نے تو حرم میں تلوار چلانے سے ہاتھ روک لیا اور حرم الٰہی کا احترام کیا۔ لیکن بنی بکر کا سردار ''نوفل'' اس قدر جوش انتقام میں آپے سے باہر ہو چکا تھا کہ وہ حرم میں بھی بنی خزاعہ کو نہایت بے دردی کے ساتھ قتل کرتا رہا اور چلا چلا کر اپنی قوم کو للکارتا رہا کہ پھر یہ موقع کبھی ہاتھ نہیں آسکتا۔ چنانچہ ان درندہ صفت خونخوار درندوں نے **بدعہدی کے باطنی مرض میں مبتلا** ہو کر حرم الٰہی کے احترام کو بھی خاک میں ملا دیا اور حرم کعبہ کی حدود میں نہایت ہی ظالمانہ طور پر بنی خزاعہ کا خون بہایا اور کفار قریش نے بھی اس قتل و غارت اور کشت و خون میں خوب حصہ لیا۔ [1]

غدر (بدعہدی) کے چار اسباب وعلاج:

(1)......**غدر یعنی بدعہدی کا پہلا سبب قلت خشیت ہے** کہ جب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا

[1]......مدارج النبوت، ج ۲، ص ۲۸۲، ۲۸۱ ملخصاً۔

خوف ہی نہ ہو تو بندہ کوئی بھی گناہ کرنے سے باز نہیں آتا۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ فکر آخرت کا ذہن بنائے، اپنے آپ کو رب عَزَّوَجَلَّ کی بے نیازی سے ڈرائے، اپنی موت کو یاد کرے، یہ مدنی ذہن بنائے کہ کل بروز قیامت خدانخواستہ اس غدر یعنی بدعہدی کے سبب رب عَزَّوَجَلَّ ناراض ہو گیا تو میرا کیا بنے گا؟

(2)......غدر یعنی بدعہدی کا دوسرا سبب حب دنیا ہے کہ بندہ کسی نہ کسی دنیوی غرض کی خاطر بدعہدی جیسے قبیح فعل کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ حب دنیا کی مذمت پر غور کرے کہ دنیا کی محبت کئی برائیوں کی جڑ ہے، جو شخص حب دنیا جیسے موذی مرض کا شکار ہو جاتا ہے اس کے لیے دیگر کئی گناہوں کے دروازے کھل جاتے ہیں، یقیناً سمجھدار وہی ہے جو جتنا دنیا میں رہنا ہے اتنا ہی دنیا میں مشغولیت رکھے اور فقط اپنی اُخروی زندگی کی تیاری کرتا رہے۔

(3)......غدر یعنی بدعہدی کا تیسرا سبب دھوکہ بھی ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ دھوکے جیسے قبیح فعل کی مذمت پر غور کرے کہ جو لوگ دھوکہ دیتے ہیں ان کے بارے میں احادیث مبارکہ میں یہ وارد ہے کہ وہ ہم میں سے نہیں۔یقیناً دھوکہ دینا اور دھوکہ کھانا کسی مسلمان کی شان نہیں، دھوکہ دہی سے کام لینے والا بالآخر ذلت سے دوچار ہوتا ہے، جب لوگوں پر اس کی دھوکہ دہی کا پردہ چاک ہو جاتا ہے وہ کسی کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتا، دھوکہ دینے والا شخص رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں بھی ندامت وشرمندگی سے دوچار ہو گا۔

(4)......غدر یعنی بدعہدی کا چوتھا سبب جہالت ہے کہ جب بندہ غدر جیسی موذی بیماری کے وبال سے ہی واقف نہ ہوگا تو اس سے بچے گا کیسے؟ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ غدر کی تباہ کاریوں پر غور کرے کہ بدعہدی کرنا مؤمنوں کی شان نہیں ہے، حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم، صحابہ کرام عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان اور دیگر بزرگان دین رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام نے کبھی کسی کے ساتھ بدعہدی نہیں فرمائی، بدعہدی نہایت ہی ذلت ورسوائی کا سبب ہے، بدعہدی کرنے والے شخص کے لیے کل بروزِ قیامت اس کی بدعہدی کے مطابق جھنڈا گاڑا جائے گا۔ بدعہدی کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ بندہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں یوں دعا کرے: اے اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے بدعہدی جیسے موذی مرض سے نجات عطا فرما، میں کبھی بھی کسی مسلمان کے ساتھ بدعہدی نہ کروں۔

اٰمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنْ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

(22)...خیانت

خیانت کی تعریف:

''اجازتِ شرعیہ کے بغیر کسی کی امانت میں تصرف کرنا خیانت کہلاتا ہے۔''(1)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا

(1)......عمدۃ القاری، کتاب الایمان، باب علامات المنافق، تحت الباب: ۲۴، ج ۱، ص ۳۲۸۔

تَخُوۡنُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوۡلَ وَتَخُوۡنُوۡۤا اَمٰنٰتِكُمۡ وَ اَنۡتُمۡ تَعۡلَمُوۡنَ﴿۲۷﴾ (پ ۹، الانفال: ۲۷) ترجمۂ کنزالایمان: ''اے ایمان والو اللہ و رسول سے دغا نہ کرو اور نہ اپنی امانتوں میں دانستہ خیانت۔''

حدیث مبارکہ، خیانت منافقت کی علامت ہے:

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا ارشادِ حقیقت بنیاد ہے: ''تین باتیں ایسی ہیں کہ جس میں پائی جائیں وہ منافق ہوگا اگرچہ نماز، روزہ کا پابند ہی کیوں نہ ہو: (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۲) جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے (۳) جب امانت اس کے سپرد کی جائے تو خیانت کرے۔''[1]

خیانت کا حکم:

ہر مسلمان پر امانت داری واجب اور خیانت کرنا حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔[2]

حکایت، خیانت کرنے والے کا عبرت ناک انجام:

حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا کی خدمت میں کچھ لوگ حاضر ہوئے اور عرض کی کہ ہم سفرِ حج پر نکلے ہوئے ہیں، مقامِ صِفاح پر ہمارے قافلے کا آدمی فوت ہو گیا ہے۔ ہم نے اس کے لئے جب قبر کھودی تو ایک بہت بڑا کالا

1 ......مسلم، کتاب الایمان، باب بیان خصال المنافق، ص ۵۰، حدیث: ۱۰۷۔

2 ......الحدیقة الندیة، الخلق الثانی والعشرون---الخ، ج ۱، ص ۶۵۲۔

سانپ بیٹھا نظر آیا، جس نے قبر کو بھر رکھا تھا اُسے چھوڑ کر دوسری قبر کھودی تو اس میں بھی وہی سانپ نظر آیا۔ آپ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کی خدمت میں اس گمبھیر مسئلے کے حل کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ حضرتِ سیِّدُنا **عبد اللّٰہ** ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا: ''یہ اس کی خیانت کی سزا ہے جس کا وہ مرتکب ہوا کرتا تھا۔ اِسے ان دونوں میں سے کسی ایک قبر میں دفن کر دو، خدا کی قسم! اگر اس دنیا کی ساری زمین بھی کھود ڈالو گے تب بھی ہر جگہ یہی صورت حال ہوگی۔''

بالآخر لوگوں نے اسی سانپ بھری قبر میں اسے دفنا دیا۔ واپس آ کر اس کا سامان اس کے گھر والوں کو دے دیا اور اس کی بیوہ سے اس کے برے اعمال کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے بتایا کہ: ''یہ کھانا بیچتا تھا اور اس میں خیانت کرتا تھا اس طرح کہ اُس میں سے اپنے گھر کے لئے کچھ نکال لیتا اور پھر کمی پوری کرنے کے لئے اُس میں اُتنی ہی مِلاوٹ کر دیتا تھا۔''(1)

خیانت کے چھ اسباب وعلاج:

(1)...... **خیانت کا پہلا سبب بد نیتی** ہے۔ جس طرح اچھی نیت اخلاق و کردار کے لیے **شفاء** اور **اکسیر** کا درجہ رکھتی ہے اسی طرح بد نیتی کا زہر بندے کے اعمال کو بے ثمر بلکہ تباہ و برباد کر دیتا ہے۔ اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ اپنی نیت کو درست رکھے اور اپنا یہ ذہن بنائے کہ ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ میری حسن نیت اور ایمان داری کی بدولت دنیا و

(1) ......شرح الصدور، باب عذاب القبر، ص ۱۷۴۔

آخرت میں کامیابی عطا فرمانے پر قادر ہے لہٰذا خیانت کرکے دنیوی واُخروی نقصان کرنے کا کیا فائدہ؟''

(2)......**خیانت کا دوسرا سبب دھوکہ دینے کی عادت ہے۔** اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے ذہن میں دھوکہ دہی کے نقصانات کو پیش نظر رکھے کہ دھوکہ دینا ایک نہایت ہی قبیح اور برا عمل ہے، دھوکہ دینے والے سے **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے براءت کا اظہار فرمایا ہے، دھوکہ دینا مومن کی صفت نہیں ہے، دھوکے سے جہاں وقار مجروح ہوتا ہے وہیں لوگوں کا اعتماد بھی ختم ہوجاتا ہے لہٰذا احترامِ مسلم کا ہردم خیال رکھے اور یہ مدنی ذہن بنائے کہ وقتی نفع حاصل کرنے کے لیے دائمی نقصان مول لینا یقیناً عقل مندی نہیں ہے؟''

(3)......**خیانت کا تیسرا سبب تَوَکُّل عَلَی اللہ کی کمی ہے۔** کیوں کہ بندہ اپنے کمزور اعتقاد کی بناء پر یہ سمجھتا ہے کہ خیانت کا راستہ اختیار کرنے میں ہی میری کامیابی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ پر کامل بھروسہ رکھے اور یہ مدنی ذہن بنائے کہ ''دنیا میں جو بھی راستہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کا سبب بنتا ہو اس پر چل کر مجھے کبھی بھی کامیابی نہیں مل سکتی، لہٰذا میں اس خیانت والے راستے کو چھوڑ کر دیانت والے راستے کو اپناؤں گا۔''

(4)......**خیانت کا چوتھا سبب نفسانی خواہشات کی تکمیل ہے۔** اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے، اس کے مکروفریب سے آگاہی حاصل کرے،

اس کی ناجائز خواہشات کو ترک کرنے کا ذہن بنائے اور اس کے لیے کوشش بھی کرے تا کہ خیانت جیسے کبیرہ گناہ سے بچ سکے۔

(5)......**خیانت کا** پانچواں سبب **مسلمانوں کو نقصان دینے کی عادت** ہے، یہ سبب جن دیگر باطنی امراض کا باعث بنتا ہے ان میں سے ایک خیانت بھی ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے اندر مسلمانوں کی خیر خواہی کا جذبہ پیدا کرے اور مسلمانوں کی بدخواہی کے عذابات کو پیش نظر رکھے۔

(6)......**خیانت کا** چھٹا سبب **بری صحبت** ہے۔بعض اوقات انسان اپنے اردگرد کے ماحول کی ہر خامی وخوبی کو قبول کر لیتا ہے جس کا اثر اس کے ذاتی اخلاق وکردار پر ہوتا ہے خاص طور پر بداطوار افراد کی بددیانتی سے انسان بہت جلد متاثر ہوجاتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ نیک، دیانت دار اور خوفِ خدا رکھنے والوں کی صحبت اختیار کرے تا کہ اس مہلک مرض کے ساتھ ساتھ دیگر اخلاقی برائیوں سے بھی اپنے آپ کو بچا سکے۔

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

(23)...غفلت

غفلت کی تعریف:

''یہاں دینی اُمور میں غفلت مراد ہے یعنی وہ بھول ہے جو انسان پر بیدار مغزی اور احتیاط کی کمی کے باعث طاری ہوتی ہے۔''(1)

1 ......مفردات الفاظ القرآن، ص ۶۰۹۔

آیت مبارکہ:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:﴿ وَ اذْكُرْ رَّبَّكَ فِیْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّ خِیْفَةً وَّ دُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ وَ لَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِیْنَ﴿۲۰۵﴾ ﴾(پ ۹، الاعراف: ۲۰۵) ترجمۂ کنزالایمان: ’’اور اپنے رب کو اپنے دل میں یاد کرو، زاری (عاجزی) اور ڈر سے اور بے آواز نکلے زبان سے صبح اور شام اور غافلوں میں نہ ہونا۔‘‘

حدیث مبارکہ، مجھے تم پر غفلت کا خوف ہے:

حضرت سیِّدُنا ابوعُبَیدہ بِن جَراح رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ بَحرَین سے (جزیے کا) مال لے کر واپس لوٹے اور انصار نے آپ کی آمد کی خبر سنی تو سب نے صبح کی نماز حضور نبی کریم، رء وف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے ساتھ ادا کی۔ جب آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم فارغ ہوئے تو سارے آپ کے سامنے حاضر ہو گئے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے انہیں دیکھ کر تَبَسُّم فرمایا اور ارشاد فرمایا: ’’میرا خیال ہے کہ آپ لوگوں نے ابوعبیدہ کی آمد کی خبر سن لی ہے کہ وہ کچھ مال لائے ہیں۔‘‘ انہوں نے عرض کی: ’’یارسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ایسا ہی ہے۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ’’خوشخبری سنا دو اور اُس کی امید رکھو جو تمہیں خوش کر دے گا، پس اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی قسم! مجھے تم پر فقر (یعنی غربت) کا خوف نہیں لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم پر دنیا پھیلا دی جائے گی جیسا کہ تم سے پہلی قوموں پر پھیلائی گئی تھی، پس تم بھی اس

دنیا کی خاطر پہلے لوگوں کی طرح باہم مقابلہ کرو گے، اور یہ تمہیں غفلت میں ڈال دے گی جس طرح اس نے پچھلی قوموں کو غافل کر دیا۔“(1)

غفلت کے بارے میں تنبیہ:

فرائض وواجبات وسُنَنِ مُؤَکَّدہ کی ادائیگی میں غفلت ناجائز وممنوع اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے، ہر مسلمان کو اس سے بچنا لازم ہے۔

حکایت، غافل عابد کی غفلت سے توبہ کا انعام:

حضرت سیِّدُنا علی بن حسین رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ ہمارا ایک پڑوسی بہت زیادہ عبادت گزار تھا۔ وہ اس قدر نمازیں پڑھا کرتا تھا کہ بسا اوقات مسلسل قیام کے سبب اس کے پاؤں سوج جاتے ۔خوف خدا میں رونے کے سبب اس کی بینائی کمزور ہوگئی ۔ایک مرتبہ اس کے گھر والوں اور لوگوں نے مل کر اسے شادی کرنے کا مشورہ دیا۔ یہ سن کر اس نے ایک کنیز خرید لی۔ یہ کنیز نغمہ سرائی کی شوقین تھی لیکن اس عابد کو یہ بات معلوم نہ تھی۔ ایک دن عابد اپنی عبادت گاہ میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا کہ کنیز نے بلند آواز میں گانا شروع کر دیا۔ گانے کی آواز سن کر عابد کی نماز میں خلل آ گیا، اس نے عبادت میں لگے رہنے کی بہت کوشش کی مگر ناکام رہا۔ کنیز اس سے کہنے لگی: ”میرے آقا! تمہاری جوانی ڈھلنے کو ہے، تم نے عین جوانی میں دنیا کی لذتوں کو چھوڑ دیا، اب تو مجھ سے کچھ فائدہ اٹھا لو۔“ یہ بات سن کر عابد پر غفلت کا پردہ

---

(1) ......بخاری، کتاب الرقاق، باب مایحذر من زہرۃ الدنیا۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۵۴۰، حدیث: ۶۴۲۵۔

پڑ گیا اور وہ عبادت چھوڑ کر اس کنیز کے ساتھ مشغول ہو گیا۔ جب اس عابد کے بھائی کو یہ بات معلوم ہوئی تو اس نے اسے (نیکی کی دعوت پر مشتمل) ایک خط لکھا جس کا مضمون کچھ یوں تھا:

''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا، یہ خط ایک مشفِق و ناصح اور طبیب دوست کی طرف سے اس شخص کی طرف ہے جس سے حلاوتِ ذکر اور تلاوتِ قرآن کی لذت سلب ہو گئی، جس کے دل سے خشوع اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کا خوف جاتا رہا۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے ایک کنیز خریدی ہے جس کے بدلے اپنا ''حصہ آخرت'' بیچ دیا ہے، تم نے کثیر کو قلیل کے بدلے اور قرآن کو نغمات کے بدلے بیچ دیا، میں تمہیں ایسی شے سے ڈراتا ہوں جو لذّات کو توڑنے والی، شہوتوں کو ختم کرنے والی ہے، جب وہ آئے گی تو تمہاری زبان گنگ ہو جائے گی، اعضاء کی مضبوطی رخصت ہو جائے گی اور تمہیں کفن پہنایا جائے گا، تمہارے اہل وعیال اور پڑوسی تم سے وحشت کھائیں گے، میں تمہیں اس چنگھاڑ سے ڈراتا ہوں جب لوگ بادشاہ جبار عَزَّوَجَلَّ کی ہیبت سے گھٹنوں کے بل گر جائیں گے، میرے بھائی! میں تمہیں اللہ عَزَّوَجَلَّ کے غضب سے ڈراتا ہوں۔''

پھر یہ خط لپیٹ کر اس عابد کے پاس بھیج دیا۔ جب عابد کو یہ خط ملا تو وہ رقص وسرور کی محفل میں مشغول تھا۔ یہ خط پڑھتے ہی اس پر خوفِ خدا کے سبب کپکپی طاری ہو گئی، اس کے منہ سے جھاگ نکلنے لگی، وہ ساری دنیوی لذت بھول گیا، محفل سے اٹھا اور

شراب کے برتن توڑ ڈالے۔ کنیز کو آزاد کرنے کے بعد قسم اٹھائی کہ ''اب نہ تو کچھ کھانا کھاؤں گا اور نہ ہی سوؤں گا۔'' بعد ازاں اس کے انتقال کے بعد خط لکھنے والے بھائی نے اسے خواب میں دیکھا اور پوچھا: ''**مَا فَعَلَ اللّٰہُ بِکَ** یعنی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟'' تو اس عابد نے جواب دیا: ''اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس کنیز کے بدلے ایک جنتی کنیز (یعنی حور) عطا فرمائی ہے جو مجھے جنت کی پاکیزہ شراب یہ کہہ کر پلاتی ہے کہ یہ پاکیزہ شراب اس شراب کے بدلے میں پی لو جو تم نے دنیا میں اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی خاطر چھوڑ دی تھی۔''(1)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(24)...قَسْوَت (دل کی سختی)

قسوت یعنی دل کی سختی کی تعریف:

''موت وآخرت کو یاد نہ کرنے کے سبب دل کا سخت ہوجانا یا دل کا اس قدر سخت ہوجانا کہ استطاعت کے باوجود کسی مجبور شرعی کو بھی کھانا نہ کھلائے قسوت قلبی کہلاتا ہے۔''(2)

آیت مبارکہ:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖؕ فَوَیْلٌ لِّلْقٰسِیَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ

(1) ...... کتاب التوابین، ص ۲۵۸۔
(2) ...... الحدیقة الندیة، الخلق العاشر من ـــ الخ، ج ۲، ص ۴۸۴، جہنم میں لے جانے والے اعمال، ج ۱، ص ۳۸۶۔

اللّٰہِؕ اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۲﴾ (پ ۲۳، الزمر: ۲۲) ترجمۂ کنزالایمان: ''تو کیا وہ جس کا سینہ اللّٰہ نے اسلام کے لیے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے اس جیسا ہو جائے گا جو سنگ دل ہے تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یادِ خدا کی طرف سے سخت ہو گئے ہیں وہ کھلی گمراہی میں ہیں۔''

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی ''خزائن العرفان'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''نفس جب خبیث ہوتا ہے تو قبولِ حق سے اس کو بہت دوری ہو جاتی ہے اور ذِکرُ اللّٰہ کے سننے سے اس کی سختی اور کدورت بڑھتی ہے جیسے کہ آفتاب کی گرمی سے موم نرم ہوتا ہے اور نمک سخت ہوتا ہے ایسے ہی ذِکرُ اللّٰہ سے مومنین کے قُلُوب نرم ہوتے ہیں اور کافروں کے دلوں کی سختی اور بڑھتی ہے۔ فائدہ: اس آیت سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنا چاہئے جنہوں نے ذِکرُ اللّٰہ کو روکنا اپنا شعار بنالیا ہے وہ صوفیوں کے ذکر کو بھی منع کرتے ہیں، نمازوں کے بعد ذِکرُ اللّٰہ کرنے والوں کو بھی روکتے اور منع کرتے ہیں، ایصالِ ثواب کے لئے قرآنِ کریم اور کلمہ پڑھنے والوں کو بھی بدعتی بتاتے ہیں، اور ان ذکر کی محفلوں سے نہایت گھبراتے اور بھاگتے ہیں اللّٰہ تعالٰی ہدایت دے۔''

حدیث مبارکہ، دل کی سختی عمل کو ضائع کرنے کا سبب:

حضرت سیِّدُنا عَدِی بن حاتم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''چھ چیزیں عمل کو ضائع کر دیتی

ہیں: (۱) مخلوق کے عیوب کی ٹوہ میں لگے رہنا (۲) دل کی سختی (۳) دنیا کی محبت (۴) حیا کی کمی (۵) لمبی لمبی امیدیں (۶) اور حد سے زیادہ ظلم۔''[1]

قسوت یعنی دل کی سختی کے بارے میں تنبیہ:

قساوت یعنی دل کا سخت ہوجانا نہایت ہی مہلک اور اعمال کو ضائع کرنے والا مرض ہے نیز دل کا سخت ہونا بدبختی کی علامت ہے، گناہوں کی کثرت اس کا سبب عظیم اور موت وآخرت کی یاد اس کا علاج ہے۔

حکایت، سخت دل ڈاکو کا عبرت ناک انجام:

حضرت سیِّدُنا شیخ **عبد اللّٰہ** شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ القَوِی اپنے سفرنامے میں لکھتے ہیں کہ ایک بار میں شہر بصرہ سے ایک گاؤں کی طرف جارہا تھا۔ دوپہر کے وقت اچانک ایک خوفناک ڈاکو ہم پر حملہ آور ہوگیا۔ میرے ساتھی کو اس نے شہید کرڈالا، ہمارا تمام مال ومتاع چھین کر میرے دونوں ہاتھ رسّی سے باندھے، مجھے زمین پر ڈالا اور فرار ہوگیا۔ میں نے جوں توں ہاتھ کھولے اور ایک جانب چل پڑا مگر پریشانی کے عالم میں راستہ بھول گیا یہاں تک کہ رات آگئی۔ ایک طرف آگ کی روشنی دیکھ کر میں اُسی سمت چل پڑا۔ کچھ دیر چلنے کے بعد مجھے ایک خَیمہ نظر آیا۔ میں شدّتِ پیاس سے نڈھال ہوچکا تھا لہٰذا خیمے کے دروازے پر کھڑے ہوکر میں نے صدا لگائی: ''**اَلْعَطَش! اَلْعَطَش!** یعنی ہائے پیاس! ہائے پیاس!'' اتفاق سے وہ خیمہ اُسی سنگ دل اور خوفناک

---

[1] ...... کنز العمال، کتاب المواعظ، الفصل السادس، الجزء: ۱۶، ج ۸، ص ۳۶، حدیث: ۴۴۰۱۶۔

ڈاکو کا تھا جس نے ہم پر حملہ کر کے لوٹا تھا۔ میری پکار سن کر پانی کے بجائے وہ ننگی تلوار لئے باہر نکلا اور ارادہ کیا کہ ایک ہی وار میں میرا کام تمام کر دے مگر اُس کی بیوی آڑے آگئی۔ مگر وہ ڈاکو اپنی قساوت قلبی یعنی دل کی سختی کے باعث مجبور تھا، اپنے ارادے سے باز نہ آیا اور مجھے گھسیٹتا ہوا دور جنگل میں لے آیا۔ میرے سینے پر چڑھ گیا، میرے گلے پر تلوار رکھ کر مجھے ذَبح کرنے ہی والا تھا کہ یکا یک جھاڑیوں کی طرف سے ایک شیر دَہاڑتا ہوا برآمد ہوا۔ شیر کو دیکھ کر خوف کے مارے ڈاکو دُور جا گرا، شیر نے جھپٹ کر اُسے چیر پھاڑ ڈالا اور جھاڑیوں میں غائب ہو گیا۔ میں اس غیبی امداد پر خدا عَزَّوَجَلَّ کا شکر بجالایا۔[1]

قساوت قلبی کے تین اسباب وعلاج:

(1)......**قساوتِ قلبی کا پہلا سبب پیٹ بھر کر کھانا ہے** چُنانچہ حضرتِ سیِّدُنا یحییٰ بن مُعاذ رازِی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ''جو پیٹ بھر کر کھانے کا عادی ہو جاتا ہے اس کے بدن پر گوشت بڑھ جاتا ہے اور جس کے بدن پر گوشت بڑھ جاتا ہے وہ شہوت پرست ہو جاتا ہے اور جو شہوت پرست ہو جاتا ہے اس کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اور جس کے گناہ بڑھ جاتے ہیں اس کا دِل سخت ہو جاتا ہے اور جس کا دِل سخت ہو جاتا ہے وہ دُنیا کی آفتوں اور رَنگینیوں میں غرق ہو جاتا ہے۔''[2]

---

1 ......ظلم کا انجام، ص ۲۔

2 ......المنبہات، باب الخماسی، ص ۵۹۔

حُجَّۃُ الْاِسلام حضرتِ سیِّدُ نا امام محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الوَالِی فرماتے ہیں: ”راہِ آخرت پر گامزن بُزرگانِ دِین رَحِمَہُمُ اللہُ الْمُبِیْن کی عادت تھی کہ وہ ہمیشہ سالن نہیں کھاتے تھے بلکہ وہ خواہشاتِ نَفس کی تکمیل سے بچتے تھے کیوں کہ انسان اگر حسبِ خواہش لذیذ چیزیں کھاتا رہے تو اِس سے اُس کے نَفس میں اَکڑ (یعنی غرور) اور دِل میں سختی پیدا ہوتی ہے، نیز وہ دُنیا کی لذیذ چیزوں سے اس قدر مانوس ہو جاتا ہے کہ لذائذِ دُنیا کی محبت اس کے دِل میں گھر کر جاتی ہے اور وہ ربِّ کائنات جَلَّ جَلَالُہٗ کی ملاقات اور اُس کی بارگاہِ عالی میں حاضِری کو بھول جاتا ہے، اس کے حق میں دُنیا جنّت اور موت قید خانہ بن جاتی ہے۔ اور جب وہ اپنے نَفس پر سختی ڈالے اور اس کو لذّتوں سے محروم رکھے تو دُنیا اُس کیلئے قید خانہ بن جاتی اور تنگ ہو جاتی ہے تو اس کا نَفس اس قید خانے اور تنگی سے آزادی چاہتا ہے اور موت ہی اس کی آزادی ہے۔ حضرتِ سیِّدُ نا یحییٰ بن مُعاذ رازی رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے فرمان میں اِسی بات کی طرف اِشارہ ہے، چُنانچہ آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں: ”اے **صِدّیقین کے گروہ!** جنّت کا وَلیمہ کھانے کیلئے اپنے آپ کو بُھوکا رکھو کیوں کہ نَفس کو جس قدر بھوکا رکھا جائے اُسی قدر کھانے کی خواہش بڑھتی ہے۔“[1] (یعنی جب شدّت سے بھوک لگی ہوتی ہے اُس وقت کھانا کھانے میں زیادہ لُطف آتا ہے، اس کا تجرِبہ عُموماً ہر روزہ دار کو ہوتا ہے، لہٰذا دُنیا میں خوب بھوکے رہو تا کہ جنّت کی اعلیٰ نعمتوں سے خوب لذّت یاب ہو سکو)

---

1 ......احیاء العلوم، کتاب کسر الشھوتین، بیان طریق الریاضۃ فی کسر شھوات البطن، ج ۳، ص ۱۱۴۔

پیٹ بھر کر کھانے سے آدمی عبادت کی لذت ومٹھاس سے محروم ہوجاتا ہے، امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''میں جب سے مسلمان ہوا ہوں کبھی پیٹ بھر کرنہیں کھایا تاکہ عبادت کی حلاوت نصیب ہو۔'' حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن ادھم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم فرماتے ہیں: ''میں کوہ لبنان میں کئی اولیائے کرام کی صحبت میں رہا، ان میں سے ہرایک نے مجھ سے یہی کہا کہ جب لوگوں میں جاؤ تو انہیں چار باتوں کی نصیحت کرنا، ان میں ایک نصیحت یہ تھی کہ جو زیادہ کھائے گا اسے عبادت کی لذت نصیب نہیں ہوگی۔''(1)

اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ بھوک سے کم کھائے تاکہ اسے دوسرے کی بھوک کا احساس بھی پیدا ہو اور عبادت کی حلاوت بھی حاصل ہو۔ بھوک سے کم کھانے کا مدنی ذہن بنانے کے لیے شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مایہ ناز تصنیف **''فیضانِ سنت''** جلد اوّل کے باب **''پیٹ کا قفل مدینہ''** کا مطالعہ مفید ہے۔

(2)......**قساوتِ قلبی** کا دوسرا سبب فضول گوئی ہے۔ چُنانچہ حضرتِ سیِّدُنا عیسیٰ رُوحُ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنے حواریوں کو نصیحت کرتے ہوئے اِرشاد فرمایا: ''اے لوگو! تم فُضُول گوئی سے بچتے رہو، کبھی بھی ذِکرُ اللّٰہ کے عِلاوہ اپنی زبان سے کوئی لفظ نہ نِکالو، ورنہ تمہارے دِل سخت ہوجائیں گے، اگرچہ دِل نرم

1 ......منہاج العابدین، ص۹۸، ۸۴۔

ہوتے ہیں (لیکن فُضُول گوئی اِنہیں سخت کردیتی ہے) اور سخت دِل **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے محروم ہوتا ہے۔''[1] (یعنی اگر تم **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی رَحمت کے اُمیدوار ہو تو اپنے دِلوں کو سختی سے بچاؤ)

اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی زبان کو فضول گوئی سے محفوظ رکھے۔فضول گوئی سے جان چھڑانے کے لیے امیر اہل سنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ ''**قفل مدینہ**'' کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔

(3)......قساوتِ قلبی کا تیسرا سبب زیادہ ہنسنا ہے، چُنانچِہ رسولِ نذیر، سِراجِ مُنیر، محبوبِ ربِّ قدیر صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمانِ نصیحت نشان ہے: ''زیادہ مت ہنسو! کیونکہ زیادہ ہنسنا دل کو مردہ (یعنی سخت) کردیتا ہے۔''[2]

اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے اندر سنجیدگی پیدا کرے، مذاق مسخری کرنے والوں کی صحبت اختیار کرنے سے بچے۔قہقہہ لگانے سے بچے اور حضور نبی رحمت، شفیعِ اُمت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی سنت مبارکہ پر عمل کرتے ہوئے فقط مسکرانے کی عادت بنائے۔

گناہ کر کر کے ہائے ہو گیا دل سخت پتھر سے
کروں کس سے کہاں جا کر شکایت یا رسول اللّٰہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ......عیون الحکایات، الحکایۃ الثامنۃ والتسعون...الخ، ص ۱۱۹۔

2 ......ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الحزن والبکاء، ج ۴، ص ۴۶۵، حدیث: ۴۱۹۳۔

(25)...طمع (لالچ)

طمع (لالچ) کی تعریف:

کسی چیز میں حد درجہ دلچسپی کی وجہ سے نفس کا اس کی جانب راغب ہونا طمع یعنی لالچ کہلاتا ہے۔[1]

آیت مبارکہ:

اللّٰه عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ مَنْ یُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَۚ﴾ (پ۲۸، الحشر: ۹) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور جو اپنے نفس کے لالچ سے بچایا گیا تو وہی کامیاب ہیں۔''

حدیث مبارکہ، طمع یعنی لالچ سے بچتے رہو:

حضرت سیِّدُنا عبد اللّٰه بن عَمرو رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه سے روایت ہے کہ سرکار مدینہ، راحت قلب وسینہ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''لالچ سے بچتے رہو کیونکہ تم سے پہلی قومیں لالچ کی وجہ سے ہلاک ہوئیں، لالچ نے انہیں بُخل پر آمادہ کیا تو وہ بُخل کرنے لگے اور جب قطع رحمی کا خیال دلایا تو انہوں نے قطع رحمی کی اور جب گناہ کا حکم دیا تو وہ گناہ میں پڑ گئے۔''[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ......مفردات الفاظ القرآن، ص ۵۲۴۔

2 ......ابوداود، کتاب الزکاة، باب فی الشح، ج ۲، ص ۱۸۵، حدیث: ۱۶۹۸۔

طمع (لالچ) کے بارے میں تنبیہ:

مال ودولت کی ایسی طمع (لالچ) جس کا کوئی دینی فائدہ نہ ہو، یا ایسی اچھی نیت نہ ہو جو لالچ ختم کردے، نہایت ہی قبیح، گناہوں کی طرف رغبت دلانے والی اور ہلاکت میں ڈالنے والی بیماری ہے، مال ودولت کے لالچ میں پھنسنے والا شخص ناکام ونامراد اور جو اِن کے مکروہ جال سے بچ گیا وہی کامیاب وکامران ہے۔

حکایت، مال ودولت کی طمع کا عبرت ناک انجام:

بلعم بن باعوراء اپنے دور کا بہت بڑا عالم اور عابدوزاہد تھا، اسے اسم اعظم کا بھی علم تھا۔ یہ اپنی جگہ بیٹھا ہوا اپنی روحانیت سے عرش اعظم کو دیکھ لیا کرتا تھا، بہت ہی **مُستَجَابُ الدَّعَوات** تھا کہ اس کی دعائیں بہت زیادہ مقبول ہوا کرتی تھیں، اس کی شاگردوں کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ جب حضرت سیِّدُ نا موسیٰ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام قوم جبارین سے جہاد کرنے کے لئے بنی اسرائیل کے لشکروں کو لے کر روانہ ہوئے تو بلعم بن باعوراء کی قوم اس کے پاس گھبرائی ہوئی آئی اور کہا کہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام بہت ہی بڑا اور نہایت ہی طاقتور لشکر لے کر حملہ آور ہونے والے ہیں اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو ہماری زمینوں سے نکال کر یہ زمین اپنی قوم بنی اسرائیل کو دے دیں۔ اس لئے آپ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے لئے ایسی بددعا کر دیجئے کہ وہ شکست کھا کر واپس چلے جائیں۔ آپ چونکہ **مُستَجَابُ الدَّعَوات** ہیں اس لئے آپ کی دعا ضرور مقبول ہوجائے گی۔

یہ سن کر بلعم بن باعوراء کانپ اٹھا اور کہنے لگا کہ ''تمہارا برا ہو، خدا کی پناہ! حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے رسول ہیں اور ان کے لشکر میں مومنوں اور فرشتوں کی جماعت ہے ان کے خلاف بھلا میں کیسے اور کس طرح بددعا کرسکتا ہوں؟'' لیکن اس کی قوم نے رو رو کر اور گڑگڑا کر اس طرح اصرار کیا کہ اس نے یہ کہہ دیا کہ استخارہ کر لینے کے بعد اگر مجھے اجازت مل گئی تو بددعا کردوں گا۔ مگر استخارہ کے بعد جب اس کو بددعا کی اجازت نہیں ملی تو اس نے صاف صاف جواب دے دیا کہ اگر میں بددعا کروں گا تو میری دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جائیں گی۔

اس کی قوم نے جب یہ دیکھا کہ کسی طرح بھی یہ راضی نہیں ہو رہا تو انہوں نے مال و دولت کا لالچ دینے کا سوچا، چنانچہ انہوں نے بہت سے قیمتی ہدایا اور تحائف و دیگر مال و دولت اس کی خدمت میں پیش کر کے سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے خلاف بددعا کرنے پر بے پناہ اصرار کیا۔ یہاں تک کہ بلعم بن باعوراء پر حرص اور لالچ کا بھوت سوار ہو گیا، اور وہ مال کے جال میں پھنس گیا۔ وہ اپنی گدھی پر سوار ہو کر بددعا کے لئے چل پڑا، راستہ میں بار بار اس کی گدھی ٹھہر جاتی اور منہ موڑ کر بھاگ جانا چاہتی تھی مگر یہ اس کو مار مار کر آگے بڑھاتا رہا، یہاں تک کہ گدھی کو **اللہ تعالیٰ** نے گویائی کی طاقت عطا فرمائی اور اس نے کہا کہ ''افسوس، اے بلعم بن باعوراء! تو کہاں اور کدھر جا رہا ہے؟ دیکھ! میرے آگے فرشتے ہیں جو میرا راستہ روکتے اور میرا منہ موڑ کر مجھے پیچھے دھکیل رہے ہیں۔ اے بلعم! تیرا برا ہو کیا تو **اللہ** کے نبی اور مومنین کی جماعت پر بددعا

کرے گا؟'' گدھی کی بات سن کر بھی بلعم بن باعوراء واپس نہیں ہوا۔ یہاں تک کہ ''حسبان'' نامی پہاڑ پر چڑھ گیا اور بلندی سے حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے لشکروں کو بغور دیکھا اور مال و دولت کے لالچ میں اس نے بددعا شروع کر دی۔ لیکن خدا عَزَّوَجَلَّ کی شان کہ وہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے لئے بددعا کرتا تھا، مگر اس کی زبان پر اس کی قوم کے لئے بددعا جاری ہوجاتی تھی۔ یہ دیکھ کر کئی مرتبہ اس کی قوم نے ٹوکا کہ ''اے بلعم! تم تو الٹی بددعا کر رہے ہو۔'' تو اس نے کہا کہ ''اے میری قوم! میں کیا کروں میں بولتا کچھ اور ہوں اور میری زبان سے نکلتا کچھ اور ہے۔''

پھر اچانک اس پر یہ غضبِ الٰہی نازل ہوگیا کہ ناگہاں اس کی زبان لٹک کر اس کے سینے پر آگئی۔ اس وقت بلعم بن باعوراء نے اپنی قوم سے رو کر کہا کہ افسوس میری دنیا و آخرت دونوں برباد و غارت ہوگئیں۔ میرا ایمان جاتا رہا اور میں قہرِ قہّار و غضبِ جبّار میں گرفتار ہوگیا۔(1)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(26)...تَمَلُّق (چاپلوسی)

تَمَلُّق (چاپلوسی) کی تعریف:

''اپنے سے بلند رتبہ شخصیت یا صاحب منصب کے سامنے محض مفاد حاصل کرنے

---

(1)......تفسیر الطبری، پ ۹، الاعراف، تحت الایۃ: ۱۷۶، ج ۶، ص ۱۲۳۔
حاشیۃ الصاوی علی الجلالین، پ ۹، الاعراف، تحت الآیۃ: ۱۷۵، ج ۲، ص ۷۲۷۔

کے لیے عاجزی وانکساری کرنا یا اپنے آپ کو نیچا دکھانا تملق یعنی چاپلوسی کہلاتا ہے۔''[1]

آیتِ مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ وَ اِذَا قِیۡلَ لَہُمۡ لَا تُفۡسِدُوۡا فِی الۡاَرۡضِ ۙ قَالُوۡۤا اِنَّمَا نَحۡنُ مُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۱﴾ ﴾ (پ۱، البقرۃ: ۱۱) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور جو اُن سے کہا جائے زمین میں فساد نہ کرو تو کہتے ہیں ہم تو سنوارنے والے ہیں۔''

صدرالافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید **محمد نعیم الدین** مرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی ''**خزائن العرفان**'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''کُفّار سے میل جول، ان کی خاطر دین میں مُداہنت اور اہلِ باطل کے ساتھ **تَمَلُّق** و چاپلوسی اوران کی خوشی کے لئے صُلحِ کُل بن جانا اور اظہارِ حق سے باز رہنا شانِ منافق اور حرام ہے، اسی کو منافقین کا فساد فرمایا گیا۔ آج کل بہت لوگوں نے یہ شیوہ کرلیا ہے کہ جس جلسہ میں گئے ویسے ہی ہو گئے، اسلام میں اس کی ممانعت ہے ظاہر و باطن کا یکساں نہ ہونا بڑا عیب ہے۔''

حدیثِ مبارکہ، چاپلوسی کے سبب غیرت اور دین جاتا رہا:

حضرت سیِّدُنا **عبداللہ بن مسعود** رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے، ارشاد فرمایا: ''جس نے کسی غنی (یعنی مالدار) کے لیے عاجزی اختیار کی اور اپنے آپ کو اس کی تعظیم

---

1 ......بریقۃ محمودیۃ شرح الطریقۃ المحمدیہ، الثانی عشر من آفات القلب...الخ، فی بحث التواضع والتملق، ج۲، ص۲۳۵۔

اور مال و دولت کی لالچ کے لیے بچھا دیا تو ایسے شخص کی دو تہائی غیرت اور اس کے دین کا آدھا حصہ جاتا رہا۔''(1)

تملق (چاپلوسی) کے بارے میں تنبیہ:

چاپلوسی اور خوشامد کرنا ایک مذموم، مہلک اور غیر اخلاقی فعل ہے، بسا اوقات چاپلوسی اور خوشامد ہلاکت میں ڈالنے والے دیگر کئی گناہوں جیسے جھوٹ، غیبت، چغلی، بدگمانی وغیرہ میں مبتلا کر دیتی ہے جو حرام اور جہنم میں لے جانے والے کام ہیں۔ البتہ علم دین حاصل کرنے کیلئے اگر خوشامد کی ضرورت پیش آئے تو طالب علم کو چاہیے کہ اپنے استاد اور طالب علم اسلامی بھائیوں کی خوشامد کرے تاکہ ان سے علمی طور پر مستفید ہوا جاسکے۔ ایسی خوشامد اور چاپلوسی شرع میں ممنوع نہیں۔ چنانچہ **اللہ** کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''خوشامد کرنا مؤمن کے اخلاق میں سے نہیں ہے مگر علم حاصل کرنے کے لئے خوشامد کرسکتا ہے۔''(2)

حکایت، میں مالداروں کی چاپلوسی کیوں کروں؟

ایک مرتبہ رِیاست نانپارہ (ضِلع بہرائچ یوپی ہند) کے نواب کی مَدح میں شعراء نے قصائد لکھے۔ اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، عظیم البرکت، مُجدِّدِ دِین ومِلّت، پروانۂ شمعِ رِسالت حضرت علامہ مولانا شاہ امام **احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن بھی ماہر اور عظیم

1 ......شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، ج ۶، ص ۲۹۸، حدیث: ۸۲۳۲۔

2 ......شعب الایمان، باب فی حفظ اللسان، ج ۴، ص ۲۲۴، حدیث: ۴۸۶۳۔

شعراء میں سے تھے لہٰذا آپ سے بھی کچھ لوگوں نے گزارِش کی کہ نواب صاحب کی تعریف میں کوئی قصیدہ لکھ دیں۔ آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے نواب صاحب کی تعریف میں کوئی قصیدہ تو نہ لکھا البتہ اس گزارش کے جواب میں ایک نعت شریف لکھی جس کا مَطْلَع یعنی شروع کا شعر یوں ہے:

وہ کمال حسنِ حضور ہے کہ گمانِ نقص، جہاں نہیں
یہی پھول خار سے دور ہے یہی شمع ہے کہ دھواں نہیں

اور مَقْطَع یعنی آخری شعر میں نواب صاحب کی تعریف میں کوئی قصیدہ نہ لکھنے اور اس کے جواب میں نعت رسول مقبول لکھنے کی بہت ہی نفیس اور عشق ومحبت میں ڈوبی ہوئی وجہ یوں بیان کی:

کروں مدح اہلِ دُوَل رضا پڑے اس بلا میں مِری بلا
میں گدا ہوں اپنے کریم کا مِرا دین پارہ ناں نہیں

اعلیٰ حضرت رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه کے کلام کے اس مَقْطَع یعنی آخری شعر کا مطلب یہ ہے کہ اے رضاؔ میں اور دولتمندوں، دنیا کے نوابوں اور حکمرانوں کی تعریف وخوشامد کروں؟ نہیں نہیں اس بلا یعنی مالداروں کی خوشامد نُما آفت و بلا میں تو بس ''مِری بلا'' ہی پڑے! (یعنی مجھ سے تو ایسا ہو ہی نہیں سکتا) بس میں تو اپنے رسولِ کریم صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کے دَربارِ دُربار کا بھکاری ہوں، میرا دِین ''روٹی کا ٹکڑا'' نہیں کہ جدھر ''مال'' دیکھا اُدھر لُڑھک گئے۔ (1)

1 ......ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۳۰۰ ماخوذاً۔

تملق (چاپلوسی) کے آٹھ اسباب و علاج:

(1)......جب انسان کی طبیعت **آرام پسند** ہوجائے اور محنت کی عادت یکسر ختم ہوجائے تو بندہ اپنے **ذاتی مفادات** کے حصول کے لیے چاپلوسی کی سیڑھی استعمال کرتا ہے۔اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ خود کو محنت کا عادی بنائے تاکہ چاپلوسی کے بجائے اس کی محنت کو کامیابی کی سند سمجھا جائے۔

(2)......تملق کا ایک سبب **شہرت کی طلب** ہے لہٰذا بندہ طلب شہرت کے نقصانات کو اپنے پیش نظر رکھے۔

(3)......بعض افراد کی طبیعت **فسادی** ہوتی ہے، لہٰذا وہ اپنی طبیعت کے ہاتھوں مجبور ہوکر تملق کی راہ اختیار کرتے ہیں اور جب ان کے اس برے **فعل** کی نشاندہی کی جائے تو اسے یہ لوگ **اصلاح** کا نام دیتے ہیں۔اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ اس طرح اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے یہ سوال کرے: ''**اللہ** عَزَّوَجَلَّ شر و فساد پھیلانے والے کو سخت ناپسند کرتا ہے کہیں اپنی اس شر انگیزی اور فسادی طبیعت کے سبب میں رحمت الٰہی سے محروم نہ کردیا جاؤں؟''

(4)......بعض افراد اپنی ترقی کے لیے دیگر افراد کو دوسروں کی نظروں میں نیچے گرانا لازمی سمجھتے ہیں اور اس کے لیے **چغل خوری** کی راہ اختیار کرتے ہیں لہٰذا **چغل خوری** کی عادت **تملق** کا بہت بڑا سبب ہے اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ چغل خوری کے دُنیوی اور اُخروی **نقصانات** اپنے پیش نظر رکھے۔

(5)......دوسروں کو اذیت دینے اور نقصان پہنچانے کی غرض سے تملق کا حربہ استعمال کیا جاتا ہے اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ اپنی ذات میں خیر خواہی کا جذبہ پیدا کرے اور آخرت کے مواخذے کو اپنے پیش نظر رکھے۔

(6)......بعض افراد تملق کو ذاتی خامیوں کے لیے پردہ سمجھتے ہیں اور اپنی خامیوں کو دور کرنے کے بجائے تملق میں ہی اپنا وقت ضائع کرتے ہیں۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی ذاتی خامیوں کو دور کرنے کے لیے دیانت دارانہ کوشش کرے اور اپنی عزت نفس کو مجروح ہونے سے بچائے۔

(7)......بعض افراد **بغض و کینہ** کے سبب کسی کو بھی نقصان پہنچانا چاہتے ہیں تو اُس کی چاپلوسی شروع کردیتے ہیں تاکہ اس جال میں پھنس کر وہ شخص خود پسندی وغیرہ جیسی آفات میں مبتلا ہوجائے اور کبھی ترقی نہ کرسکے۔اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ اپنے سینے کو مسلمانوں کے کینے سے پاک کرے، احترام مسلم کا جذبہ بیدار کرے اور مسلمانوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہوئے درست اور مفید مشورہ دے۔

(8)......بعض اوقات صاحب منصب حضرات کی ہم نشینی بھی اس مہلک مرض میں مبتلا کردیتی ہے،اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ بقدرِ ضرورت ہی صاحب منصب افراد سے تعلق رکھے اور بے جا ملاقات سے پرہیز کرے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(27)...اِعْتِمَادِ خَلْق

اعتمادِ خلق کی تعریف:

”مُسَبِّبُ الْاَسْبَاب یعنی اسباب کو پیدا کرنے والے“ ربّ عَزَّوَجَلَّ کو چھوڑ کر فقط ”اسباب“ پر بھروسہ کرلینا یا خالق عَزَّوَجَلَّ کو چھوڑ کر فقط مخلوق پر بھروسہ کرلینا اعتمادِ خلق کہلاتا ہے۔

آیت مبارکہ:

اللّٰه عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ شَاوِرْهُمْ فِی الْاَمْرِۚ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِیْنَ(۱۵۹)﴾ (پ۴، آل عمران: ۱۵۹) ترجمۂ کنزالایمان: ”اور کاموں میں ان سے مشورہ لو اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کرلو تو اللّٰه پر بھروسہ کرو بے شک توکل والے اللّٰه کو پیارے ہیں۔“

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی ”خزائن العرفان“ میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”توکل کے معنی ہیں اللّٰه تبارک وتعالیٰ پر اعتماد کرنا اور کاموں کو اُس کے سپرد کردینا مقصود یہ ہے کہ بندے کا اعتماد تمام کاموں میں اللّٰه پر ہونا چاہیے۔“

حدیث مبارکہ، جس پر توکل اسی کی کفایت:

حضرت سیِّدُنا عمران بن حُصین رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ رسول اللّٰه صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص اللّٰه عَزَّوَجَلَّ پر بھروسہ کرتا ہے اور

اسی کا ہو کے رہ جاتا ہے تو ربّ عَزَّوَجَلَّ اس کے ہر کام میں کفایت فرماتا ہے اور اسے وہاں سے رزق عطا فرماتا ہے جہاں اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو دنیا پر توکل کرتا ہے اور اسی کا ہو کے رہ جاتا ہے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے اس دنیا کا ہی کر دیتا ہے۔"[1]

اعتمادِ خلق کے بارے میں تنبیہ:

خالق عَزَّوَجَلَّ کو بالکل بھلا کر فقط مخلوق یا اسباب پر اعتماد کر لینا نہایت ہی مذموم اور ہلاکت و بربادی میں ڈالنے والا عمل ہے۔ ہر مسلمان کو اس سے بچنا ضروری ہے۔

حکایت، مخلوق پر اعتماد نہ کرنے کا صلہ:

حضرت سیِّدُنا یعقوب بصری رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن حرم میں دس دن تک بھوکا رہا، بھوک سے شدید نڈھال ہو گیا تو خیال آیا کہ وادی میں چلنا چاہیے شاید وہاں سے کچھ کھانے کو مل جائے۔ وہاں پہنچا تو ایک پرانا شلغم ملا، میں نے اسے اٹھا لیا لیکن دل میں وحشت پیدا ہوئی اور یوں محسوس ہوا کہ جیسے کوئی کہہ رہا ہو کہ دس دن کے فاقے کے بعد تیرے حصے میں یہی گلا سڑا شلغم آیا۔ چنانچہ میں نے اسے پھینک دیا اور دوبارہ مسجد میں آ گیا۔

تھوڑی دیر بعد ایک عجمی آیا اور میرے سامنے بیٹھ گیا۔ پھر ایک تھیلا نکالا اور کہا یہ تمہارے لیے ہے۔ میں نے پوچھا: "تم نے اسے میرے لیے ہی کیوں خاص کر لیا؟" اس نے کہا کہ "ہم پندرہ دن سے سمندر میں پھنسے ہوئے تھے، میں نے منت

---

1 ......شعب الایمان، باب فی الرجاء من اللہ تعالی، ج ۲، ص ۲۸، حدیث: ۱۰۷۶۔

مانی کہ اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے بچا لیا تو مجاورین میں جو شخص مجھے سب سے پہلے نظر آئے گا یہ تھیلا اسے صدقہ کروں گا اور سب سے پہلے آپ ہی مجھے ملے ہیں لہٰذا اسے قبول فرمائیے۔ میں نے تھیلا کھولا تو اس میں مصر کا میدہ، چھلے ہوئے بادام اور برفیاں تھیں۔ میں نے اس میں سے تھوڑا سا لیا اور باقی واپس کر دیا۔ پھر اپنے آپ سے کہا: ''تیرا رزق تو تیری طرف سفر کر کے آ رہا تھا اور تو اسے وادی میں تلاش کر رہا تھا۔''[1]

اعتمادِ خلق کا سبب و علاج:

اعتمادِ خلق کا اصل سبب عدمِ توکل ہے۔ مخلوق پر حد درجہ بھروسہ کرنا، لوگوں سے لمبی لمبی امیدیں وابستہ کر لینا اور صرف انہیں اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھنا توکل نہ ہونے کی علامتیں ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے بندہ اپنے خالق و مالک عَزَّوَجَلَّ پر بھروسہ رکھے، اس کی رحمت کاملہ پر نظر رکھے، یہ مدنی ذہن بنائے کہ میں جس مخلوق پر بھروسہ کر رہا ہوں یہ بھی اسی ربّ عَزَّوَجَلَّ کی ہی بنائی ہوئی ہے اور خالق کو چھوڑ کر فقط مخلوق پر بھروسہ کر لینا بے عقلی اور حماقت ہے۔ بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِيْن کے توکل کے حوالے سے واقعات کا مطالعہ کرے اور یہ بات ہمیشہ پیش نظر رکھے کہ مخلوق فقط کامیابی تک پہنچنے کا سبب اور ذریعہ ہو سکتی ہے جبکہ کامیابی عطا کرنا فقط ربّ عَزَّوَجَلَّ ہی کا کام ہے، لہٰذا اسی پر بھروسہ رکھا جائے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

1 ......احیاء العلوم، کتاب التوحید والتوکل، الفن الاول فی حلب النفع، ج ۴، ص ۳۳۴۔

(28)...نِسْیَانِ خَالِق

نسیان خالق کی تعریف:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت وفرمانبرداری کو ترک کردینا اور حقوق اللّٰہ کو یکسر فراموش کردینا "نسیانِ خالق" کہلاتا ہے۔[1]

آیت مبارکہ:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰىهُمْ اَنْفُسَهُمْ ؕ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝۱۹﴾ (پ۲۸، الحشر: ۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: "اور ان جیسے نہ ہو جو اللّٰہ کو بھول بیٹھے تو اللّٰہ نے انہیں بلا میں ڈالا کہ اپنی جانیں یاد نہ رہیں وہی فاسق ہیں۔"

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْا لِیْ وَ لَا تَكْفُرُوْنِ ۝۱۵۲﴾ (پ۲، البقرۃ: ۱۵۲) ترجمۂ کنزالایمان: "تو میری یاد کرو میں تمہارا چرچا کروں گا اور میرا حق مانو اور میری ناشکری نہ کرو۔"

صدرالافاضل حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی اس آیت مبارکہ کے تحت "خزائن العرفان" میں فرماتے ہیں: "ذکر تین طرح کا ہوتا ہے۔(۱) لسانی (۲) قلبی (۳) بالجوارح۔ ذکر لسانی تسبیح، تقدیس، ثناء وغیرہ بیان

1 ......تفسیر الطبری، پ۲۸، الحشر، تحت الآیۃ: ۱۹، ج۱۲، ص۵۰۔
روح المعانی، پ۲۸، الحشر، تحت الآیۃ: ۱۹، ج۲۸، ص۳۵۴۔

کرنا ہے خطبہ، توبہ، استغفار، دعا وغیرہ اس میں داخل ہیں۔ذکر قلبی: **اللہ** تعالٰی کی نعمتوں کا یاد کرنا اس کی عظمت و کبریائی اور اس کے دلائل قدرت میں غور کرنا علماء کا استنباط مسائل میں غور کرنا بھی اسی میں داخل ہیں۔ذکر بالجوارح: یہ ہے کہ اعضاء طاعتِ الٰہی میں مشغول ہوں جیسے حج کے لئے سفر کرنا یہ ذکر بالجوارح میں داخل ہے نماز تینوں قسم کے ذکر پر مشتمل ہے تسبیح و تکبیر ثناء و قراءت تو ذکر لسانی ہے اور خشوع و خضوع اخلاص ذکر قلبی اور قیام، رکوع و سجود وغیرہ ذکر بالجوارح ہے۔ابن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہُمَا نے فرمایا: **اللہ تعالٰی** فرماتا ہے تم طاعت بجالا کر مجھے یاد کرو میں تمہیں اپنی امداد کے ساتھ یاد کروں گا صحیحین کی حدیث میں ہے کہ **اللہ تعالٰی** فرماتا ہے کہ اگر بندہ مجھے تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو ایسے ہی یاد فرماتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں اس کو اس سے بہتر جماعت میں یاد کرتا ہوں۔قرآن و حدیث میں ذکر کے بہت فضائل وارد ہیں اور یہ ہر طرح کے ذکر کو شامل ہیں ذکر بالجہر کو بھی اور بالاخفاء کو بھی۔"

حدیث مبارکہ، خالق کو بھول جانا اس کی ناشکری ہے:

حضرت سیِّدُنا ابو ہریرہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنۡہ سے روایت ہے کہ **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا کہ ربّ عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: "اے ابن آدم بے شک تو جب مجھے یاد کرتا ہے تو میرا شکر ادا کرتا ہے اور جب تو مجھے بھول جاتا ہے تو میرا انکار کر دیتا ہے۔"(1)

---

(1)......معجم الاوسط، من اسمه محمد، ج ۵، ص ۲۶۲، حدیث: ۷۲۶۵۔

حقوق اللہ میں غفلت کرنے والے کی مثال:

حضرت نعمان بن بشیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں کہ میں نے سرکارِ دو عالم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو یہ فرماتے سنا کہ **اللہ** کے حقوق میں غفلت برتنے والا، حدوں کو توڑنے والا اور انہیں قائم رکھنے والا ان کی مثال کشتی کے تین مسافروں کی ہے۔ جنہوں نے کشتی کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک نے سب سے اوپر والا، دوسرے نے درمیانی اور تیسرے نے سب سے نیچے والا حصہ لے لیا۔ سفر کے دوران نچلی منزل والے نے اچانک کلہاڑا چلانا شروع کر دیا۔ دوسرے نے پوچھا: ''یہ کیا کرنے لگے ہو؟'' اس نے جواب دیا: ''میں اپنے حصہ میں تھوڑا سا سوراخ کرنے لگا ہوں تاکہ پانی تک رسائی ہو اور میری بچی کچی چیزیں اور خون بہانا آسان ہو۔'' اس پر تیسرا کہنے لگا: ''**اللہ** اسے نابود کرے، چھوڑو اسے اپنے حصہ میں شگاف کرنے دو۔'' دوسرے نے کہا: ''نہیں نہیں اس نے سوراخ کر دیا تو خود بھی غرق ہوگا اور ہمیں بھی غرق کرے گا۔'' اب اگر انہوں نے اس کا ہاتھ روک دیا تو وہ بھی بچ گیا اور یہ خود بھی لیکن اگر انہوں نے اس کا ہاتھ نہ پکڑا تو یہ بھی ہلاک ہوں گے اور وہ خود بھی۔ (1)

سب سے بڑا سخی اور بخیل:

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ''الزھد وقصر

---

1 ......بخاری، کتاب الشرکۃ، ہل یقرع فی القسمۃ، ج ۲، ص ۱۴۳، حدیث: ۲۴۹۳۔
مسند احمد، ج ۳۷، ص ۳۱۹، حدیث: ۱۸۳۶۸۔

الامل'' صفحہ ۷۷ پر ہے: ''اور لوگوں میں سب بڑا سخی وہ ہے جو **حقوق اللہ** کو عمدہ طریقے پر ادا کرے اگرچہ اس کے علاوہ دیگر کاموں میں لوگ اسے بخیل ہی کہتے ہوں اور سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے حقوق کی ادائیگی میں بخل کرے اگرچہ دوسرے کاموں میں لوگ اُسے سخی ہی کہتے ہوں۔''

نسیان خالق کے بارے میں تنبیہ:

اپنے خالق عَزَّوَجَلَّ ہی کو بھول جانا، اس کے ذکر سے غافل ہوجانا، اطاعت و فرمانبرداری کو ترک کردینا اور **حقوق اللہ** کو یکسر فراموش کردینا بہت بڑی بدبختی اور ہلاکت کا سبب ہے۔

حکایت، اعتماد خالق اور نسیان خلق کی تاریخی مثال:

جب نمرود نے اپنی ساری قوم کے روبرو حضرت سیِّدُنا ابراہیم عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو آگ میں ڈالا تو زمین و آسمان کی ہر مخلوق چیخیں مار مار کر بارگاہِ خداوندی میں عرض کرنے لگی کہ: ''اے پاک پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تیرے خلیل آگ میں ڈالے جارہے ہیں اور اُن کے سوا زمین میں کوئی اور انسان تیری توحید کا علمبردار اور تیرا پرستار نہیں ہے، لہٰذا تو ہمیں اجازت دے کہ ہم ان کی امداد و نصرت کریں۔'' **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: ''ابراہیم میرے خلیل ہیں اور میں اُن کا معبود ہوں، اگر ابراہیم تم سب سے فریاد کر کے مدد طلب کریں تو میری اجازت ہے کہ تم سب ان کی مدد کرو اور اگر وہ میرے سوا کسی اور سے کوئی مدد طلب نہ کریں تو تم سب سن لو کہ میں

اس کا دوست اور حامی و مددگار رہوں۔ لہٰذا تم اُس کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دو۔'' بعد ازاں آپ عَلَیْہِ السَّلَام کے پاس پانی کا فرشتہ آیا اور عرض کرنے لگا: ''اگر آپ فرمائیں تو میں پانی برسا کر اس آگ کو بجھا دوں۔'' پھر ہوا کا فرشتہ حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا: ''اگر آپ کا حکم ہو تو میں زبردست آندھی چلا کر اس آگ کو اڑا دوں۔'' تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ان دونوں فرشتوں سے فرمایا: ''مجھے تم لوگوں کی کوئی ضرورت نہیں۔ مجھے میرا ربّ عَزَّوَجَلَّ ہی کافی ہے اور وہی میرا بہترین کارساز ہے، وہ جب چاہے گا اور جس طرح اس کی مرضی ہوگی میری مدد فرمائے گا۔''(1)

نسیان خالق کے سات اسباب وعلاج:

(1)......نسیانِ خالق کا پہلا سبب خوفِ خدا کی کمی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے اندر خوفِ خدا پیدا کرے، اپنا زیادہ وقت خائفین کی صحبت میں گزارے اور خوف خدا کے حوالے سے مختلف کتب کا مطالعہ کرکے اپنی معلومات میں اضافہ کرے نیز اس پر عمل کی کوشش کرتا رہے۔ اس ضمن میں تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ''خوفِ خدا'' کا مطالعہ بھی بہت مفید ہے۔

(2)......نسیانِ خالق کا دوسرا سبب گناہوں کے بارے میں لاعلمی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ گناہِ صغیرہ اور گناہِ کبیرہ کے حوالے سے معلومات حاصل کرے۔

---

1 ......حاشیۃ الصاوی علی الجلالین، پ ۱۷، الانبیاء، تحت الآیۃ: ۶۸، ج ۴، ص ۱۳۰۷۔

اس ضمن میں مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ اِن کتب ''احیاء العلوم، جہنم میں لے جانے والے اعمال'' کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔

(3)......**نسیانِ خالق** کا تیسرا سبب **دُنیوی اُمور میں حد سے زیادہ غیر ضروری مشغولیت** ہے کہ بندہ دُنیوی اُمور میں ایسا مشغول ہوتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت و فرمانبرداری کو یکسر فراموش کردیتا ہے۔اِس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ اپنی دُنیوی مشغولیت کا جائزہ لے اور جو مشغولیت اِطاعت الٰہی میں رُکاوٹ اور عذابِ آخرت کا سبب بن رہی ہو، اُسے اپنی ذات سے دور کرنے کی مخلصانہ کوشش کرے۔

(4)......بعض اوقات بندہ اپنی **غفلت** کے سبب **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں مبتلا ہوجاتا ہے۔لہٰذا نسیانِ خالق کا چوتھا سبب **غفلت** ہے۔ اِس کا **علاج** یہ ہے کہ غفلت کے اسباب کو دُور کرے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں توبہ کرتا رہے۔

(5)......**نسیانِ خالق** کا پانچواں سبب **دنیا کی محبت** ہے اور حدیث پاک کے مطابق حب دنیا تمام گناہوں کی جڑ ہے لہٰذا بندے کو چاہیے کہ حب دنیا کا **علاج** کرے تا کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی اطاعت وفرمانبرداری میں یہ مہلک مرض رُکاوٹ نہ بن سکے۔

(6)......بعض اوقات بندے کے دل میں مخلوق کی محبت خالق کی محبت پر اس طرح غالب آجاتی ہے کہ بندہ مخلوق کی اطاعت کو خالق کی اطاعت پر ترجیح دیتا ہے اور وہ یہ حدیث پاک بھول جاتا ہے کہ ''**خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اِطاعت جائز نہیں۔**'' اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت پر غور کرے اور یہ بات پیشِ

نظر رکھے کہ ہماری اتنی نافرمانیوں کے باوجود **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ ہم پر کس قدر مہربان ہے۔

(7)......**نسیانِ خالق** کا ساتواں سبب **بُری صحبت** ہے۔اِس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ نیک پرہیزگار لوگوں کی صحبت اختیار کرے، بداَخلاق اور بُرے لوگوں سے اپنے آپ کو ہمیشہ دُور رکھے کہ **''بُری صحبت زہریلے سانپ سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے۔''** کہ سانپ تو اپنے ڈنک سے فقط جسمانی نقصان پہنچاتا ہے مگر بُری صحبت بسا اوقات جسمانی نقصان کے ساتھ ساتھ رُوحانی نقصان (جیسے گناہوں میں مبتلا ہونا، ایمان کی بربادی وغیرہ) بھی پہنچاتی ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کا مشکبار مدنی ماحول بھی ایک اچھی صحبت فراہم کرتا ہے، اس مدنی ماحول سے وابستہ ہوکر لاکھوں لوگ گناہوں بھری زندگی سے تائب ہوکر نیکیوں بھری زندگی گزار رہے ہیں، نسیانِ خالق جیسے موذی مرض سے نجات پاکر صبح وشام اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی یاد میں مگن ہونے والے بن گئے ہیں۔آپ بھی اس مدنی ماحول سے ہردم وابستہ رہیے، اپنے علاقے میں ہونے والے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات میں شرکت فرمائیے، مدنی قافلوں میں سفر کیجئے، مدنی انعامات پر عمل کیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ آپ کی زندگی میں ایک مدنی انقلاب برپا ہوجائے گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب !   صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(29)...نِسْیَانِ مَوت

نسیان موت کی تعریف:

دنیوی مال ودولت کی محبت وگناہوں میں غرق ہوکر موت کو یکسر فراموش کردینا نسیانِ موت کہلاتا ہے۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَجَآءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ ﴿۱۹﴾﴾ (پ۲۶، ق: ۱۹) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور آئی موت کی سختی حق کے ساتھ یہ ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔''

مُفَسِّرِ شَہِیر، حکیمُ الاُمَّت مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الْحَنَّان اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یہ کلام کافر یا غافل (یعنی دنیوی محبت میں موت کو بھول جانے والے) سے ہوگا، فرشتے فرمائیں گے۔''[1]

حدیث مبارکہ، سب سے عقل مند مومن:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا سے مروی ہے کہ حضور نبی رحمت شفیع امت صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سب سے زیادہ عقل مند ودانا وہ مومن ہے جو موت کو کثرت سے یاد کرے اور اُس کے لئے احسن طریقے پر تیاری کرے، یہی (حقیقی) دانا لوگ ہیں۔''[2]

---

1 ......نور العرفان، پ۲۶، ق، تحت الآیۃ: ۱۹۔

2 ......شعب الایمان، باب فی الزھد وقصر الامل، ج۷، ص۳۵۱، حدیث: ۱۰۵۴۹۔

نسیان موت کے بارے میں تنبیہ:

نسیانِ موت یعنی موت کا بھول جانا دل کی سختی کی علامت ہے اور دل کا سخت ہونا گناہوں کے اِرتکاب کا بہت بڑا سبب ہے، **موت کو بھول جانا** ہلاکت میں ڈالنے والا مذموم امر ہے، لہٰذا موت کو ہمیشہ یاد کرتے رہنے چاہیے۔

حکایت، اے ویران محل! تیرے مکین کہاں ہیں؟

حضرتِ سیِّدُنا صالح مُرِّی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ایک مرتبہ ایک عالیشان محل کے قریب سے گزرے تو ایک کنیز ہاتھوں میں دَف اٹھائے یہ نغمہ گا رہی تھی: ''ہم لوگ ایسی نعمتوں اور خوشیوں میں ہیں جو کبھی زائل (یعنی ختم) نہ ہوں گی۔'' یہ سن کر آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اس کنیز سے فرمایا: ''**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی قسم! تو جھوٹ بول رہی ہے۔'' پھر آپ وہاں سے روانہ ہو گئے۔ کچھ عرصے بعد جب آپ کا گزر دوبارہ اس محل کے قریب سے ہوا تو دیکھا کہ اس محل پر بوسیدگی و شکستگی کے آثار نمایاں ہیں، نوکر چاکر سب غائب تھے، محل کی تمام زیب وزینت خاک میں مل چکی تھی، گردشِ ایام کی زد میں آکر وہ زیب وزینت کا شاہکار محل اب خراب وبیکار ہو چکا تھا گویا وہ ویران محل پکار پکار کر زبانِ حال سے یوں کہہ رہا تھا:

اَجل نے نہ کسریٰ ہی چھوڑا نہ دارا
اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر اک لے کے کیا کیا نہ حسرت سِدھارا

پڑا رہ گیا سب یونہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه نے محل کے دروازے کے پاس کھڑے ہو کر بلند آواز سے ارشاد فرمایا: ''اے ویران محل! تیرے مکین کہاں ہیں؟ کہاں گئے تیرے خدام؟ تیری زیب وزینت کو کیا ہوا؟ کہاں ہے وہ جھوٹی کنیز جس کا یہ گمان تھا کہ ہماری نعمتیں اور خوشیاں ختم نہ ہوں گی؟ کہاں گئی اب وہ نعمتیں اور خوشیاں؟'' ابھی آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه یہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ محل کے اندر سے یہ غیبی آواز سنائی دی: ''اے صالح رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه! جب مخلوق کا مخلوق پر اتنا غضب ہے تو مخلوق پر خالق کے غضب کا عالَم کیا ہوگا؟'' پھر آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور زار وقطار روتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اے لوگو! مجھے معلوم ہوا ہے کہ جہنمی یوں پکاریں گے: اے ہمارے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! تو جو چاہے ہمیں عذاب دے، لیکن ہم پر غضب نہ فرما، بے شک تیرا قہر وغضب آگ سے زیادہ شدید ہے۔ اے ہمارے ربّ عَزَّوَجَلَّ! جب تو ہم پر غضب فرماتا ہے تو عذاب کی زنجیریں، بیڑیاں اور جہنمی طوق ہم پر تنگ ہو جاتے ہیں۔''[1]

نِسیانِ موت کے نو علاج:

(1)......دنیا کی محبت کو دل میں جگہ نہ دیجئے کیونکہ نسیانِ موت یعنی موت کو

[1] ......عیون الحکایات، ج۲، ص۱۹۰۔

فراموش کردینے کا سب سے بڑا سبب دنیا کی محبت ہے، جب بندہ دنیا کی محبت میں مشغول ہوتا ہے توعموماً موت کو بھول جاتا ہے۔

(2)......غسل میت، تدفین اور جنازوں میں کثرت سے شرکت کیجئے کہ ان تمام معاملات سے نسیانِ موت کے موذی مرض سے نجات ملتی اور فکرآخرت نصیب ہوتی ہے۔

(3)......تنہائی میں فوت شدہ احباب کو یاد کیجئے کہ اس سے فکرآخرت سے بھرپور مدنی ذہن ملے گا کہ ایک نہ ایک دن مجھے بھی ان کی طرح اس دنیا سے جانا ہے اور اپنی کرنی کا پھل بھگتنا ہے۔

(4)......اُن غافلوں کو یاد کیجئے کہ جن کے کفن بازاروں میں آگئے تھے اور وہ دنیا کی رنگینیوں میں گم تھے خصوصاوہ لوگ جو جوانی میں ہی موت کے گھاٹ اتر گئے، جن کے کم عمری میں فوت ہوجانے کا خیال تک نہ تھا۔

(5)......قبر کے احوال پر غور کیجئے کہ آج میری محبت کا دم بھرنے والے، ہر وقت میرے ساتھ رہنے والے کل مجھے اسی تنگ وتاریک کوٹھری میں چھوڑ کر واپس آجائیں گے۔

(6)......موت سے متعلقہ کتب کا مطالعہ کیجئے۔ شیخ طریقت، امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ان رسائل چار سنسنی خیز خواب، برے خاتمے کے اسباب، قبر والوں کی پچیس حکایات اور کفن چوروں کے انکشافات، قبر کی پہلی رات وغیرہ کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

(7)......موت کے موضوع پر بیانات سنئے۔شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے ان بیانات: غفلت، قبر کا امتحان، قیامت کا امتحان اور مبلغ دعوت اسلامی، نگرانِ شوریٰ حاجی محمد عمران عطاری سَلَّمَہُ اللّٰہُ الْغَنِی کا فکر آخرت سے بھرپور بیان ''**موت کا تصور**'' سننا بھی بہت مفید ہے۔

(8)......اپنے کمرے، دفتر یا موبائل یا جہاں بھی باربار نظر پڑتی ہو وہاں ''**الموت**'' لکھ کر لگا دیجئے تا کہ جب بھی اس پر نظر پڑے تو فوراً موت کی یاد آ جائے۔

(9)......سنتوں بھرے اجتماعات میں شرکت، مدنی قافلوں میں سفر کرنا اور موت کو یاد کرنے والوں کی صحبت میں رہ کر **عملی** تربیت حاصل کرنا بھی نسیان موت جیسے مرض کو دور بھگانے میں بہت معاون ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(30)...جرأت علی اللّٰہ

جرأت علی اللّٰہ کی تعریف:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی سرکشی وقصداً نافرمانی کرنا یعنی جن کاموں کو **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے کرنے کا حکم دیا ہے انہیں نہ کرنا اور جس سے منع فرمایا ہے ان سے اپنے آپ کو نہ بچانا جرأت **علی اللّٰہ** کہلاتا ہے۔

آیت مبارکہ:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّمَا السَّبِیْلُ عَلَی الَّذِیْنَ

یَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۴۲﴾ (پ۲۵، الشوری: ۴۲) ترجمۂ کنزالایمان: ''مواخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔''

حدیث مبارکہ، سرکش انسان کی ذلت وخواری:

سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو دنیا میں سرکشی کرے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اسے ذلیل کرے گا اور جو دنیا میں تواضع اختیار کرے گا اللہ عَزَّوَجَلَّ قیامت کے دن اس کی طرف ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس سے کہے گا: اے نیک بندے! اللہ عَزَّوَجَلَّ فرماتا ہے کہ میرے قرب میں آجا کہ تو ان لوگوں میں سے ہے جن پر آج نہ کوئی خوف ہے اور نہ کچھ غم۔''(1)

جرأت علی اللہ یعنی سرکشی کے بارے میں تنبیہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی سرکشی و نافرمانی کرنا، اس کے مامُورات (جن کاموں کا اس نے حکم دیا ان) سے روگردانی کرنا اور اس کے مَنْہِیّات (جن چیزوں سے اس نے منع کیا ہے ان) کو بجالانا حرام ناجائز اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

حکایت، سرکشی کا علاج ایک ولی اللہ کے ہاتھ:

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن اَدہم عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم کی خدمتِ سراپا عَظَمت میں

(1) ......تاریخ ابن عساکر، ج۵۴، ص۱۴۳۔

ایک شخص حاضِر ہوااورعرض کی: ''یاسیِّدی! مجھ سے بہت گناہ سرزد ہوتے ہیں، برائے کرم! گناہوں کا علاج تجویز فرمادیجئے۔

آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے پہلی نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ''جب گناہ کرنے کا پکاارادہ ہوجائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا رِزق کھانا چھوڑ دو۔'' اُس شخص نے حیرت سے عَرض کی: ''حضور! یہ آپ کیسی نصیحت فرمارہے ہیں؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ جبکہ رزق دینے والا تو وہی ربّ عَزَّوَجَلَّ ہی ہے، میں اُس کی روزی چھوڑ کر بھلا کس کی روزی کھاؤں گا؟'' فرمایا: ''دیکھو! کتنی بُری بات ہے کہ جس پرَوَردگار عَزَّوَجَلَّ کی روزی کھاؤ اُسی کی نافرمانی بھی کرو۔''

پھر دوسری نصیحت فرمائی: ''جب بھی گناہ کا ارادہ ہوجائے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مُلک سے باہَر نکل جاؤ۔'' عَرض کی: ''حضور! یہ بھی کیسے ہوسکتا ہے؟ مشرق، مغرب، شمال، جنوب، دائیں، بائیں، اوپر، نیچے اَلغرض جِدھر جاؤں اُدھر اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کا مُلک پاؤں، اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مُلک سے باہَر کس طرح جاؤں؟'' فرمایا: دیکھو! کتنی بُری بات ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے مُلک میں بھی رہو اور پھر اُس کی نافرمانی بھی کرو۔''

پھر تیسری نصیحت فرمائی: ''جب پختہ ارادہ ہوجائے کہ بس اب گناہ کرہی ڈالنا ہے تو اپنے آپ کو اتنا چُھپالو کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نہ دیکھ سکے۔'' عَرض کی: ''حضور! یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ مجھے نہ دیکھ سکے، وہ تو دلوں کے اَحوال سے بھی باخبر ہے۔'' فرمایا: ''دیکھو! کتنی بُری بات ہے کہ تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کو سَمیع وبَصیر (یعنی سننے والا اور دیکھنے والا) بھی تسلیم کرتے ہو اور یہ بھی یقین کے ساتھ کہہ رہے ہو کہ ہر لمحے مجھے اللہ عَزَّوَجَلَّ دیکھ رہا

ہے مگر پھر بھی گناہ کئے جارہے ہو۔''

پھر چوتھی نصیحت فرمائی: ''جب ملک الموت سیِّدُ نا عزرائیل عَلَيْهِ السَّلَام تمہاری رُوح قبض کرنے کیلئے تشریف لائیں تو اُن سے کہہ دینا، تھوڑی سی مُہلَت (مُہ ۔لَت) دے دیجئے تا کہ میں توبہ کرلوں۔'' عرض کی: ''حضور! میری کیا اَوقات اور میری سنے کون؟ موت کا وقت مقرّر ہے اور مجھے ایک لمحہ بھی مُہلَت نہیں مل سکے گی، فوراً میری رُوح قبض کرلی جائے گی۔'' فرمایا: جب تم یہ جانتے ہو کہ میں بے اختیار ہوں اور توبہ کی مُہلَت حاصل نہیں کرسکتا تو فی الحال ملے ہوئے لمحات کو غنیمت جانتے ہوئے مَلَکُ الْمَوت عَلَيْهِ السَّلَام کی تشریف آوری سے پہلے پہلے توبہ کیوں نہیں کرلیتے؟''

پھر پانچویں نصیحت فرمائی: ''جب تمہاری موت واقع ہوجائے اور قبر میں منکر نکیر (سوال وجواب کرنے والے دو فرشتے) تشریف لے آئیں تو اُنکو قبر سے ہٹا دینا۔'' عرض کی: ''حضور! یہ کیا فرما رہے ہیں؟ میں انہیں کیسے ہٹا سکوں گا؟ مجھ میں اتنی طاقت کہاں؟'' آپ رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه نے ارشاد فرمایا: ''جب تم منکر نکیر کو نہیں ہٹا سکتے تو اُن کے سُوالات کے جَوابات کی تیّاری ابھی سے کیوں نہیں کرلیتے؟''

پھر چھٹی اور آخری نصیحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''اگر قیامت کے دن تمہیں جہنّم کا حکم سنایا جائے تو کہہ دینا: ''میں نہیں جاتا۔'' عرض کی: ''حضور! وہاں تو گنہگاروں کو گھسیٹ کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔'' فرمایا: ''جب تم اللہ عَزَّوَجَلَّ کی روزی کھانے سے بھی باز نہیں آسکتے، اُس کے مُلک سے باہر بھی نہیں نکل سکتے، اُس

سے نظر بھی نہیں بچا سکتے، منکر نکیر کو بھی نہیں ہٹا سکتے اور اگر جہنّم کا حکم سنا دیا جائے تو اُسے بھی نہیں ٹال سکتے تو پھر گناہ کرنا ہی کیوں نہیں چھوڑ دیتے؟'' اُس شخص پر حضرت سیِّدُ نا ابراہیم بن اَدہم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم کے تجویز کردہ گُناہوں کے عِلاج کے ان چھ نصیحت آموز مَدَنی پھولوں کی خوشبوؤں نے بہت اثر کیا، زاروقطار روتے ہوئے اُس نے اپنے تمام گناہوں سے سچّی توبہ کر لی اور مرتے دم تک توبہ پر قائم رہا۔[1]

جرأت علی اللہ کے اسباب وعلاج:

(1)......جرأت علی اللہ کا پہلا سبب **خوفِ خدا کی کمی** ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے اندر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا خوف پیدا کرے، اپنی توجہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کی جانب رکھے، اس کی نعمتوں پر شکر ادا کرنے کی عادت ڈالے۔

(2)......جرأت علی اللہ کا دوسرا سبب **جہالت اور لاعلمی** ہے۔ بندہ گناہوں میں مبتلا رہتا ہے اور اسے یہ پتہ بھی نہیں ہوتا کہ ''میں گناہ کر رہا ہوں۔'' اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ گناہ کی معلومات ان پر ملنے والے عذابات کی تفصیل کا علم حاصل کرے۔ اس حوالے سے تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ''**جہنم میں لے جانے والے اعمال**'' کا مطالعہ بے حد مفید ہے۔

(3)......جرأت علی اللہ کا تیسرا سبب **حب جاہ اور طلب شہرت** ہے۔ بندہ

---

1 ......تذکرۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۱۰۰ ملخصا۔

اپنی تعریف سننے اور شہرت حاصل کرنے کے لیے ناجائز وحرام کام بھی کر گزرتا ہے اور کبھی تو ایمان سے بھی ہاتھ دھونا پڑتا ہے۔اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ سستی شہرت کے بدلے آخرت میں ملنے والے رُسوا کن عذاب کو پیشِ نظر رکھے اور حب جاہ اور طلب شہرت کے اسباب وعلاج کا مطالعہ کرکے اس مہلک مرض سے نجات حاصل کرنے کی کوشش کرے۔

(4)......جرأت **علی اللّٰہ** کا چوتھا سبب **بُری صحبت** ہے۔ برے دوستوں کی بداعمالیاں دیکھ کر انسان کے اندر بھی گناہ کرنے کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، آخر کار یہ جذبہ اسے گناہوں کے دلدل میں پھنسا دیتا ہے جس کی وجہ سے بندہ دنیاوی ذلت کے ساتھ اُخروی عذاب کا بھی مستحق قرار پاتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ بری صحبت کو اپنے لیے **اندھا کنواں** سمجھے اور اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کرے۔

(5)......جرأت **علی اللّٰہ** کا پانچواں سبب **اتباعِ شہوات** ہے۔ کیونکہ بندے کا نفسِ اَمّارہ اسے ناجائز وحرام کاموں پر اُکساتا رہتا ہے جس کی وجہ سے بندہ قصداً گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے۔اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ اپنی ضروریات اور جائز وناجائز خواہشات میں فرق کرے، نفسانی خواہش پر قابو پائے اور نفس کی شرارتوں سے باخبر رہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(31)...نِفاق(مُنَافَقَت)

نفاق (منافقت) کی تعریف:

زبان سے مسلمان ہونے کا دعویٰ کرنا اور دل میں اسلام سے انکار کرنا نفاق اعتقادی اور زبان ودل کا یکساں نہ ہونا نفاق عملی کہلاتا ہے۔''(1)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشادفرماتا ہے: ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ ۚ وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى ۙ یُرَآءُوْنَ النَّاسَ وَ لَا یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۴۲﴾﴾ (پ۵، النساء: ۱۴۲) ترجمۂ کنزالایمان: ''بے شک منافق لوگ اپنے گمان میں اللہ کوفریب دیا چاہتے ہیں اور وہی انہیں غافل کرکے مارے گا اور جب نماز کو کھڑے ہوں تو ہارے جی سے لوگوں کو دکھاوا کرتے ہیں اور اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر تھوڑا۔''

ایک اور مقام پر اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشادفرماتا ہے: ﴿اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ فِی الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لَهُمْ نَصِیْرًا ﴿۱۴۵﴾﴾ (پ۵، النساء: ۱۴۵) ترجمۂ کنزالایمان: ''بے شک منافق دوزخ کے سب سے نیچے طبقہ میں ہیں اور تو ہرگز اُن کا کوئی مددگار نہ پائے گا۔''

صدرالافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی

---

1 ...... بہارشریعت، ج۱، ص۱۸۲، جامع العلوم والحکم، الحدیث الثامن والاربعون، ص ۵۲۹۔

''خزائن العرفان'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''منافق کا عذاب کافر سے بھی زیادہ ہے کیونکہ وہ دنیا میں اظہار اسلام کرکے مجاہدین کے ہاتھوں سے بچا رہاہے اور کفر کے باوجود مسلمانوں کو مُغالطہ دینا اور اسلام کے ساتھ اِستہزاء کرنا اس کا شیوہ رہاہے۔''

حدیث مبارکہ، منافق کی چار علامتیں:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عمرو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''چار علامتیں جس شخص میں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور ان میں سے ایک علامت ہوئی تو اس شخص میں نفاق کی ایک علامت پائی گئی یہاں تک کہ اس کو چھوڑ دے: (۱) جب امانت دی جائے تو خیانت کرے (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے (۳) جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے (۴) جب جھگڑا کرے تو گالی بکے۔''[1]

نفاق (منافقت) کے بارے میں تنبیہ:

نفاقِ اعتقادی کفر کا سب سے بڑا درجہ ہے، منافق اعتقادی کو کل بروزِ قیامت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کے سب سے نچلے درجے میں ڈالا جائے گا جبکہ نفاق عملی گناہِ کبیرہ، حرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔ رَبُّ الْعٰلَمِیْن دونوں طرح کے نفاق سے تمام مسلمانوں کو محفوظ و مامون فرمائے۔ آمین

1 ......بخاری، کتاب الایمان، علامۃ المنافق، ج ۱، ص ۲۴، حدیث: ۳۴۔

حکایت، نفاق سے بچنے کا مدنی انداز:

اِمَامُ الْمُعَبِّرِین حضرتِ سیِّدُنا امام محمد ابن سیرین عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن نے ایک شخص سے اس کا حال احوال پوچھا تو وہ بڑی مایوسی سے بولا: ''اُس کا کیا حال ہوگا جس پر پانچ سو دِرھم قرض ہو، بال بچّے دار ہو مگر پلّے کچھ نہ ہو۔'' آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ یہ سن کر گھر تشریف لائے اور ایک ہزار دِرھم لا کر اُس کو پیش کرتے ہوئے فرمایا: ''پانچ سو دِرہم سے اپنا قرض ادا کردو اور مزید پانچ سو اپنے گھر خرچ کیلئے رکھ لو۔'' اس کے بعد آپ رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ نے اپنے دل میں عہد کیا کہ ''آئندہ کسی کا حال دریافت نہیں کروں گا۔'' **حُجَّۃُ الْاِسلام** حضرت سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''امام ابن سیرین عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْمُبِیْن نے یہ عہد اس لئے کیا کہ اگر میں نے کسی کا حال پوچھا اور اُس نے اپنی پریشانی بتائی پھر اگر میں نے اس کی مدد نہیں کی تو میں پوچھنے کے معاملے میں **مُنافِق** ٹھہروں گا۔''(1)

نفاق کے اسباب اور ان کا علاج

نفاق اعتقادی کے دو اسباب اور ان کا علاج:

(1)......نفاقِ اعتقادی کا پہلا سبب **جہالت** ہے۔ جب بندہ صحیح طریقے سے عقائد، فرائض و واجبات کا علم حاصل نہیں کرتا تو شیطان دل میں طرح طرح کے وسوسے پیدا کرتا ہے تو بندہ نفاقِ اعتقادی جیسے موذی مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس

(1)...... کیمیائے سعادت، ج ۱، ص ۴۰۸۔

کا علاج یہ ہے کہ بندہ عقائد، فرائض وواجبات کا تفصیلی علم حاصل کرے، علمائے اہلسنت کی کتب کے وسیع مطالعے کے ساتھ ساتھ اُن کی صحبت بھی اختیار کرے، جب بھی کوئی شرعی واعتقادی مسئلہ درپیش ہو تو کسی سنی صحیح العقیدہ مستند عالم دین یا سنی مفتیانِ کرام ودارالافتاء اہلسنت سے رابطہ کرے۔ عقائد اہلسنت کی تفصیل کے لیے صدرالشریعہ بدرالطریقہ حضرت علامہ مولانا **مفتی محمد امجد علی اعظمی** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی مایہ ناز تصنیف **''بہارِ شریعت''** حصہ اوّل اور روز مرہ کے شرعی مسائل کے لیے اسی کتاب **''بہارِ شریعت''** کے بقیہ حصوں کا مطالعہ نہایت ہی مفید ہے۔

(2)......نفاقِ اعتقادی کا دوسرا سبب **بدعقیدہ لوگوں کی صحبت** ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے دور بھاگے اور یہ مدنی ذہن بنائے کہ اگر مجھے کسی شخص کے بارے میں معلوم ہوجائے کہ یہ شخص چور ہے اور اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے سے میرا مال چوری ہونے کا اندیشہ ہے تو یقیناً میں ایسے شخص کے ساتھ کبھی بھی بیٹھنا گوارا نہ کروں گا یا بہت احتیاط کروں گا، لیکن بدعقیدہ لوگ تو ایسے چور ہیں جو میرا سب سے قیمتی خزانہ یعنی ایمان چُرا سکتے ہیں تو میں ان لوگوں کی صحبت کیسے گوارا کروں؟ خبردار! ایمان سب سے بڑی دولت ہے اگر خدانخواستہ ایمان برباد ہو گیا تو کہیں کے نہیں رہیں گے۔ بدعقیدہ شخص کے سائے سے بھی دور بھاگیں، اس سے کسی قسم کا کوئی تعلق نہ رکھیں، یقیناً انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، خصوصاً امام الانبیاء، حضور سَیِّدُ الْاَصْفِیَاء صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی گستاخی کرنے والے، آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی

عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پاکیزہ اور مبارک ذات میں عیوب تلاش کرنے والے، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان پر تبرا و بہتان تراشی کرنے والے، اہل بیت عظام کی شان میں زبان دراز کرنے والے، اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے خلاف، ان کے مزارات کے خلاف زبان دراز کرنے والے کسی بھی طرح مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں ہوسکتے، ایسے لوگوں کی صحبت سے اپنے آپ کو ہمیشہ دور رکھیے، شیطانِ لعین کی اتباع کرنے والے ایسے لوگوں سے **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگئے۔ ایسے لوگوں کی صحبت اِختیار کیجئے جو انبیائے کرام عَلَیْہِمُ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام، صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان، اہل بیت کرام، اولیائے عظام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام سے محبت کرنے والے ہوں، ان کی شان بیان کرنے والے ہوں، بغض وعناد کے بجائے عشق ومحبت کی باتیں کرنے والے ہوں۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان کی صحبت اختیار کرنے کی برکت سے ایمان کی حفاظت کا مدنی ذہن ملے گا، گناہوں سے بچنے اور نیکیوں کے لیے کڑھنے کا ذہن ملے گا اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔

نفاق عملی کے تین اسباب اور ان کا علاج:

(1)......نفاقِ عملی کا پہلا سبب **جہالت** ہے کہ بندہ جب نفاق، اس کی علامات، اس کی تباہ کاریوں سے جاہل ہوتا ہے تو اس موذی مرض میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ نفاق عملی اور اس کی تباہ کاریوں کا علم حاصل کرے، ان پر غور وفکر کرکے بچنے کی تدابیر اختیار کرے۔

(2)......نفاقِ عملی کا دوسرا سبب **حرص مذموم** ہے کہ بندہ کسی چیز کی طمع اور لالچ کی

وجہ سے منافقت کرتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ حرص مذموم کی تباہ کاریوں پرغور کرے اور یہ مدنی ذہن بنائے کہ کسی دنیوی فانی شے کی خاطر منافقت کرنا کسی بھی طرح سے عقلمندی کا کام نہیں ہے۔حرص کی تباہ کاریاں جاننے کے لیے تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ''حرص'' کا مطالعہ کیجئے۔

(3)......نفاقِ عملی کا تیسرا سبب حب دنیا ہے کہ جب بندہ پر دنیا کی محبت غالب آتی ہے تو اسے حاصل کرنے کے لیے بسا اوقات منافقت اختیار کرلیتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ حب دنیا جیسی موذی بیماری کی آفتوں پرغور وفکر کرے کہ یہ بیماری مختلف گناہوں میں مبتلا ہونے کا ایک سبب ہے بلکہ بسا اوقات تو حب دنیا جیسے موذی مرض میں مبتلا ہوکر ایمان برباد ہونے کا بھی خطرہ بڑھ جاتا ہے۔لہٰذا بارگاہ رب العزت میں اس موذی مرض سے نجات کی دعا کرتا رہے کہ اے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے اس مرض سے نجات عطا فرما۔آمین

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(32)...اِتِّبَاعِ شَیْطَان

اتباع شیطان کی تعریف:

''شیطان کے وَساوِس وشُبُہات کے مطابق چلنا اِتباعِ شیطان کہلاتا ہے۔''[1]

1 ......تفسیرخزائن العرفان، پ ۲، البقرۃ، تحت الایہ: ۲۰۸، ص ۶۹ ماخوذا۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِؕ وَ مَنْ یَّتَّبِعْ خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ فَاِنَّهٗ یَاْمُرُ بِالْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِؕ﴾ (پ۱۸، النور: ۲۱) ترجمۂ کنز الایمان: ''اے ایمان والو شیطان کے قدموں پر نہ چلو اور جو شیطان کے قدموں پر چلے تو وہ تو بے حیائی اور بری ہی بات بتائے گا۔''

حدیث مبارکہ، شیطان کی اتباع نہ کرنے کا انعام:

حضرتِ سیِّدُنا سَبُرَہ بن ابی فاکہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''بیشک شیطان آدمی کی راہِ اسلام میں بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: تو اسلام قبول کر رہا ہے حالانکہ تو اپنا اور اپنے آباء کا دین چھوڑ رہا ہے۔ وہ آدمی اس کی مخالفت کر کے اسلام قبول کرتا ہے تو اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔ پھر شیطان اس کی راہِ ہجرت میں رکاوٹ ڈالتا ہے اور کہتا ہے: تو ہجرت کر رہا ہے حالانکہ تو اپنے زمین و آسمان چھوڑ رہا ہے۔ وہ آدمی اس کی مخالفت کر کے ہجرت کرتا ہے۔ پھر شیطان بندے کی راہِ جہاد میں رکاوٹ ڈالتا ہے اور کہتا ہے: تو جہاد کر رہا ہے حالانکہ یہ تو جان اور مال کا جہاد ہے کہ تو جہاد کرے گا تو قتل کر دیا جائے گا، تیری زوجہ کا کہیں اور نکاح کر دیا جائے گا اور تیرا مال تقسیم کر دیا جائے گا۔ وہ آدمی اس کی مخالفت کر کے جہاد کرتا ہے۔'' پھر ارشاد فرمایا: ''جو ایسا کرے اور مر جائے یا

راہِ خدا میں مارا جائے، یا ڈوب جائے یا اس کی سواری اسے گرا کر ماردے تو (اِن تمام صورتوں میں) اللہ عَزَّوَجَلَّ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل فرمائے۔‘‘[1]

اتباع شیطان کے بارے میں تنبیہ:

شیطان اِنسان کا کھلا دشمن ہے، اس کا مقصد دنیا وآخرت دونوں کو تباہ وبرباد کرنا ہے، ہر چھوٹے سے چھوٹا اور بڑے سے بڑا گناہ کرنا شیطان ہی کی اتباع ہے، شیطان کے وساوس وشبہات کے مطابق چلنا ناجائز وحرام اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے۔

حکایت، شیطان کی اتباع کرنے کا عبرت ناک انجام:

منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بہت بڑا عابِد یعنی عبادت گزار شخص تھا۔ اُسی عَلاقے کے تین بھائی ایک بار اُس عابِد کی خدمت میں حاضِر ہو کر عرض گزار ہوئے کہ ہم کہیں سفر پر جارہے ہیں، واپسی تک ہماری جوان بہن کو ہم آپ کے پاس چھوڑ کر جانا چاہتے ہیں۔ عابِد نے خوفِ فِتنہ کے سبب معذرت چاہی مگر ان کے بے حد اِصرار پر وہ تیّار ہو گیا اور کہا کہ اسے میں اپنے ساتھ تو نہیں رکھوں گا البتہ عبادت خانے کے کسی قریبی گھر میں اُس کو ٹھہرا دیجئے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ عابِد کھانا اپنے عبادت خانے کے دروازے کے باہَر رکھ دیتا اور وہ اٹھا کر لے جاتی۔

کچھ دن کے بعد شیطان نے عابِد کے دل میں ہمدردی کے انداز میں وَسوَسہ ڈالا

---

1 ......صحیح ابن حبان، کتاب السیر، باب فضل الجهاد، ذکر۔۔۔الخ، ج ۷، ص ۵۷، حدیث: ۴۵۷۴ بتصرف۔

کہ کھانے کے اوقات میں جوان لڑکی اپنے گھر سے نکل کر آتی ہے کہیں کسی بدکار مرد کے ہتھے نہ چڑھ جائے، بہتر یہ ہے کہ اپنے دروازے کے بجائے اُس کے دروازے کے باہَر کھانا رکھ دیا جائے، اس اچھی نیّت کا کافی ثواب ملے گا۔ چنانچہ اُس نے اب کھانا اُس کے دروازے پر پہنچانا شُروع کیا۔ چند روز بعد شیطان نے پھر وسوسے کے ذَرِیعے عابِد کا جذبۂ ہمدردی اُبھارا کہ بے چاری چُپ چاپ اکیلی پڑی رہتی ہے، آخِر اس کی وَحشت دُور کرنے کی اچھی نیّت کے ساتھ بات چیت کرنے میں کیا گُناہ ہے؟ یہ تو کارِ ثواب ہے، یوں بھی تم بہت پرہیز گار آدمی ہو، نَفس پر حاوی ہو، نیّت بھی صاف ہے یہ تمہاری بہن کی جگہ ہے۔ چنانچہ بات چیت کا سلسلہ شُروع ہوا۔ جوان لڑکی کی سُریلی آواز نے عابِد کے کانوں میں رس گھولنا شروع کر دیا، دل میں ہَیجان برپا ہوا، شیطان نے مزید اُکسایا یہاں تک کہ ''نہ ہونے کا ہو گیا۔'' یعنی عابد نے اس لڑکی کے ساتھ منہ کالا کر لیا حتیٰ کہ لڑکی نے بچّہ بھی جَن دیا۔ شیطان نے دل میں وَسوَسوں کے ذَرِیعے خوف دلایا کہ اگر لڑکی کے بھائیوں نے بچّہ دیکھ لیا تو بڑی رُسوائی ہو گی لہٰذا عزّت پیاری ہے تو نَومَولود بچے کا گلا کاٹ کر زمین میں گاڑ دو۔ وہ ذِہنی طور پر تیّار ہو گیا پھر فوراً وسوسہ ڈالا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ لڑکی ہی اپنے بھائیوں کو بتا دے بس عافیت اِسی میں ہے کہ ''نہ رہے بانس نہ بجے بانسری'' دونوں ہی کو ذَبح کر ڈالو۔

الغرض عابِد نے جوان لڑکی اور ننھے بچّے کو بے دَردی کے ساتھ ذَبح کر کے اُسی مکان میں ایک گڑھا کھود کر دَفن کر کے زمین برابر کر دی۔ جب تینوں بھائی سفر سے

لوٹ کر عابِد کے پاس آئے تو اُس نے اظہارِ افسوس کرتے ہوئے کہا: ''آپ کی بہن فوت ہوگئی ہے، آیئے اُس کی قبر پر فاتحہ پڑھ لیجئے۔'' چنانچہ عابِد انہیں قبرستان لے گیا اور ایک قبر دِکھا کر جھوٹ موٹ کہا: ''یہ آپ کی مرحومہ بہن کی قبر ہے۔'' چنانچہ اُنہوں نے فاتحہ پڑھی اور رنجیدہ رنجیدہ واپَس آ گئے۔

رات شیطان ایک مسافِر کی صُورت میں تینوں بھائیوں کے خوابوں میں آیا اور اُس نے عابِد کے تمام سیاہ کارنامے بیان کر دیئے اور تدفین والی جگہ کی نشاندہی بھی کر دی کہ یہاں کھودو۔ چُنانچِہ تینوں اُٹھے اور ایک دوسرے کو اپنا خواب سنایا۔ تینوں نے مل کر خواب میں کی گئی نشاندہی کے مطابِق زمین کھودی تو واقعی وہاں بہن اور بچّے کی ذَبح شدہ لاشیں موجود تھیں۔ وہ تینوں عابِد پر چڑھ دوڑے، بالآخر اُس نے اقبالِ جُرم کرلیا۔

انہوں نے بادشاہ کے دربار میں اس کے خلاف مقدمہ دائر کر دیا۔ عابِد کو اُس کے عبادت خانے سے گھسیٹ کر نکالا گیا اور سزائے موت دینے کا فیصلہ ہوا۔ جب سولی پر چڑھانے کیلئے لایا گیا تو شیطان اُس پر ظاہر ہوا اور کہنے لگا: ''مجھے پہچان! میں تیرا وُہی شیطان ہوں جس نے تجھے عورت کے فتنے میں ڈال کر ذِلّت کی آخری منزل تک پہنچایا ہے، خیر گھبرا مت! اب بھی میں تجھے بچا سکتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ تجھے میری اِطاعت کرنی ہوگی۔'' مرتا کیا نہ کرتا! عابِد نے کہا: ''میں تیری ہر بات ماننے کیلئے تیّار ہوں۔'' شیطان نے کہا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کا انکار کر دے اور کافر ہو جا۔'' اس بدنصیب عابِد نے کفر بکتے ہوئے کہا: ''میں خدا کا انکار کرتا ہوں اور کافر ہوتا ہوں۔'' شیطان ایک

دم غائب ہو گیا اور سپاہیوں نے فوراً اُس بدنصیب عابِد کو پھانسی پر چڑھا دیا۔[1]

اتباعِ شیطان کے چار اسباب وعلاج:

(1)......**اِتباعِ شیطان** کا سب سے بڑا اور بنیادی سبب **وسوسوں کی پیروی** ہے کیوں کہ گناہ کروانے اور نیکیاں چھڑوانے میں وسوسے پیدا کرنا شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔ اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ شیطانی وسوسوں کے بارے میں **معلومات** حاصل کرے، ان سے بچنے کے طریقے جانے اور بچنے کی کوشش بھی کرے، شیطان کے مکروفریب اور اس کے وسوسوں سے بچنے کے لیے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرے، شیطانی وساوس سے بچنے کا **روحانی علاج** بھی کرتا رہے کہ جب بھی کوئی شیطانی وسوسہ یا خیال دل میں آئے تو فوراً **تَعَوُّذ** یعنی **اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم** پڑھے، **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰه** پڑھ کر بائیں طرف تین مرتبہ تھوتھو کرے اور فوراً اس شیطانی وسوسے کو اپنے ذہن سے دور کرے، نیز شیطانی وساوس کو قطعاً خاطر میں نہ لائے۔ شیطانی وسوسوں کی **معلومات** اور ان سے بچنے کے طریقے جاننے کے لیے شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری رضوی** ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے **"وسوسے اور ان کا علاج"** کا ہفتے میں ایک بار مطالعہ بے حد مفید ہے۔

(2)......**اتباعِ شیطان** کا دوسرا سبب **بری صحبت** ہے کہ صحبت اپنا اثر رکھتی ہے

---

[1]......تلبیسِ ابلیس، ص ۳۸۔ ۴۰ ملخصاً۔

اچھی صحبت اچھا اثر اور بری صحبت برا اثر۔ جب بندہ برے لوگوں کی صحبت میں بیٹھنے لگتا ہے تو پھر وہ شیطانی کاموں میں پڑ جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ نیک، پرہیزگار اور متقی لوگوں کی صحبت اختیار کرے، ایسے لوگوں کے پاس بیٹھے جنہیں دیکھ کر ربّ عَزَّوَجَلَّ کی یاد آئے، گناہوں سے نفرت اور نیکیوں کی طرف رغبت ملے، دل میں رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی محبت اور شیطان لعین کی نفرت پیدا ہو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کا مشکبار مدنی ماحول بھی گناہوں سے نفرت کرنے اور نیکیوں کی طرف رغبت کرنے میں بہت معاونت کرتا ہے، لاکھوں لوگ اس مدنی ماحول سے وابستہ ہونے کے بعد گناہوں بھری زندگی سے تائب ہو کر نیکیوں بھری زندگی گزار رہے ہیں، آپ بھی اس مدنی ماحول سے ہر دم وابستہ رہیے، اپنے علاقے میں ہونے والے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماعات میں شرکت کیجئے، مدنی قافلوں میں سفر کیجئے، مدنی انعامات پر عمل کی کوشش کیجئے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کی زندگی میں بھی مدنی انقلاب برپا ہو جائے گا۔

(3)......**اِتباعِ شیطان کا تیسرا سبب گناہوں میں رغبت ہے۔** جب بندہ خود گناہوں میں دلچسپی لے کر شیطان کی پیروی کرتا ہے تو اس کے لیے گناہ کرنا بہت آسان اور نیکی کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ یہ مدنی ذہن بنائے کہ گناہوں میں رغبت برے خاتمے کا ایک سبب ہے۔ برا خاتمہ دنیا و آخرت کی تباہی و بربادی ہے، لہٰذا ایمان کی حفاظت کے لیے گناہوں سے بے رغبتی اور نیکیوں میں

دلچسپی لینا بہت ضروری ہے۔

(4)......اِتباعِ شیطان کا چوتھا سبب اپنی اصلاح کی جانب توجہ نہ دینا ہے، کہ جو شخص اپنا محاسبہ نہیں کرتا وہ کبھی بھی اپنی خامیوں اور گناہوں پر مطلع نہیں ہو پاتا یوں وہ شیطان کی پیروی میں مبتلا ہوکر گناہ پر گناہ کرتا ہی رہتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ روزانہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے، رات کو سونے سے قبل اس بات پر غور کرے کہ آج میں نے کون کون سے اچھے اعمال کیے ہیں اور کون کون سے برے عمل اور گناہ مجھ سے سرزد ہوئے ہیں، گناہوں پر اپنے نفس کو ملامت کرے اور آئندہ نہ کرنے کا عہد کرے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ مدنی انعامات بھی نفس کا محاسبہ کرنے میں بہت معاون ہیں۔لہٰذا آپ بھی مدنی انعامات پر عمل کیجئے، روزانہ فکر مدینہ کرتے ہوئے مدنی انعامات کا رسالہ پر کیجئے اور ہر ماہ کے ابتدائی دس دن کے اندر اپنے ذمہ دار کو جمع کروا دیجئے۔اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ ان مدنی انعامات پر عمل کی برکت سے اتباع شیطان جیسے موذی مرض سمیت دیگر گناہوں سے بھی بچنے کا مدنی ذہن ملے گا۔اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(33)...بندگیٔ نفس

بندگی نفس کی تعریف:

جائز و ناجائز کی پروا کیے بغیر نفس کا ہر حکم مان لینا بندگی نفس کہلاتا ہے۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ۙ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ؕ﴿۴۱﴾﴾ (پ۳۰، النازعات: ۴۰، ۴۱) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا، تو بے شک جنّت ہی ٹھکانا ہے۔''

حدیث مبارکہ، سمجھدار کون۔۔۔؟

حضرت سیِّدُنا شداد بن اوس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرورِ عالم، نورِ مجسم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''سمجھ دار وہ شخص ہے جو اپنا محاسبہ کرے اور آخرت کی بہتری کے لئے نیکیاں کرے اور احمق وہ ہے جو اپنے نفس کی خواہشات کی پیروی کرے اور اللہ تعالٰی سے انعامِ آخرت کی امید رکھے۔''(1)

بندگی نفس کے بارے میں تنبیہ:

بندگی نفس یعنی جائز و ناجائز کی پرواہ کیے بغیر نفس کی ہر ہر بات کو مان لینا یا اس پر عمل کر لینا نہایت ہی مہلک یعنی ہلاکت میں ڈالنے والا کام ہے۔

حکایت، بندگی نفس کا عبرتناک انجام:

حضرتِ سیِّدُنا عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرماتے ہیں کہ میں نے ''سِیَرُ الْعَجَم'' میں پڑھا کہ جب ''اَرْدَشِیْر'' نامی بادشاہ نے اپنی حکومت کو

1 ……مسند احمد، شداد بن اوس، ج ۶، ص ۸۷، حدیث: ۱۷۱۲۳۔

مستحکم کرلیا تو چھوٹے چھوٹے بادشاہوں نے اس کے تابع رہنے کا اقرار کرلیا۔ اب اس کی نظر بہت بڑی قریبی سلطنت ''سُرِیَانِیّه'' کی طرف تھی۔ چنانچہ اَرْدَشِیْر نے اس ملک پر چڑھائی کردی، وہاں کا بادشاہ ایک بڑے شہر میں قلعہ بند تھا۔ اَرْدَشِیْر نے شہر کا محاصرہ کرلیا لیکن کافی عرصہ گزرنے کے باوجود بھی وہ اس شہر کو فتح نہ کرسکا۔ ایک دن بادشاہ کی بیٹی قلعہ کی دیوار پر چڑھی تو اچانک اس کی نظر اَرْدَشِیْر پر پڑی۔ اس کی مردانی وجاہت وخوبصورتی دیکھ کر شہزادی اس کی محبت میں گرفتار ہوگئی اور عشق کی آگ میں جلنے لگی، بالآخر نفس کے ہاتھوں مجبور ہوکر اس نے ایک تیر پر یہ عبارت لکھی: ''اے حسین وجمیل بادشاہ! اگر تم مجھ سے شادی کرنے کا وعدہ کرو تو میں تمہیں ایسا خفیہ راستہ بتاؤں گی جس کے ذریعے تم تھوڑی سی مشقت کے بعد بآسانی اس شہر کو فتح کرلو گے۔'' پھر شہزادی نے وہ تیر اَرْدَشِیْر بادشاہ کی جانب پھینک دیا۔ اس نے تیر پر لکھی عبارت پڑھی اور ایک تیر پر یہ جواب لکھا: ''اگر تم نے ایسا راستہ بتادیا تو تمہاری خواہش ضرور پوری کی جائے گی یہ ہمارا وعدہ ہے۔'' اور تیر شہزادی کی جانب پھینک دیا۔ شہزادی نے یہ عبارت پڑھی تو فوراً خفیہ راستے کا پتہ لکھ کر تیر بادشاہ کی طرف پھینک دیا۔ شہوت کے ہاتھوں مجبور ہونے والی اس بے مُرُوَّت شہزادی کے بتائے ہوئے راستے سے اَرْدَشِیْر بادشاہ نے بہت جلد اس شہر کو فتح کرلیا۔

غفلت و بے خبری کے عالم میں بہت سارے سپاہی ہلاک ہوگئے اور شہر کا بادشاہ یعنی اس شہزادی کا باپ بھی قتل کردیا گیا۔ حسبِ وعدہ اَرْدَشِیْر نے شہزادی سے

شادی کر لی، شہزادی کو نہ تو اپنے باپ کی ہلاکت کا غم تھا اور نہ ہی اپنے ملک کی بربادی کی کوئی پرواہ۔ بس اپنی نفسانی خواہش کے مطابق ہونے والی شادی پر وہ بے حد خوش تھی۔ دن گزرتے رہے، اس کی خوشیوں میں اضافہ ہوتا رہا۔

ایک رات جب شہزادی بستر پر لیٹی تو کافی دیر تک اسے نیند نہ آئی وہ بے چینی سے بار بار کروٹیں بدلتی رہی۔ اَرْدَشِیْر نے اس کی یہ حالت دیکھی تو کہا: ''کیا بات ہے؟ تمہیں نیند کیوں نہیں آرہی؟'' شہزادی نے کہا: ''میرے بستر پر کوئی چیز ہے جس کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آرہی۔'' اَرْدَشِیْر نے جب بستر دیکھا تو چند دھاگے ایک جگہ جمع تھے ان کی وجہ سے شہزادی کا انتہائی نرم ونازک جسم بے چین ہو رہا تھا۔ اَرْدَشِیْر کو اس کے جسم کی نرمی ونزاکت پر بڑا تعجب ہوا۔ اس نے پوچھا: ''تمہارا باپ تمہیں کون سی غذا کھلاتا تھا جس کی وجہ سے تمہارا جسم اتنا نرم ونازک ہے؟'' شہزادی نے کہا: ''میری غذا مکھن، ہڈیوں کا گودا، شہد اور مغز ہوا کرتی تھی۔'' اَرْدَشِیْر نے کہا: ''تیرے باپ کی طرح آسائش وآرام تجھے کبھی کسی نے نہ دیا ہوگا۔ تو نے اس کے احسان اور قرابت کا اتنا بُرا بدلہ دیا کہ اسے قتل کروا ڈالا۔ جب تو اپنے شفیق باپ کے ساتھ بھلائی نہ کرسکی تو میں بھی اپنے آپ کو تجھ سے محفوظ نہیں سمجھتا۔'' پھر اَرْدَشِیْر نے حکم دیا: ''اس کے سر کے بالوں کو طاقتور گھوڑے کی دُم سے باندھ کر گھوڑے کو تیزی سے دوڑایا جائے۔'' چنانچہ حکم کی تعمیل ہوئی اور چند ہی لمحوں میں اس نفس پرست شہزادی کا جسم ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ (1)

1 ...... عیون الحکایات، ج ۲، ص ۲۳۱۔

بندگی نفس کے سات اسباب وعلاج:

(1)...... **بندگی نفس** کا پہلا سبب **اخلاص کی کمی** ہے کیوں کہ ریا کاری اور حب جاہ وغیرہ نفس کی تسکین کا ذریعہ ہیں لہٰذا نفس کبھی نہیں چاہے گا کہ بندے کا عمل محض **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لیے ہو۔اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل میں اخلاص پیدا کرے اور مخلصین کی صحبت اختیار کرے۔

(2)...... **بندگی نفس** کا دوسرا سبب **اُخروی اَنجام** سے **بے خبری** ہے اِسی وجہ سے بندہ نفس کے **فریب** میں آکر گناہوں میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ اِس کا **علاج** یہ ہے کہ گناہوں کے بارے میں **معلومات** حاصل کرے تاکہ آخرت میں **مُواخذے کا خوف** اُسے اِس مہلک مرض سے بچاسکے۔

(3)...... **بندگی نفس** کا تیسرا سبب **خوفِ خدا کی کمی** ہے کیوں کہ خوفِ خدا ہی نفس کی غلامی سے نجات کا سب سے بڑا ذریعہ ہے۔اِس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ اپنے اندر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا خوف پیدا کرے۔

(4)...... **بندگی نفس** کا چوتھا سبب **نفسانی خواہشات** کی پیروی ہے کیوں کہ کسی پس وپیش کے بغیر نفس کی ہر بات مان لینا بسا اوقات **ایمان** کی بربادی کا سبب بھی بن جاتا ہے۔اِس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کی تربیت کرنے کے لیے ہر خواہش کا دیانت دارانہ جائزہ لے۔

(5)...... **بندگی نفس** کا پانچواں سبب **شکم سیری** ہے کیوں کہ جس شخص کا پیٹ بھرا

ہوتا ہے اُس پر شیطان با آسانی غالب آ جاتا ہے جس کی وجہ سے نیکیوں میں دل نہیں لگتا البتہ گناہوں میں دلچسپی بڑھ جاتی ہے۔ اِس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ بھوک سے کم کھا کر نفس کی شرارتوں کو ناکام بنائے۔تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مدنی ماحول میں بھوک سے کم کھانے کو''**پیٹ کا قفل مدینہ لگانا**'' کہتے ہیں۔اس پر عمل کا ذہن بنانے کے لیے شیخ طریقت، امیر اہل سنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری رضوی** ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مایہ ناز تصنیف''**پیٹ کا قفل مدینہ**'' کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

(6)...... **بندگی نفس** کا چھٹا سبب **نفس کی شرارتوں سے بے خبری** ہے کیوں کہ جب دشمن کے حملے کا طریقہ کار ہی معلوم نہ ہوتو اس سے بچنے کے لیے تدبیر کیونکر اختیار کرے گا؟ اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ اپنی جس نفسانی خواہش میں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کا کوئی ادنی سا بھی پہلو پائے تو اسے فوراً ترک کردے۔

(7)...... **بندگی نفس** کا ساتواں سبب اپنے **معمولاتِ زندگی کا احتساب نہ کرنے کی عادت** ہے۔کیوں کہ اپنے روزمرہ کے معمولات کا جائزہ لیے بغیر اپنی خامیوں اور خطاؤں سے آگاہی مشکل ہے اور نہ ہی یہ پتہ چلتا ہے کہ''میری زندگی خالق کی اطاعت میں گزر رہی ہے یا نفس کی پیروی میں؟'' اس کا **علاج** یہ کہ بندہ اپنے نفس کا محاسبہ کرے۔تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول میں اپنے نفس کا محاسبہ کرنے کو''**فکر مدینہ**'' کہتے ہیں۔آپ بھی اس مدنی ماحول

سے ہردم وابستہ ہوجایئے، روزانہ فکر مدینہ کیجئے، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه کے عطا کردہ مدنی انعامات پر عمل کیجئے اور اپنی دنیا وآخرت کو بہتر بنایئے۔

صَلُّوْا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

(34)...رَغْبَتِ بَطَالَت

رغبت بطالت کی تعریف:

ناجائز وحرام کاموں کی جانب دلچسپی رکھنا رغبت بطالت کہلاتا ہے۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝۵۲﴾ (پ۲۱، العنکبوت: ۵۲) ترجمۂ کنزالایمان: ''تم فرماؤ اللہ بس ہے میرے اور تمہارے درمیان گواہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جو باطل پر یقین لائے اور اللہ کے منکر ہوئے وہی گھاٹے میں ہیں۔''

حدیث مبارکہ، بدترین شخص:

سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے: ''بدتر ہے وہ بندہ جو بخل اور تکبر کرے اور بلند وبالا اور بڑائی والے (یعنی اللہ عَزَّوَجَلَّ) کو بھول جائے، بدتر ہے وہ بندہ جو ظلم وزیادتی کرے اور جبار عَزَّوَجَلَّ کو بھلا دے، بدتر ہے وہ بندہ جو غافل ہو اور کھیل کود میں پڑا رہے اور قبرستان اور اس

میں بوسیدہ ہونے کو بھول جائے، بدتر ہے وہ بندہ جو سرکشی کرے اور حد سے بڑھ جائے اور اپنی اِبتدا اور اِنتہا کو بھول جائے، بدتر ہے وہ بندہ جو دین کو شہوات نفسانیہ سے فریب اور دھوکا دے، بدتر ہے وہ بندہ جس کا رہنما حرص ہو، بدتر ہے وہ بندہ جس کو خواہشات راہِ حق سے بھٹکا دیں، بدتر ہے وہ بندہ جس کا شوق اور رغبت اس کو ذلیل وخوار کردے۔"(1)

رغبت بطالت کے بارے میں تنبیہ:

رغبت بطالت یعنی ناجائز وحرام کاموں میں دلچسپی رکھنا نہایت مذموم اور ہلاکت میں ڈالنے والا امر ہے۔

حکایت، بے حیائی کی طرف میلان کا انجام:

حضرت سیِّدُنا لوط عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے جب اپنی قوم کو وعظ ونصیحت فرمائی تو انہوں نے مطلق اس پر کان نہ دھرے بلکہ مزید سرکشی پر اتر آئے۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا جبرائیل امین عَلَیْہِ السَّلَام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے عذاب کے ساتھ چند فرشتوں کو لے کر آسمان سے اترے۔ پھر یہ فرشتے نہایت ہی خوبصورت لڑکوں کی شکل میں مہمان بن کر حضرت سیِّدُنا لوط عَلَیْہِ السَّلَام کے ہاں پہنچے۔ ان مہمانوں کے حسن و جمال کو دیکھ کر قوم کی حرام وناجائز کاموں کی طرف رغبت کا خیال کر کے حضرت سیِّدُنا لوط عَلَیْہِ السَّلَام بہت فکر مند ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد قوم کے بدفعلوں نے آپ عَلَیْہِ

1 ......ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۲۰۳، حدیث: ۲۴۵۶۔

السَّلَام کے گھر کا محاصرہ کرلیا اور ان مہمانوں کے ساتھ بدفعلی کے اِرادہ سے دیوار پر چڑھنے لگے۔ حضرت سیِّدُنا لوط عَلَیْہِ السَّلَام نے نہایت دل سوزی کے ساتھ ان لوگوں کو سمجھایا اور اس برے کام سے منع کیا، مگر یہ بدفعل اور سرکش قوم اپنے بے ہودہ اور برے اقدام سے باز نہ آئی۔ آپ اپنی تنہائی اور مہمانوں کے سامنے رسوائی سے تنگ دل ہو کر غمگین و رنجیدہ ہوگئے۔

یہ منظر دیکھ کر سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ''اے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے نبی! آپ بالکل فکر نہ کریں، ہم لوگ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں جو اِن بدکاروں پر عذاب لے کر نازل ہوئے ہیں۔ لہٰذا آپ مومنین اور اپنے اہل وعیال کو ساتھ لے کر صبح ہونے سے قبل ہی اس بستی سے دور نکل جائیں اور اپنی قوم کو خبردار کردیں کہ کوئی شخص پیچھے مڑ کر اس بستی کی طرف نہ دیکھے ورنہ وہ بھی اس عذاب میں گرفتار ہوجائے گا۔'' چنانچہ سیِّدُنا لوط عَلَیْہِ السَّلَام اپنے اہل وعیال اور دیگر مومنین کو ہمراہ لے کر بستی سے باہر تشریف لے گئے۔ سیِّدُنا جبریل امین عَلَیْہِ السَّلَام اس شہر کی پانچوں بستیوں کو اپنے پروں پر اٹھا کر آسمان کی طرف بلند ہوئے اور کچھ اوپر جا کر ان بستیوں کو الٹ دیا اور یہ آبادیاں چکنا چور ہو کر زمین پر بکھر گئیں۔ پھر کنکر کے پتھروں کا مینہ برسا اور اس زور سے سنگ باری ہوئی کہ قوم لوط کے تمام لوگ ہلاک ہوگئے اور ان کی لاشیں بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو کر بکھر گئیں۔ عین اس وقت جب کہ یہ شہر الٹ پلٹ ہو رہا تھا۔ سیِّدُنا لوط عَلَیْہِ السَّلَام کی ایک بیوی جس کا نام ''وَاعِلَہ'' تھا جو درحقیقت منافقہ تھی

اورقوم کے بدکاروں سے محبت رکھتی تھی اس نے پیچھے مڑکر دیکھ لیا اور اپنی قوم پر نازل ہونے والے عذاب کو دیکھ کر بے ساختہ اس کے منہ سے نکلا: ''ہائے میری قوم!'' یہ کہنا تھا کہ عذابِ الٰہی کا ایک پتھر اس کے اوپر بھی آ گرا اور وہ بھی وہیں ہلاک ہوگئی۔ جو پتھر اس قوم پر برسائے گئے وہ کنکروں کے ٹکڑے تھے۔ اور ہر پتھر پر اُس شخص کا نام لکھا ہوا تھا جو اس پتھر سے ہلاک ہوا۔ (1)

رغبت بطالت کے چھ اسباب وعلاج:

(1)...... **رغبت بطالت** کا پہلا سبب **فکر آخرت کا نہ ہونا** ہے۔ اگر کسی کام کا بھیانک انجام معلوم ہو تو اس کام سے بچنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن انجام سے لاعلمی یا غفلت کی بناء پر بندہ وہ کام کر گزرتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے کسی بھی کام کو کرنے سے پہلے فکر آخرت کرے، یہ مدنی ذہن بنائے کہ اگر خدانخواستہ اس کام کے وبال کے سبب میرا خاتمہ ایمان پر نہ ہوا اور مجھے عذاب قبر سے دوچار ہونا پڑا تو میرا کیا بنے گا؟ کل بروز قیامت اگر میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھ سے ناراض ہوگیا اور مجھے جہنم میں داخل کر دیا گیا تو میرا کیا بنے گا؟

(2)......**رغبت بطالت** کا دوسرا سبب **شراب وکباب وگناہوں بھری محفلوں میں شرکت** ہے۔ ایسی محافل کئی برائیوں کا مجموعہ ہوتی ہیں، جب بندہ ان میں دلچسپی لیتا اور شرکت کرتا ہے تو وہ خود بھی ان گناہوں میں مبتلا ہوجاتا ہے، اس کا علاج یہ ہے

(1)......حاشیة الصاوی علی الجلالین، پ۸، الاعراف، تحت الآیہ: ۸۴، ج ۲، ص ۶۹۰۔
عجائب القرآن، ص ۱۱۱ بتصرف قلیل۔

کہ بندہ اس طرح کی گناہوں بھری محافل میں شرکت سے بچے، جب ان میں شرکت کے لیے نفس ورغلائے تو محشر کی رسوائی کو یاد کرے، ایسے لوگوں کے برے انجام پر غور کرے اور سوچے کہ اگر خدانخواستہ میرا انجام بھی ان کے ساتھ ہوا تو کیا بنے گا؟ اس طرح اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ گناہوں سے نفرت اور نیکیوں میں رغبت پیدا ہوگی۔

(3)......**رغبت بطالت** کا تیسرا سبب **نفسانی خواہشات کی پیروی** ہے۔ جب نفس کو کھلی چھوٹ دی جائے تو اس کی ناجائز خواہشات بڑھتی ہی جاتی ہیں یہاں تک کہ وہ گناہوں کا مطالبہ شروع کر دیتا ہے، اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ نفس کی ہر خواہش پوری کرنے کے بجائے ضروریات، جائز و ناجائز خواہشات میں امتیاز کرے، نفس کی ناجائز خواہشات پر پکڑ کرے، اس کا محاسبہ کرے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے خوف سے ڈرائے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس طرح نفس کا محاسبہ کرنے کی برکت سے وہ گناہوں کی بجائے نیکیوں کا مطالبہ کرنے پر مجبور ہو جائے گا۔

(4)......**رغبت بطالت** کا چوتھا سبب **تساهل فی اللہ** ہے۔ جب بندہ اَحکامِ الٰہی کی بجا آوری میں سستی کرتا ہے تو اُس کی نحوست کے سبب گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ کیونکہ بزرگان دین فرماتے ہیں: **"بندہ جب کرنے والے کام نہ کرے تو نہ کرنے والے کاموں میں پڑ جاتا ہے۔"** اس کا علاج یہ ہے کہ آخرت کی فکر کرے، سستی چھوڑے اور نیک کاموں میں مشغول ہو جائے، اپنی آخرت کے لیے کچھ کما لے، کیونکہ سمجھدار وہی ہے جس نے دنیا میں رہتے ہوئے اپنی آخرت کی تیاری

کرلی کہ موت جب آئے گی تو ایک لمحہ بھی مہلت نہیں ملے گی، لہٰذا اپنے آپ کو نیک کاموں میں مشغول رکھو کہ جب بندہ نیکیوں میں مشغول ہوجائے گا تو رغبت بطالت جیسے مرض میں مبتلا ہونے سے محفوظ رہے گا۔

(5)......**رغبت بطالت** کا پانچواں سبب **قساوتِ قلبی یعنی دل کی سختی** ہے۔ جب بندے کا دل سخت ہوجاتا ہے تو اس کا نیکیوں میں دل نہیں لگتا اور وہ گناہوں کی طرف مائل ہوجاتا ہے، گناہ کرنے میں اُسے لذت محسوس ہوتی ہے۔اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ کثرت سے موت کو یاد کرے کہ دل کی سختی کا یہ سب سے بہترین **علاج** حدیث پاک میں بیان کیا گیا ہے۔ گناہوں کے سبب ملنے والی اُخروی تکالیف اورعذابات کو یاد کرے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ دل کی سختی دور ہوگی اور رغبت بطالت جیسے مرض سے چھٹکارا نصیب ہوجائے گا۔

(6)......**رغبت بطالت** کا ایک سبب **بدنگاہی** بھی ہے۔ کیونکہ پہلے آنکھ بہکتی ہیں پھر دل بہکتا ہے اس کے بعد باقی اعضاء بہکتے ہیں۔ یوں گناہوں کا سلسلہ شروع ہوجاتا ہے۔اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ حتی المقدور اپنے آپ کو بدنگاہی سے بچائے، بلا وجہ اِدھر اُدھر دیکھنے سے پرہیز کرے، نظریں جھکا کر چلے، بدنگاہی کے عذاب کو ہمیشہ اپنے پیش نظر کہ جو شخص دنیا میں اپنی آنکھوں کو حرام سے پر کرے گا کل بروز قیامت اس کی آنکھوں میں جہنم کی آگ بھر دی جائے گی۔ جب بدنگاہی سے حفاظت نصیب ہوگی تو رغبت بطالت جیسے مرض سے بھی چھٹکارا مل جائے گا اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔

بدنگاہی سے بچنے اور آنکھوں کی حفاظت کرنے کے لیے شیخ طریقت، امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے ''قفل مدینہ'' کا مطالعہ مفید ہے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(35)... کراہت عمل

کراہت عمل کی تعریف:

نیک اور اچھے اعمال کو ناپسند کرنا کراہت عمل کہلاتا ہے۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَ هُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَ عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْـًٔا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۱۶﴾﴾ (پ۲، البقرۃ: ۲۱۶) ترجمۂ کنزالایمان: ''تم پر فرض ہوا خدا کی راہ میں لڑنا اور وہ تمہیں ناگوار ہے اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

صدرالافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْہَادِی ''خزائن العرفان'' میں آخری الفاظ ''اور تم نہیں جانتے'' کے تحت فرماتے ہیں: ''کہ

تمہارے حق میں کیا بہتر ہے تو تم پر لازم ہے کہ حکمِ الٰہی کی اطاعت کرو اور اسی کو بہتر سمجھو چاہے وہ تمہارے نفس پر گراں ہو۔"

کراہت عمل کے بارے میں تنبیہ:

کراہت عمل یعنی نیک اور اچھے اعمال کو ناپسند کرنا شیطان کا ایک بہت بڑا وار اور ہلاکت میں ڈالنے والا امر ہے ہر مسلمان کو اس سے بچنا ضروری ہے۔

حکایت، مرنے سے قبل نوجوان کی داڑھی کاٹ ڈالی:

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری رضوی** ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَه نے اپنی مایہ ناز تصنیف **"نیکی کی دعوت"** میں ایک نوجوان کا واقعہ بیان فرمایا جس کے گھر والے کراہت عمل یعنی اچھے اعمال کو ناپسند کرنے جیسے موذی مرض میں مبتلا تھے، فرماتے ہیں: "دعوتِ اسلامی سے وابستہ اَورنگی ٹاؤن، بابُ المدینہ کراچی کا ایک نوجوان عاشقِ رسول جس کی عمر بمشکل **20** سال ہوگی، داڑھی جب سے آئی رکھ لی تھی، بے چارہ خُون کے سَرطان (یعنی بلڈ کینسر BLOOD CANCER) میں مُبتلا ہوگیا۔ مَیں (یعنی سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْهُ) اُس کی عِیادت کے لیے اَسپتال پہنچا، بے چارہ زندگی اور موت کی کشمکش میں تھا، زَبان ساتھ نہیں دے رہی تھی، داڑھی چہرے سے اُتار لی گئی تھی، میں چونکا، اُس مظلوم نے چہرے کی طرف بمشکل تمام ہاتھ اُٹھایا اور اِشارے سے فریاد کی، میں اِتنا سمجھ سکا گویا وہ کہہ رہا تھا: "میں نے مَعَاذَ الله نہیں مُنڈوائی۔ میرے گھر والوں نے

نیند یا بے ہوشی کی حالت میں میری داڑھی صاف کرڈالی ہے۔'' آہ! چند ہی دِنوں کے بعد وہ دُکھیارا دُنیا سے چل بسا۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ مرحوم کی بے حساب مغفِرت فرمائے اور اُس کی داڑھی صاف کرڈالنے والے کوتوبہ کی سعادت بخشے۔''

آمِین بِجاہِ النَّبِیِّ الْاَمِین صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

رُوح میں سوز نہیں،قلب میں اِحساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمد کا تمہیں پاس نہیں

افسوس صد کروڑ افسوس! کیسا نازُک دور آ پہنچا ہے کہ آج مُسلمان کہلانے والے اپنی اَولاد کو بِالجبر (یعنی زبردستی) سُنّتوں سے دُور رکھتے ہیں بلکہ سُنّتوں پر عمل کرنے پر بسا اوقات طرح طرح کی سزائیں دیتے ہیں، ایسے ایسے دِلخراش واقعات دیکھے گئے کہ بس خدا کی پناہ۔ کئی نوجوان اِسلامی بھائیوں نے مَدَنی ماحول سے متاثر (مُتَ۔ اَث۔ ثِر) ہوکر داڑھی رکھ لی تو خاندان بھر میں گویا زلزلہ آ گیا! اگر دھونس دھمکی اور مار پیٹ سے باز نہ آئے تو داڑھی رکھنے کے سبب بے چارے گھروں سے نِکال دیئے گئے، نیند کی حالت میں عاشقانِ رسول کی داڑھیوں پر قینچیاں چلادی گئیں۔ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی کام کے آغاز سے پہلے کا واقِعہ ہے: ایک نوجوان سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہُ کے پاس آنے جانے، اُٹھنے بیٹھنے لگا، اُس پر ماحول کا اثر پڑنے لگا۔ اُس نے گھر پر آتے جاتے ''اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ'' کہنا شروع کردیا، بعض اوقات دورانِ گفتگو اُس نے ''اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ'' کہہ دیا۔ مُسلمان کہلانے والے وَالِدَین

کے کان کھڑے ہو گئے! باز پُرس شُروع ہوگئی۔ چنانچہ اُس سے گھر میں سُوال ہوا: ''بیٹا! بات کیا ہے کہ آج کل سلام کرنے اور اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کہنے لگ گیا ہے۔ اُس غریب نے سنتوں کے اَدنیٰ خادِم سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہ کا نام لے دیا، بس کھیل خَتم، اُسے سختی کے ساتھ روک دیا گیا کہ خبردار! آج کے بعد اِس ''مُلّا'' کی صُحبت میں تجھے نہیں رہنا! آخِرکار وہ بے چارہ ماڈَرن بن گیا۔ [1]

وہ دور آیا کہ دیوانۂ نبی کے لیے
ہر ایک ہاتھ میں پتھر دکھائی دیتا ہے

کراہت عمل کے چار اسباب و علاج:

(1)...... کراہت عمل کا پہلا سبب **بدعمل لوگوں کی صحبت** ہے کہ بندہ جب ایسے لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے جو نیک اعمال نہ تو خود کرتے ہیں اور نہ ہی اپنے قریب رہنے والوں کو کرنے دیتے ہیں تو آہستہ آہستہ بندہ کراہت عمل جیسے قبیح مرض میں مبتلا ہوجاتا ہے۔ اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے۔ نیکی کی دعوت عام کرنے والوں کو دوست بنائے، فاسق، بدعمل اور بدعقیدہ لوگوں کی صحبت سے اپنے آپ کو دور رکھے۔ نیک بننے کے لیے شیخ طریقت امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے رسالے ''**نیک بننے کا نسخہ**'' کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔

(2)...... کراہت عمل کا دوسرا سبب **جہالت ولاعلمی** ہے کہ بندہ اپنی جہالت کے

1 ...... نیکی کی دعوت، ص ۵۴۴۔

سبب کراہت عمل جیسی برائی کا شکار ہوجاتا ہے۔اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ فی الفور حصول علم دین میں لگ جائے، مفتیان کرام، علمائے کرام اور اہل علم حضرات کی صحبت اختیار کرے، سنتوں بھرے اجتماعات میں شرکت کرے، دینی کتب کا مطالعہ کرے تاکہ **جنت میں لے جانے والے اعمال** اور **جہنم میں لے جانے والے اعمال** سے واقفیت ہو، جنتی اعمال پر عمل کی کوشش کرے اور جہنمی اعمال سے بچنے کی تدابیر اختیار کرے۔

(3)......**کراہت عمل کا تیسرا سبب باطنی امراض ہیں**۔ کیوں کہ بغض وکینہ، حسد، غیبت، بدگمانی، غفلت اور **قساوت قلبی** کی وجہ سے نیکی کرنا اچھا نہیں لگتا۔اس کا **علاج** یہ ہے بندہ اپنے باطنی گناہوں کے **علاج** کی جانب سنجیدگی سے متوجہ ہو، باطنی امراض کی تباہ کاریوں پر غور وفکر کرے اور بارگاہ الٰہی میں اِن امراض سے شفاء کے لیے دعا بھی کرتا رہے۔

(4)......**کراہت عمل کا چوتھا سبب دنیا کی بے جا مشغولیت** ہے کہ بندہ جب اپنی ضروریات وجائز خواہشات کے علاوہ دنیا کی رنگینیوں میں بے جا مشغول ہوجاتا ہے تو اس کا دل **قساوت** یعنی سختی کا شکار ہوجاتا ہے، اسے گناہوں بھرے اعمال سے محبت اور نیک اعمال سے نفرت ہونے لگتی ہے۔اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ حب دنیا کی تباہ کاریوں پر غور کرے، دنیا داروں کے عبرت ناک انجام والے واقعات پر غور کرے، اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ سمجھداری اسی میں ہے کہ جتنا دنیا میں رہنا ہے اتنا

دنیا کے لیے اور جتنا آخرت میں رہنا ہے اتنا آخرت کی تیاری کی جائے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(36)...قِلَّتِ خَشِیَّت

قلت خشیت کی تعریف:

اللّٰہ تَبَارَکَ وَتَعَالٰی کے خوف میں کمی کو قلت خشیت کہتے ہیں۔

آیت مبارکہ:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ ﴿۱۲﴾﴾ (پ۲۹، الملک: ۱۲) ترجمۂ کنزالایمان: ''بے شک وہ جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔''

حدیث مبارکہ، خوفِ خدا رزق اور عمر میں اضافے کا سبب:

امیر المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا علی المرتضی شیرِ خدا کَرَّمَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجْهَهُ الْکَرِیْم سے روایت ہے کہ دو عالَم کے مالک ومختار، حبیبِ پروردگار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو اپنی عمر میں اضافہ اور رزق میں کشادگی اور بری موت سے تحفّظ چاہتا ہے وہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ سے ڈرے اور صلہ رحمی کرے۔''(1)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(1)......مسند احمد، مسند علی بن ابی طالب، ج ۱، ص ۳۰۲، حدیث: ۱۲۱۲۔

قلتِ خشیت کے بارے میں تنبیہ:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے خوف کا نہ ہونا یا کم ہونا نہایت ہی مہلک مرض ہے، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کا خوف نہ ہونا یا خوف میں کمی ہونا بے باکی اور گناہوں پر جری کر دیتا ہے، ہر مسلمان کو اپنے دل میں ربّ عَزَّوَجَلَّ کا خوف پیدا کرنا چاہیے کہ قرآن پاک میں مومنین کو خوفِ خدا کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: ﴿**وَ خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ** ۱۷۵﴾ (پ ۴، آل عمران: ۱۷۵) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور مجھ سے ڈرو اگر ایمان رکھتے ہو۔''

صدرالافاضل مولانا **مفتی محمد نعیم الدین** مرادآبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی **''خزائن العرفان''** میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''کیونکہ ایمان کا مُقْتَضا ہی یہ ہے کہ بندے کو خدا ہی کا خوف ہو۔''

کاش! خوفِ خدا نصیب ہو جائے:

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری رضوی** ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی مایہ ناز تصنیف **''کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب''** صفحہ ۲۴ پر مذکورہ آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اے کاش! اِس آیتِ مقدّسہ کے صدقے غفلت کا پردہ چاک ہو جائے اور امّیدِ رحمت کے ساتھ ساتھ ہمیں صحیح معنوں میں خوفِ خدا بھی مُیَسّر آ جائے، دُنیا کی بے ثَباتی کا حقیقی معنوں میں اِحساس ہو جائے، کاش! کاش! کاش! بُرے خاتِمے کا ڈر دل میں گھر کر جائے، اپنے پروردگار عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگیوں کا ہر دم دھڑکا لگا رہے، نَزْع کی

سختیوں، موت کی تلخیوں، اپنے غسلِ میّت و تکفین و تدفین کی کیفیّتوں، قبر کی اندھیریوں اور وَحشتوں، منکَر ونکیر کے سُوالوں، قبر کے عذابوں، محشر کی گرمیوں اور گھبراہٹوں، پُل صراط کی دَہشتوں، بارگاہِ الٰہی کی پیشیوں، میدانِ قِیامت میں چھوٹی چھوٹی باتوں کی بھی پُرسِشوں اور سب کے سامنے عیب کھلنے کی رُسوائیوں، جہنَّم کی خوفناک چنگھاڑوں، دوزخ کی ہولناک سزاؤں اور اپنے نازوں کے پلے بدن کی نَزاکتوں، جنّت کی عظیم نعمتوں سے محرومیوں وغیرہ وغیرہ کا خوف ہمیں بے چین کرتا رہا اور اے کاش! یہ خوف ہمارے لئے ہدایت ورحمت کا ذَرِیعہ بن جائے جیسا کہ پارہ ۹ سورۃُ الاعراف آیت نمبر ۱۵۴ میں ارشادِ ربُّ العِباد ہے: ﴿ هُدًى وَّرَحۡمَةٌ لِّلَّذِيۡنَ هُمۡ لِرَبِّهِمۡ يَرۡهَبُوۡنَ ﴿۱۵۴﴾ ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: ''ہدایت اور رحمت ہے ان کیلئے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں۔''

زمانے کا ڈر میرے دل سے مٹا کر
تو کر خوف اپنا عطا یا الٰہی
ترے خوف سے تیرے ڈر سے ہمیشہ
میں تھر تھر رہوں کانپتا یا الٰہی

خوفِ خدا سے کیا مراد ہے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! ''خوفِ خدا'' سے مراد یہ ہے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی خفیہ تدبیر، اس کی بے نیازی، اُس کی ناراضگی، اس کی گرِفت (پکڑ)، اس کی طرف سے دیئے جانے

والے عذابوں اس کے غضب اور اس کے نتیجے میں ایمان کی بربادی وغیرہ سے خوف زدہ رہنے کا نام خوفِ خدا ہے۔ اے کاش! ہمیں حقیقی معنوں میں خوفِ خدا نصیب ہو جائے۔ آہ! آہ! آہ! ہم تو اپنے خاتمے کے بارے میں **اللّٰہُ** قدیر عَزَّوَجَلَّ کی خُفیہ تدبیر جانتے ہیں نہ کبھی جیتے جی جان سکیں گے۔ زَبانِ رسالت سے جنّت کی بِشارت کی عظیم سعادت سے بہرہ مَند جنَّتی ہستیوں کے خوفِ خدا کی باتیں جب پڑھتے سنتے ہیں تو اپنی غفلت پر واقعی حسرت ہوتی ہے۔ چُنانچہ پڑھئے اور کُڑھئے:

سات صحابہ کے رِقّت انگیز کلمات:

(1) امیرُ المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا ابوبکر صِدّیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے ایک بار پرندے کو دیکھ کر فرمایا: ''اے پرندے! کاش! میں تمہاری طرح ہوتا اور مجھے انسان نہ بنایا جاتا۔'' (2) حضرتِ سیِّدُنا ابوذر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کا قول ہے: ''کاش! میں ایک درخت ہوتا جس کو کاٹ دیا جاتا۔'' (3) امیرُ المؤمنین حضرتِ سیِّدُنا عثمانِ غنی رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے: ''میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ مجھے وفات کے بعد اُٹھایا نہ جائے۔'' (4،5) حضرتِ سیِّدُنا طَلحہ اور حضرتِ سیِّدُنا زُبیر رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرمایا کرتے: ''کاش! ہم پیدا ہی نہ ہوئے ہوتے۔'' (6) ام المؤمنین حضرتِ سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا فرمایا کرتیں: ''کاش! میں **نَسۡیًا مَّنۡسِیًّا** (یعنی کوئی بُھولی بِسری چیز) ہوتی۔'' (7) حضرت سیِّدُنا **عبداللہ** ابن مسعود رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ فرمایا کرتے: ''کاش! میں راکھ ہوتا۔''[1]

---

(1) ......قوت القلوب، الفصل الثانی والثلاثون۔۔۔الخ، شرح مقام۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۴۵۹، ۴۶۰ ملخصاً۔

حکایت، خوف خدا کے سبب بے ہوش ہو گئے:

امیر المؤمنین حضرت سَیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی ایک کنیز آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی: ''عالی جاہ! میں نے خواب میں ایک عجیب معاملہ دیکھا۔ میں نے دیکھا کہ جہنم کو بھڑکایا گیا اور اس پر پل صراط رکھ دیا گیا پھر اُموی خلفاء کو لایا گیا۔ سب سے پہلے خلیفہ عبدالملک بن مروان کو اس پل صراط سے گزرنے کا حکم دیا گیا، چنانچہ وہ پل صراط پر چلنے لگا لیکن افسوس! وہ تھوڑا سا چلا کہ پل الٹ گیا اور وہ جہنم میں جا گرا۔''

حضرت سَیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے دریافت کیا: ''پھر کیا ہوا؟'' کنیز نے کہا: ''پھر اس کے بیٹے ولید بن عبدالملک کو لایا گیا، وہ بھی اسی طرح پل صراط پار کرنے لگا کہ اچانک پل صراط پھر الٹ گیا، جس کی وجہ سے وہ بھی دوزخ میں جا گرا۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: ''اس کے بعد کیا ہوا؟'' اس نے عرض کی: ''اس کے بعد سلیمان بن عبدالملک کو حاضر کیا گیا، اسے بھی حکم ہوا کہ پل صراط سے گزرو، اس نے بھی چلنا شروع کیا لیکن یکا یک وہ بھی دوزخ کی گہرائیوں میں جا گرا۔'' آپ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے پوچھا: ''مزید کیا ہوا؟'' اس نے جواب دیا: ''اے امیر المؤمنین! ان سب کے بعد آپ کو لایا گیا۔''

کنیز کا یہ جملہ سنتے ہی حضرت سَیِّدُ نا عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ نے خوفِ خدا کے سبب نہایت ہی دردناک چیخ ماری اور زمین پر گر گئے۔ کنیز نے جلدی سے کہا:

''اے امیر المؤمنین! رحمٰن عَزَّوَجَلَّ کی قسم! میں نے دیکھا کہ آپ نے سلامتی کے ساتھ پل صراط پار کرلیا۔'' لیکن سَیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ کنیز کی بات نہ سمجھ پائے کیونکہ آپ پر خوف خدا کا ایسا غلبہ طاری تھا کہ آپ بے ہوشی کے عالم میں بھی اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔[1]

قلت خشیت کے چھ علاج:

تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۶۰ صفحات پر مشتمل کتاب ''خوفِ خدا'' صفحہ ۲۳ سے قلت خشیت کے ۶ علاج پیش خدمت ہیں:

(1)......**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں قلت خشیت سے سچی توبہ کرے کہ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہ ہو اور خوفِ خدا کی نعمت کے حصول کے لیے دعا کرے کہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے اور دعا اس طرح کرے: ''اے میرے مالک عَزَّوَجَلَّ! تیرا یہ کمزور وناتواں بندہ دنیا وآخرت میں کامیابی کے لئے تیرے خوف کو اپنے دل میں بسانا چاہتا ہے۔ اے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ! میں گناہوں کی غلاظت سے لتھڑا ہوا بدن لئے تیری پاک بارگاہ میں حاضر ہوں۔ اے میرے پروردگار عَزَّوَجَلَّ! مجھے معاف فرمادے اور آئندہ زندگی میں گناہوں سے بچنے کے لئے اس صفت کو اپنانے کے سلسلے میں بھرپور عملی کوشش کرنے کی توفیق عطا فرمادے اور اس کوشش

---

1 ......احیاء العلوم، کتاب الخوف والرجاء، بیان احوال الصحابۃ...الخ، ج ۴، ص ۲۳۱۔

کو کامیابی کی منزل پر پہنچا دے۔ اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! مجھے اپنے خوف سے معمور دل، رونے والی آنکھ اور لرزنے والا بدن عطا فرما۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

یارب! میں تیرے خوف سے روتا رہوں ہر دم
دیوانہ شہنشاہِ مدینہ کا بنا دے

(2)......اپنی کمزوری و ناتوانائی کو سامنے رکھ کر جہنم کے **عذابات** پر غور و فکر کرے کہ آج دنیا میں چھوٹی سے تکلیف برداشت نہیں ہوتی تو جہنم کے سخت عذابات کو کیسے برداشت کر سکیں گے حالانکہ جہنم کی آگ دنیا کی آگ سے ستر گنا زیادہ سخت ہے، دنیا کی آگ بھی جہنم کی آگ سے پناہ مانگتی ہے، دوزخ میں بختی اونٹ کے برابر سانپ ہیں یہ سانپ ایک مرتبہ کسی کو کاٹے تو اس کا درد اور زہر چالیس برس تک رہے گا۔ اور دوزخ میں پالان بندھے ہوئے خچروں کے مثل بچھو ہیں تو ان کے ایک مرتبہ کاٹنے کا درد چالیس سال تک رہے گا۔ وغیرہ وغیرہ

(3)......قرآن و حدیث میں موجود خوفِ خدا کے **فضائل** پیشِ نظر رکھے کہ جو ربّ عَزَّوَجَلَّ کے حضور اس کے خوف کے سبب کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے لیے دو جنتوں کی بشارت ہے، دنیا میں خوف خدا رکھنے والے کے لیے کل بروز قیامت امن کی بشارت ہے، خوف خدا سے نکلنے والے آنسو جسم کے جس حصے پر گریں اس پر جہنم کی آگ حرام ہونے کی نوید سنائی گئی ہے۔ خوف خدا سے ڈرنے والے کے گناہ درخت

کے پتوں کی طرح جھڑ جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ

(4)......بزرگانِ دین کے خوفِ خدا پر **مشتمل واقعات** کا مطالعہ کرے۔ اس کے لیے تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ان کتب **''خوفِ خدا، توبہ کی روایات وحکایات، احیاء العلوم جلد سوم''** وغیرہ کا مطالعہ بہت مفید ہے۔

(5)......خود احتسابی کی عادت بنانے کے لیے **مدنی انعامات** پر عمل کی کوشش کرے کہ امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی طرف سے عطا کردہ یہ مدنی انعامات قلت خشیت جیسی مہلک بیماری سے نجات اور خوف خدا جیسی عظیم نعمت کے حصول میں اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بہت معاون ثابت ہوں گے۔

(6)......خوفِ خدا رکھنے والوں کی **صحبت** اختیار کرے کیونکہ **اللہ تعالٰی** کا خوف رکھنے والے نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا بھی انسان کے دل میں خوفِ الٰہی بیدار کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

کب گناہوں سے کنارہ میں کروں گا یا رب
نیک کب اے میرے **اللہ**! بنوں گا یارب
گر تُو ناراض ہوا میری ہلاکت ہوگی
ہائے ! میں نارِ جہنم میں جلوں گا یارب

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(37)... جزع (واویلا کرنا)

جزع کی تعریف:

''پیش آنے والی کسی بھی مصیبت پر واویلا کرنا، یا اس پر بے صبری کا مظاہرہ کرنا جزع کہلاتا ہے۔''(1)

آیتِ مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ هَلُوْعًاۙ(۱۹) اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ جَزُوْعًاۙ(۲۰) وَّ اِذَا مَسَّهُ الْخَیْرُ مَنُوْعًاۙ(۲۱)﴾ (پ ۲۹، المعارج: ۱۹ تا ۲۱) ترجمۂ کنزالایمان: ''بے شک آدمی بنایا گیا ہے بڑا بے صبرا حریص، جب اُسے برائی پہنچے تو سخت گھبرانے والا، اور جب بھلائی پہنچے تو روک رکھنے والا۔''

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی ''خزائن العرفان'' میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی انسان کی حالت یہ ہے کہ اسے کوئی ناگوار حالت پیش آتی ہے تو اس پر صبر نہیں کرتا اور جب مال ملتا ہے تو اس کو خرچ نہیں کرتا۔''

حدیث مبارکہ، جزع کرنے کا وبال:

حضرت سیِّدُنا ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ سرکارِ والا تَبار، ہم بے کسوں کے مددگار صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جو اپنے رزق

1 ......الحدیقۃ الندیۃ، الخلق السابع والثلاثون۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۹۸۔

پر راضی نہ ہو اور جو اپنی بیماری کی خبر عام کرنے لگے اور اس پر صبر نہ کرے اس کا کوئی عمل اللہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف بلند نہ ہوگا اور وہ اللہ عَزَّوَجَلَّ سے اس حال میں ملے گا کہ وہ اس پر ناراض ہوگا۔''(1)

جزع کے بارے میں تنبیہ:

کسی مصیبت یا مشکل پر واویلا کرنا یا بے صبری کا مظاہرہ کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے کہ بسا اوقات بے صبری کا مظاہرہ کرنے میں انسان سے مزید کئی گناہوں کا صدور ہو جاتا ہے بلکہ کفریہ جملے تک بک دیتا ہے جس سے ایمان برباد ہو جاتا ہے اور بعض اوقات انسان اس بے صبری کے سبب اجر و ثواب کے عظیم خزانے سے بھی محروم کر دیا جاتا ہے۔

حکایت، جزع سے بچنے کا انعام:

حضرت سیِّدُنا اعمش بن مسروق عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقُدُّوس سے روایت ہے کہ ایک نیک شخص کسی جنگل میں رہا کرتا تھا، اس مرد صالح کے پاس ایک مرغ، ایک گدھا اور ایک کتا تھا، مرغ صبح سویرے اسے نماز کے لئے جگاتا، گدھے پر وہ پانی اور دیگر سامان لاد کر لاتا اور کتا اس کے مال و متاع اور دیگر چیزوں کی رکھوالی کرتا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ اس کے مرغ کو ایک لومڑی کھا گئی۔ جب اس نیک شخص کو معلوم ہوا تو اس نے کہا: ''میرے لئے اس میں بہتری ہوگی۔'' (یعنی وہ اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی رضا پر راضی رہا اور صبر کا

(1) ......حلیۃ الاولیاء، یوسف بن اسباط، ج۸، ص۲۶۸، الرقم: ۱۲۱۶۲۔

دامن نہ چھوڑا) لیکن گھر والے بہت پریشان ہوئے کہ ہمارا نقصان ہوگیا۔

کچھ دنوں کے بعد ایک بھیڑیا آیا اور اس نے ان کے گدھے کو چیر پھاڑ ڈالا۔ جب گھر والوں کو اس کی اطلاع ملی تو وہ بہت غمگین ہوئے اور آہ وزاری کرنے لگے کہ ہمارا بہت بڑا نقصان ہوگیا۔ لیکن اس نیک شخص نے کوئی بے صبری والے جملے اپنی زبان سے نہ نکالے بلکہ کہنے لگا: ''اس گدھے کے مرجانے ہی میں ہماری عافیت ہوگی۔'' پھر کچھ عرصے کے بعد کتے کو بیماری نے آلیا اور وہ بھی مرگیا۔ لیکن اس صابر و شاکر شخص نے پھر بھی بے صبری اور ناشکری کا مظاہرہ نہ کیا بلکہ وہی الفاظ دہرائے کہ ''ہمارے لئے اس کے ہلاک ہوجانے میں ہی عافیت ہوگی۔''

بہر حال وقت گزرتا رہا، کچھ دنوں کے بعد دشمنوں نے رات کو اس جنگل کی آبادی پر حملہ کیا اور ان تمام لوگوں کو پکڑ کر لے گئے جو اس جنگل میں رہتے تھے۔ ان سب کی قید کا سبب یہ بنا کہ ان کے پاس جانور وغیرہ موجود تھے جن کی آواز سن کر دشمن متوجہ ہوگیا اور دشمنوں نے جانوروں کی آواز سے ان کی رہائش کی جگہ معلوم کرلی پھر ان سب کو ان کے مال واَسباب سمیت قید کر کے لے گئے۔ لیکن وہ نیک شخص اور اس کا ساز وسامان سب بالکل محفوظ رہا کیونکہ اس کے پاس کوئی جانور ہی نہ تھا جس کی آواز سن کر دشمن اس کے گھر کی طرف آتے۔ اب اس نیک مرد کا یقین اس بات پر مزید پختہ ہوگیا کہ ''اللہ عزوجل کے ہر کام میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہوتی ہے۔''(1)

---

1 ......عیون الحکایات، ج۱، ص۱۸۷۔

چل مدینہ کے سات حروف کی نسبت سے بے صبری کے 7 علاج:

(1)......قرآن وحدیث میں موجود صبر کے فضائل پر غور کرے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ صبر والوں کے ساتھ ہے، صبر کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے، صبر کرنے کو ہمت والا کام فرمایا گیا، صبر کرنے والے کے لیے مغفرت، بڑے اجر اور کامیابی کی نوید سنائی گئی ہے۔ صبر کو ایمان اور جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ شمار کیا گیا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

(2)......انبیائے کرام عَلَیْهِمُ السَّلَام، صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُم ودیگر بزرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن پر آنے والی آزمائشوں اور ان پر ان کے عظیم صبر سے متعلق حکایات وروایات کا مطالعہ کرے تاکہ اسے یہ معلوم ہو سکے کہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے انعام یافتہ بندوں کا رویہ اور طرزِ عمل مشکل وقت میں کیسا ہوتا تھا۔

(3)......**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے آنے والی آزمائش کے اسباب پر غور کرے کیونکہ اکثر اوقات آزمائش گناہوں کے سبب آتی ہے اس طرح غور کرنے سے اپنے اعمال کا محاسبہ کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔

(4)......صبر کرنے والے نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے۔

(5)......بے صبری کی صورت میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی ناراضگی، اجرِ عظیم سے محرومی اور ناشکری کرنے، غیر شرعی افعال کے صادر ہونے پر ملنے والی اُخروی سزاؤں پر غور کرے۔

(6)......**اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَ الْجُوْعِ وَ نَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ ؕ وَ

﴿بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٥٥﴾﴾ (پ ۲، البقرۃ: ۱۵۵) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو۔'' اس فرمان کو سامنے رکھتے ہوئے آزمائش پر پورا اترنے کا ذہن بنائے اور اس کے بعد ملنے والے اُخروی انعام وبشارت پر نظر رکھے۔

(7)......نیکیوں پر استقامت نہ ملنے کی سب سے بڑی وجہ بے صبری ہے لہٰذا نیکیوں پر استقامت پانے کے لیے نیک افراد کی صحبت اختیار کرے اور بے صبری کے اُخروی نقصانات پر نظر رکھنا حد درجہ مفید ہے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(38)...عَدمِ خُشُوع

عدم خشوع کی تعریف:

بارگاہِ الٰہی میں حاضری کے وقت (یعنی نماز یا نیک کاموں میں) دل کا نہ لگنا عدم خشوع کہلاتا ہے۔[1]

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿١﴾ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ﴿٢﴾﴾ (پ ۱۸، المؤمنون: ۱، ۲) ترجمۂ کنزالایمان: ''بیشک مراد کو پہنچے ایمان والے، جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔''

1 ......الحدیقۃ الندیۃ، الخلق الثالث والاربعون...الخ، ج ۲، ص ۱۱۷ ملفھوما۔

صدرالافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید محمد نعیم الدین مرادآبادی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْھَادِی "خزائن العرفان" میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: "ان کے دلوں میں خدا کا خوف ہوتا ہے اوران کے اعضا ساکن ہوتے ہیں۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ نماز میں خشوع یہ ہے کہ اس میں دل لگا ہوا اور دنیا سے توجہ ہٹی ہوئی ہو اور نظر جائے نماز سے باہر نہ جائے اور گوشۂ چشم (آنکھ کے کنارے) سے کسی طرف نہ دیکھے اور کوئی عبث کام نہ کرے اور کوئی کپڑا شانوں پر نہ لٹکائے اس طرح کہ اس کے دونوں کنارے لٹکتے ہوں اور آپس میں ملے نہ ہوں اور انگلیاں نہ چٹخائے اور اس قسم کے حرکات سے باز رہے۔ بعض نے فرمایا کہ خشوع یہ ہے کہ آسمان کی طرف نظر نہ اٹھائے۔"

حدیث مبارکہ، منافقانہ خشوع سے اللہ کی پناہ:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا ابوبکر صدیق رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: "منافقانہ خشوع سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگو۔" پوچھا گیا: "یارسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! منافقانہ خشوع کیا ہے؟" ارشاد فرمایا: "منافقانہ خشوع یہ ہے کہ ظاہراً تو خشوع ہو مگر دل میں خشوع نہ ہو۔"(1)

عدم خشوع کے بارے میں تنبیہ:

عدم خشوع نہایت ہی مہلک مرض اور عبادات کے ثواب میں کمی کا باعث

1 ......شعب الایمان، باب فی اخلاص العمل---الخ، ج۵، ص ۳۶۴، حدیث: ۶۹۶۷۔

ہے۔شیطان اپنی ذریت کے ساتھ عبادات میں خشوع کو اَولاً کم کرتا ہے اور پھر آہستہ آہستہ ختم کردیتا ہے یوں عبادات برائے نام ہی رہ جاتی ہیں۔

حکایت،عدم خشوع شیطان کا مہلک ہتھیار:

جب نماز فرض ہوئی تو شیطان دھاڑیں مار مار کر رونے لگا،اس کے سارے چیلے جمع ہوگئے،اور رونے کا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگا: ''ہم تو مارے گئے کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے مسلمانوں پر نماز فرض فرمادی ہے۔'' چیلوں نے کہا: ''نماز فرض ہونے سے کیا ہوگا؟'' شیطان نے جواب دیا: ''میرے بے وقوف چیلو! تم نہیں سمجھے، سمجھ دار مسلمان تو نمازیں پڑھیں گے اور (نماز کی برکت سے گناہوں سے بچ کر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائیں گے اور اس طرح وہ) میرے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔'' چیلے یہ بات سن کر پریشان ہوگئے اور شیطان سے کہنے لگے: ''تم ہی بتاؤ کہ ہم کیا کریں؟'' شیطان نے کہا: ''انہیں نماز مت پڑھنے دو،اگر کوئی نماز کے لیے کھڑا ہوجائے تو اس کو گھیر لو،ایک کہے: دائیں دیکھ،دوسرا کہے: بائیں طرف دیکھ،یوں اُس کو اُلجھا کر رکھو۔''(1)

لیکن **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے کئی ایسے نیک اور پرہیزگار بندے ہیں جو شیطان کے اس مکرو فریب کو یکسر خاطر میں نہیں لاتے،کسی بھی قسم کی بیرونی سرگرمیاں ان کے خشوع کو متاثر نہیں کرسکتی تھیں۔ چنانچہ حضرت سیِّدُنا عامر بن عبد **اللہ** رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ

1 ......نزھۃ المجالس، باب فضل الصلوات لیلاونھارا۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۱۵۴۔

نہایت ہی خشوع وخضوع سے نماز پڑھنے والوں میں شمار کیے جاتے تھے۔ جب آپ نماز پڑھ رہے ہوتے تو اکثر آپ کی بچی دف بجاتی اور گھر میں موجود دیگر خواتین سے باتیں کرتی لیکن آپ اپنی نماز میں ہی مشغول رہتے، نہ تو ان کی باتیں سنتے اور نہ ہی سمجھتے۔ ایک دن آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ سے پوچھا گیا: ''کیا آپ نماز میں اپنے نفس سے کوئی بات کرتے ہیں؟'' فرمایا: ''ہاں! یہ بات کہ میں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے سامنے کھڑا ہوں اور میں نے دو گھروں میں سے ایک گھر میں لوٹنا ہے۔'' عرض کی گئی: ''کیا ہماری طرح آپ بھی نماز میں امورِ دنیا میں سے کچھ پاتے ہیں؟'' فرمایا: ''مجھے نماز میں دنیا کے خیالات پیدا ہونے سے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ مجھ پر تیروں سے حملہ کیا جائے۔'' آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ فرمایا کرتے تھے: ''اگر پردہ اُٹھا دیا جائے تو میرے یقین میں کوئی اضافہ نہ ہو۔''(1)

عدمِ خشوع کے چار اسباب وعلاج:

(1)...... **عدمِ خشوع کا پہلا سبب دل کی سختی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ** بندہ موت کو کثرت سے یاد کرے، زبان اور پیٹ کا قفلِ مدینہ لگائے اور بلاضرورت ہنسنے سے پرہیز کرے۔

(2)...... **عدمِ خشوع کا دوسرا سبب پریشان نظری** (یعنی بلاضرورت اِدھر اُدھر دیکھنا) ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ آنکھوں کا قفلِ مدینہ لگاتے ہوئے اپنی نظریں جھکا کر رکھے،

(1) ...... احیاء العلوم، کتاب اسرار الصلاۃ۔۔۔الخ، حکایات واخبار۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۲۳۲۔

یہ تصور کرے کہ میں بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوں، میرا ربّ عَزَّوَجَلَّ مجھے دیکھ رہا ہے۔

(3)......**عدم خشوع** کا تیسرا سبب ذہن میں **فضول خیالات اور بے جا فکریں** بھی ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ بارگاہِ الٰہی میں حاضری کے وقت اپنے اندر یکسوئی پیدا کرے اوراس سے نجات کے لیے بارگاہِ الٰہی میں دعا بھی کرے۔

(4)......**عدم خشوع** کا چوتھا سبب بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہونے کے آداب کے بارے میں **لاعلمی** ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہونے کے آداب سیکھے، ایسے نیک لوگوں اور **اللہ** والوں کی صحبت اختیار کرے جو بارگاہِ الٰہی کے آداب سے واقف ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(39)...غَضَب لِلنَّفْس

غضب للنفس کی تعریف:

اپنے آپ کو تکلیف سے دور کرنے یا تکلیف ملنے کے بعد اس کا بدلہ لینے کے لیے خون کا جوش مارنا ''غضب'' کہلاتا ہے۔اپنے ذاتی انتقام کے لیے غصہ کرنا ''غضب للنفس'' کہلاتا ہے۔[1]

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشادفرماتا ہے:﴿ الَّذِیْنَ یُنْفِقُوْنَ فِی السَّرَّآءِ

1 ......الحديقة الندية، الخلق الثامن عشر ـ ـ ـ الخ، ج ١، ص ٥ ٦٣ ماخوذا۔

وَ الضَّرَّآءِ وَ الْكٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِؕ وَ اللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۳۴﴾ۚ (پ ۴، آل عمران: ۱۳۴) ترجمۂ کنز الایمان: ''وہ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں خوشی میں اور رنج میں اور غصہ پینے والے اور لوگوں سے درگزر کرنے والے اور نیک لوگ اللہ کے محبوب ہیں۔''

حدیث مبارکہ، غصہ نہ کیا کرو:

ایک شخص نے رسولِ اَکرم، شاہِ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے عرض کی: ''**یارسول اللہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! مجھے کوئی مختصر عمل بتائیے؟'' آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''غصہ نہ کیا کرو۔'' اس نے دوبارہ یہی سوال کیا تو آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''غصہ نہ کیا کرو۔''[1]

غضب للنفس کا حکم:

غضب للنفس (نفس کے لیے غصہ) مذموم ہے۔ مطلق غصہ مذموم و برا نہیں بلکہ ایک لازمی امر ہے کیونکہ اس کے ذریعے انسان کی دنیا و آخرت کی حفاظت ہوتی ہے۔ مثلاً حق کے اظہار اور باطل کے مٹانے کے لئے شجاعت و بہادری ہونا یہ عقلاً، شرعاً اور عرفاً ہر طرح جائز ہے۔ البتہ غیر شرعی اور اپنے ذاتی انتقام کے لیے غصے پر عمل کرنا حرام ہے۔[2]

1 ......بخاری، کتاب الادب، باب الحذر من الغضب، ج ۴، ص ۱۳۱، حدیث: ۶۱۱۶۔

2 ......الحدیقۃ الندیۃ، التاسع عشر۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۶۳۵ ماخوذا۔

کیا غصہ مطلق حرام ہے؟

دعوتِ اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۴۸۰ صفحات پر مشتمل کتاب ''بیانات عطاریہ (حصہ دوم)'' میں شیخ طریقت امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کے تحریری بیان ''غصے کا علاج'' صفحہ ۱۷۳ پر ہے: ''عوام میں یہ غلط مشہور ہے کہ غصہ حرام ہے۔ غصہ ایک غیر اختیاری امر ہے، انسان کو آ ہی جاتا ہے، اس میں اس کا قصور نہیں، ہاں غصہ کا بے جا استعمال برا ہے، بعض صورتوں میں غصہ ضروری بھی ہے، مثلاً جہاد کے وقت اگر غصہ نہیں آئے گا تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے دشمنوں سے کس طرح لڑیں گے؟ بہرحال غصے کا ازالہ (یعنی اس کا نہ آنا) ممکن نہیں، ''امالہ'' ہونا چاہیے یعنی غصہ کا رُخ دوسری طرف پھر جانا چاہیے۔ مثلاً کوئی دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہونے سے پہلے بری صحبت میں تھا، غصہ کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی نے ہاں کا ناں کہہ دیا تو آپے سے باہر ہو گیا اور گالیوں کی بوچھاڑ کر دی، کسی نے بدتمیزی کر دی تو اٹھا کر تھپڑ جڑ دیا۔ مطلب کوئی بھی کام خلاف مزاج ہوا، غصہ آیا تو صبر کرنے کے بجائے نافذ کر دیا۔ جب اسے خوش قسمتی سے دعوتِ اسلامی کا مدنی ماحول میسر آ گیا اور دعوتِ اسلامی کے سنتوں کی تربیت کے مدنی قافلوں میں سفر کی برکتیں ظاہر ہونے لگیں اور غصہ امالہ ہو گیا یعنی رخ بدل گیا یعنی اب بھی غصہ تو باقی ہے مگر اس کا رخ یوں تبدیل ہوا کہ اسے اللہ و رسول اور صحابہ و اولیاء عَزَّوَجَلَّ و صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم وعَلَیْہِمُ الرِّضْوَان کے دشمنوں سے بغض ہو گیا مگر خود اس کی اپنی ذات کو کوئی کتنا ہی برا بھلا کہے غصہ

دلائے مگر صبر کرتا ہے، دوسروں پر بپھرنے کے بجائے خود اپنے نفس پر غصہ نافذ کرتا ہے کہ تجھے گناہ نہیں کرنے دوں گا۔ الغرض غصہ تو ہے مگر اب اس کا امالہ ہو گیا یعنی رخ بدل گیا جو کہ آخرت کے لیے انتہائی مفید ہے۔

حکایت، نفس کی خاطر غصہ کرنے کا انجام:

حضرت سیِّدُنا مبارک بن فُضالہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ حضرت سیِّدُنا حسن رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت کرتے ہیں کہ کسی علاقے میں ایک بہت بڑا درخت تھا، لوگ اس کی پوجا کیا کرتے تھے اور اس طرح اس علاقے میں کفر و شرک کی وبا بہت تیزی سے پھیل رہی تھی۔ ایک مسلمان شخص کا وہاں سے گزر ہوا تو اسے یہ دیکھ کر بہت غُصّہ آیا کہ یہاں غیر اللّٰہ کی عبادت کی جا رہی ہے۔ چنانچہ وہ جذبۂ توحید سے معمور بڑی غضبناک حالت میں کلہاڑا لے کر اس درخت کو کاٹنے چلا، اس کے ایمان نے یہ گوارا نہ کیا کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے سوا کسی اور کی عبادت کی جائے۔ اسی جذبہ کے تحت وہ درخت کاٹنے جا رہا تھا کہ شیطان مردود اس کے سامنے اِنسانی شکل میں آیا اور کہنے لگا: ''تُو اتنی غضبناک حالت میں کہاں جا رہا ہے؟''

اس مسلمان نے جواب دیا: ''میں اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں جس کی لوگ عبادت کرتے ہیں۔'' یہ سُن کر شیطان مردود نے کہا: ''جب تُو اس درخت کی عبادت نہیں کرتا تو دوسروں کا اس درخت کی عبادت کرنا تجھے کیا نقصان دیتا ہے؟ تُو اپنے اِس ارادے سے باز رہ اور واپس چلا جا۔'' اس مسلمان نے کہا: ''میں ہرگز واپس نہیں

جاؤں گا۔'' معاملہ بڑھا اور شیطان نے کہا: ''میں تجھے وہ درخت نہیں کاٹنے دوں گا۔'' چنانچہ دونوں میں کُشتی ہوگئی اور اس مسلمان نے شیطان کو پچھاڑ دیا، پھر شیطان نے اسے لالچ دیتے ہوئے کہا: ''اگر تُو اس درخت کو کاٹ بھی دے گا تو تجھے اس سے کیا فائدہ حاصل ہوگا۔ میرا مشورہ ہے کہ تو اس درخت کو نہ کاٹ، اگر تُو ایسا کرے گا تو روزانہ تجھے اپنے تکیے کے نیچے سے دو دینار ملا کریں گے۔'' وہ شخص کہنے لگا: ''کون میرے لئے دو دینار رکھا کرے گا؟'' شیطان نے کہا: ''میں تجھ سے وعدہ کرتا ہوں کہ روزانہ تجھے اپنے تکیے کے نیچے سے دو دینار ملا کریں گے۔'' وہ شخص شیطان کی اِن لالچ بھری باتوں میں آگیا اور دو دینار کی لالچ میں اس نے درخت کاٹنے کا ارادہ ترک کیا اور واپس گھر لوٹ آیا۔

پھر جب صبح بیدار ہوا تو اس نے دیکھا کہ تکیے کے نیچے دو دینار موجود تھے۔ دوسری صبح جب اس نے تکیہ اٹھایا تو وہاں دینار موجود نہ تھے، اسے بڑا غُصّہ آیا اور کلہاڑا اٹھا کر پھر درخت کاٹنے چلا۔ شیطان پھر انسان کی شکل میں اس کے پاس آیا اور کہا: ''کہاں کا ارادہ ہے؟'' وہ کہنے لگا: ''مَیں اس درخت کو کاٹنے جا رہا ہوں جس کی لوگ عبادت کرتے ہیں، میں یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ لوگ غیر خدا کی عبادت کریں ،لہٰذا میں اس درخت کو کاٹ کر ہی دم لوں گا۔'' شیطان نے کہا: ''تُو جھوٹ بول رہا ہے، اب تُو کبھی بھی اس درخت کو نہیں کاٹ سکتا۔'' چنانچہ شیطان اور اس شخص کے درمیان پھر سے کُشتی شروع ہوگئی۔ اِس مرتبہ شیطان نے اس شخص کو بری طرح پچھاڑ

دیا اور اس کا گلا دبانے لگا، قریب تھا کہ اس شخص کی موت واقع ہو جاتی۔ اس نے شیطان سے پوچھا: ''یہ تو بتا کہ تُو ہے کون؟'' شیطان نے کہا: ''میں ابلیس ہوں اور جب تُو پہلی مرتبہ درخت کاٹنے چلا تھا تو اس وقت بھی میں نے ہی تجھے روکا تھا لیکن اس وقت تُو نے مجھے گرا دیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت تیرا غصہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے لئے تھا لیکن اس مرتبہ میں تجھ پر غالب آ گیا ہوں کیونکہ اب تیرا غُصّہ **اللہ تعالٰی** کے لئے نہیں بلکہ دیناروں کے نہ ملنے کی وجہ سے ہے۔ لہٰذا اب تو کبھی بھی میرا مقابلہ نہیں کرسکتا۔''(1)

امیر اہلسنت کے بیان کردہ غصے کے تیرہ علاج:

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے تحریری بیان ''**غصے کا علاج**'' صفحہ ۳۰ پر ہے: ''جب غصہ آجائے تو ان میں سے کوئی بھی ایک یا ضرورتاً سارے علاج فرمالیجئے: **(1)** ''**اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْم** پڑھیے۔'' **(2)** ''**وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ** پڑھیے۔'' **(3)** ''چپ ہو جائیے۔'' **(4)** ''وضو کر لیجئے۔'' **(5)** ''ناک میں پانی چڑھائیے۔'' **(6)** ''کھڑے ہیں تو بیٹھ جائیے۔'' **(7)** ''بیٹھے ہیں تو لیٹ جائیے اور زمین سے چپٹ جائیے۔'' **(8)** ''اپنے خد (یعنی گال) کو زمین سے ملا دیجئے (وضو ہو تو سجدہ کر لیجئے) تا کہ احساس ہو کہ میں خاک سے بنا ہوں لہٰذا بندے

(1) ......عیون الحکایات، ج۱، ص ۲۰۳۔

پر غصہ کرنا مجھے زیب نہیں دیتا۔"[1] (9) "جس پر غصہ آرہا ہے اس کے سامنے سے ہٹ جائیے۔" (10) "سوچیے کہ اگر میں غصہ کروں گا تو دوسرا بھی غصہ کرے گا اور بدلہ لے گا اور مجھے دشمن کو کمزور نہیں سمجھنا چاہیے۔" (11) "اگر کسی کو غصے میں جھاڑ وغیرہ دیا تو خصوصیت کے ساتھ سب کے سامنے ہاتھ جوڑ کر اس سے معافی مانگئے اس طرح نفس ذلیل ہوگا اور آئندہ غصہ نافذ کرتے وقت اپنی ذلت یاد آئے گی اور ہوسکتا ہے یوں کرنے سے غصے سے خلاصی مل جائے۔" (12) "یہ غور کیجئے کہ آج بندے کی خطا پر مجھے غصہ چڑھا ہے اور میں درگزر کرنے کے لیے تیار نہیں حالانکہ میری بے شمار خطائیں ہیں اگر اللہ عَزَّوَجَلَّ غضب ناک ہوگیا اور مجھے معافی نہ دی تو میرا کیا بنے گا؟" (13) "کوئی اگر زیادتی کرے یا خطا کر بیٹھے اور اس پر نفس کی خاطر غصہ آنے پر ذہن بنائے کہ کیوں نہ میں معاف کرکے ثواب کا حق دار بنوں اور ثواب بھی کیسا زبردست کہ قیامت کے روز اعلان کیا جائے گا جس کا اجر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذمہ کرم پر ہے وہ اٹھے اور جنت میں داخل ہوجائے۔ پوچھا جائے گا کس کے لیے اجر ہے؟ وہ کہے گا: ان لوگوں کے لیے جو معاف کرنے والے ہیں۔" تو ہزاروں آدمی کھڑے ہوں گے اور بلاحساب جنت میں داخل ہوجائیں گے۔"[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

---

1 ......احیاء العلوم، ج ۳، ص ۳۸۸۔

2 ......معجم اوسط، من اسمہ احمد، ج ۱، ص ۵۴۲، حدیث: ۱۹۹۸۔

(40)...تَسَاهُلْ فِی اللّٰہ

تَسَاهُلْ فِی اللّٰہ کی تعریف:

احکامِ الٰہی کی بجا آوری میں سستی اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں مشغولیت ''تَسَاهُلْ فِی اللّٰہ'' ہے۔

آیت مبارکہ:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ یُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِیْهَا ۪ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ﴿۱۴﴾﴾ (پ۴، النساء: ۱۴) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور جو اللّٰہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے اور اس کی کل حدوں سے بڑھ جائے اللّٰہ اُسے آگ میں داخل کرے گا جس میں ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے خواری کا عذاب ہے۔''

حدیث مبارکہ، اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ڈھیل:

حضرت سیِّدُنا عقبہ بن عامر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ رسول محتشم، شاہ بنی آدم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا فرمان عبرت نشان ہے: ''جب تم کسی بندے کو دیکھو کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اس کو عطا فرماتا ہے اور وہ اپنے گناہ پر قائم ہے تو یہ اسے اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کی طرف سے ڈھیل ہے۔ پھر آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَیْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَیْءٍ ؕ حَتّٰۤى اِذَا فَرِحُوْا بِمَاۤ اُوْتُوْۤا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ﴿۴۴﴾﴾

(پ۷، الانعام: ۴۴) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں ان کو کی گئی تھیں ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے یہاں تک کہ جب خوش ہوئے اس پر جو انہیں ملا تو ہم نے اچانک انہیں پکڑ لیا اب وہ آس ٹوٹے رہ گئے۔''(1)

تَسَاهُلْ فِی اللّٰہ کے بارے میں تنبیہ:

احکامِ الٰہی کی بجا آوری میں سستی اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں مشغولیت دنیا وآخرت کی بربادی کا سبب ہے لہٰذا ہر مسلمان کو اس سے بچنا لازم ہے۔

حکایت،بنی اسرائیل کا ایک گنہگار:

بنی اسرائیل میں ایک گنہگار شخص تھا۔ جُوں جُوں اس کے گناہوں اور نافرمانیوں کا سلسلہ بڑھتا جاتا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس پر اپنا رزق اور اِحسان بھی بڑھاتا جاتا۔ جب اس نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ **کلیم اللہ** عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے گناہوں اور برائیوں میں ملوث رہنے والے کے لئے عذاب کا بیان سنا تو کہنے لگا: ''اے موسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام)! میرا رب عَزَّوَجَلَّ کیا چاہتا ہے؟ کیونکہ میں جب بھی گناہوں میں زیادتی کرتا ہوں تو وہ مجھے اپنا مزید فضل ونعمت عطا فرماتا ہے۔'' اس کی اس بات سے آپ عَلَیْہِ السَّلَام بہت حیران ہوئے۔ جب آپ عَلَیْہِ السَّلَام کوہِ طور پر مناجات کے لئے حاضر ہوئے تو عرض کی: ''یا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ! تو جانتا ہے جو تیرے نافرمان بندے نے کہا ہے کہ جب بھی وہ گناہ کرتا ہے تو تُو اس پر مزید اِحسان فرماتا ہے۔'' تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ارشاد

---

1 ......مسند احمد، عقبۃ بن عامر الجھنی، ج ۶، ص ۱۲۲، حدیث: ۱۷۳۱۳۔

فرمایا: ''اے موسیٰ! میں اس کو عذاب دیتا ہوں لیکن وہ جانتا نہیں۔'' حضرت سیِّدُنا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے عرض کی: ''مولیٰ! تو اسے کیسے عذاب دیتا ہے حالانکہ تو اس کے رزق کو کشادہ کرتا اور اسے ڈھیل دے دیتا ہے۔'' فرمایا: ''میں اسے اپنی بارگاہ سے دوری اور اپنے فضل وکرم سے محرومی کا عذاب دیتا ہوں، اپنی اطاعت سے غافل کر دیتا ہوں، اپنے حضور مناجات کی لذت سے سلائے رکھتا ہوں اور سحری میں اپنے عتاب اور اپنے دلنواز خطاب کی لذت سے محروم کر دیتا ہوں۔ میرے عزت وجلال کی قسم! میں اسے ضرور اپنا دردناک عذاب چکھاؤں گا اور اپنے انعام واکرام کی زیادتی سے محروم کر دوں گا۔''(1)

تَسَاهُلْ فِی اللّٰه کے چار اسباب اور ان کے علاج:

(1)...... **تَسَاهُلْ فِی اللّٰه** کا پہلا سبب **جہالت** ہے کہ بندہ جب گناہوں، ان کے ملنے والے عذابات کا علم حاصل نہیں کرتا تو **تَسَاهُلْ فِی اللّٰه** جیسے مہلک مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ گناہوں اور ان پر ملنے والے عذابات کا علم حاصل کرے، ان سے بچنے کے طریقے سیکھے، نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے، نیکیوں میں رغبت پیدا کرے۔ مختلف گناہوں اور ان پر ملنے والے عذابات کی تفصیل کے لیے تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ کتاب ''**جہنم میں لے جانے والے اعمال**'' کا

(1) ...... حکایتیں اور نصیحتیں، ص ۱۴۴۔

مطالعہ کیجئے۔

(2)......**تَسَاهُلْ فِی اللّٰه** کا دوسرا اور سب سے بڑا سبب **باطنی امراض** ہیں کیوں کہ یہ باطنی امراض ''اَحکامِ الٰہی'' پر عمل میں رکاوٹ اور **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی میں مشغولیت کا سبب بنتے ہیں۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ باطنی گناہوں کے اسباب و علاج کے حوالے سے معلومات حاصل کرے اور **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں اس مہلک مرض سے شفاء کے لیے دعا بھی کرے۔

(3)......**تَسَاهُلْ فِی اللّٰه** کا تیسرا سبب **بارگاہ الٰہی میں دعا نہ کرنا** ہے کہ دعا مؤمن کا ہتھیار ہے، شیطان ہمارا کھلم کھلا دشمن ہے اس کی ہر وقت یہ کوشش ہے کہ ہمیں کسی طرح **تَسَاهُلْ فِی اللّٰه** جیسے مرض میں مبتلا کردے، لہٰذا اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے ہتھیار یعنی دعا کو شیطان کے خلاف استعمال کرے اور باگارہ الٰہی میں یوں دعا کرے: اے **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ! مجھے شیطان مردود کے مکروفریب سے محفوظ فرما، مجھے **تَسَاهُلْ فِی اللّٰه** جیسے مرض سے نجات عطا فرما، مجھے نیکیوں میں رغبت اور گناہوں سے نفرت عطا فرما، مجھے نیک پرہیزگار، اپنے ماں باپ کا فرمانبردار اور سچا پکا عاشق رسول بنا، ایمان کی سلامتی عطا فرما۔

آمِیْن بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

(4)......**تَسَاهُلْ فِی اللّٰه** کا چوتھا سبب **بُری صحبت** ہے کہ بندہ جب بُری صحبت اختیار کرتا ہے تو وہ **تَسَاهُلْ فِی اللّٰه** جیسے مرض میں مبتلا ہوجاتا ہے کیونکہ اچھوں کی

صحبت اَچھا اور بُروں کی صحبت بُرا بنا دیتی ہے۔ لہٰذا اس کا علاج یہی ہے کہ بندہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کا مشکبار مدنی ماحول بھی اچھی صحبت فراہم کرتا ہے، آپ بھی اس مدنی ماحول سے ہردم وابستہ رہیے، اپنے علاقے میں ہونے والے ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں پابندیٔ وقت کے ساتھ شرکت فرمایئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس کی برکت سے پابند سنت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور نیکیوں کے لیے کُڑھنے کا مدنی ذہن بنے گا۔ ہر اسلامی بھائی اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ **مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے** اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اصلاح کے لیے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کے لیے مدنی قافلوں میں سفر کرنا ہے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(41)...تکبر

تکبر کی تعریف:

تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۹۶ صفحات پر مشتمل کتاب ''تکبر'' صفحہ ۱۶ پر ہے: ''خود کو افضل دوسروں کو حقیر جاننے کا نام تکبر ہے۔ چنانچہ رسول اکرم، نورِ مجسم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ یعنی تکبر حق کی

مخالفت اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔''[1] امام راغب اصفہانی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْغَنِی لکھتے ہیں: ''تکبر یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو دوسروں سے افضل سمجھے۔''[2] جس کے دل میں تکبر پایا جائے اسے ''مُتَکَبِّر'' اور مغرور کہتے ہیں۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ۝۲۳﴾ (پ۱۴، النحل: ۲۳) ترجمۂ کنزالایمان: ''بیشک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔''

ایک اور مقام پر فرماتا ہے: ﴿وَ لَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًاۚ اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَ لَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا۝۳۷﴾ (پ۱۵، بنی اسرائیل: ۳۷) ترجمۂ کنزالایمان: ''اور زمین میں اتراتا نہ چل بیشک تو ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا۔''

کافر متکبرین کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَادْخُلُوْۤا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاؕ فَلَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِیْنَ۝۲۹﴾ (پ۱۴، النحل: ۲۹) ترجمۂ کنزالایمان: ''اب جہنم کے دروازوں میں جاؤ کہ ہمیشہ اس میں رہو تو کیا ہی برا ٹھکانا مغروروں کا۔''

حدیث مبارکہ، متکبرین کے لیے بروز قیامت رسوائی:

حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''قیامت

1 ......مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، ص ۶۱، حدیث: ۱۴۷۔
2 ......مفردات الفاظ القرآن، کبر، ص ۶۹۷۔

کے دن متکبرین کو انسانی شکلوں میں چیونٹیوں کی مانند اٹھایا جائے گا، ہر جانب سے ان پر ذلت طاری ہوگی، انہیں جہنم کے **بُوْلَس** نامی قید خانے کی طرف ہانکا جائے گا اور بہت بڑی آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لے کر ان پر غالب آجائے گی، انہیں **طِيْنَةُ الْخَبَّال** یعنی جہنمیوں کی پیپ پلائی جائے گی۔"[1]

تکبر کی تین قسمیں اور ان کا حکم:

(1)......"**اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کے مقابلے میں تکبر۔**" تکبر کی یہ قسم کفر ہے جیسے فرعون کا کفر کہ اس نے کہا تھا: ﴿ اَنَا رَبُّكُمُ الْاَعْلٰى ﴿۲۴﴾ فَاَخَذَهُ اللّٰهُ نَكَالَ الْاٰخِرَةِ وَ الْاُوْلٰى ﴿۲۵﴾ ﴾ (پ ۳۰، النزعٰت: ۲۴-۲۵) **ترجمۂ کنزالایمان:** "میں تمہارا سب سے اونچا رب ہوں تو اللہ نے اسے دنیا و آخرت دونوں کے عذاب میں پکڑا۔"

فرعون کی ہدایت کے لیے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے حضرت سیِّدُنا موسیٰ **کلیم اللہ** اور حضرت سیِّدُنا ہارون عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِمَا الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کو بھیجا مگر اس نے ان دونوں کو جھٹلایا تو رب عَزَّوَجَلَّ نے اسے اور اس کی قوم کو دریائے نیل میں غرق کر دیا۔[2]

مفسرین کرام رَحِمَهُمُ اللّٰهُ السَّلَام فرماتے ہیں: "**اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے فرعون کو مرے ہوئے بیل کی طرح دریا کے کنارے پر پھینک دیا تا کہ وہ باقی ماندہ بنی اسرائیل اور دیگر لوگوں کیلئے عبرت کا نشان بن جائے اور ان پر یہ بات واضح ہو جائے کہ جو شخص ظالم ہو

---

1 ......ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، ج ۴، ص ۲۲۱، حدیث: ۲۵۰۰۔

2 ......الحدیقۃ الندیۃ، البحث الثانی من المباحث۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۵۴۹۔

اور اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کی جناب میں تکبر کرتا ہو اس کی پکڑ اس طرح ہوتی ہے کہ اسے ذلت واہانت کی پستی میں پھینک دیا جاتا ہے۔''(1)

(2)......''**اللّٰه عَزَّوَجَلَّ کے رسولوں کے مقابلے میں تکبر۔**'' تکبر کی یہ قسم بھی کفر ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ تکبر جہالت اور بغض وعداوت کی بنا پر رسول کی پیروی نہ کرنا یعنی خود کو عزت والا اور بلند سمجھ کر یوں تصور کرنا کہ عام لوگوں جیسے ایک انسان کا حکم کیسے مانا جائے، جیسا کہ بعض کفار نے حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بارے میں حقارت سے کہا تھا: ﴿اَهٰذَا الَّذِیْ بَعَثَ اللّٰهُ رَسُوْلًا ﴿۴۱﴾﴾ (پ ۱۹، الفرقان: ۴۱) **ترجمۂ کنز الایمان:** ''کیا یہ ہیں جن کو اللّٰه نے رسول بنا کر بھیجا۔'' اور یہ بھی کہا تھا: ﴿لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ ﴿۳۱﴾﴾ (پ ۲۵، الزخرف: ۳۱) **ترجمۂ کنز الایمان:** ''کیوں نہ اتارا گیا یہ قرآن ان دو شہروں کے کسی بڑے آدمی پر۔''

(3)......''**بندوں کے مقابلے میں تکبر۔**'' یعنی اللّٰه عَزَّوَجَلَّ اور رسول اللّٰه صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے علاوہ مخلوق میں سے کسی پر تکبر کرنا، وہ اس طرح کہ اپنے آپ کو بہتر اور دوسرے کو حقیر جان کر اس پر بڑائی چاہنا اور مساوات یعنی باہم برابری کو ناپسند کرنا۔ یہ صورت اگرچہ پہلی دو صورتوں سے کم تر ہے مگر یہ بھی حرام ہے اور اس کا گناہ بھی بہت بڑا ہے کیونکہ کبریائی اور عظمت بادشاہ حقیقی عَزَّوَجَلَّ ہی کے لائق ہے نہ کہ

1 ......الزواجر، الباب الاول فی الکبائر۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۱۷۔

عاجز اور کمزور بندے کے۔“[1]

حکایت، تکبر کے سبب تمام اعمال ضائع ہو گئے:

بنی اسرائیل کا ایک شخص جو بہت گنہگار تھا، ایک مرتبہ بہت بڑے عابد یعنی عبادت گزار کے پاس سے گزرا جس کے سر پر بادل سایہ فگن ہوا کرتے تھے۔ اس گنہگار شخص نے اپنے دل میں سوچا: ”میں بنی اسرائیل کا انتہائی گنہگار اور یہ بہت بڑے عبادت گزار ہیں، اگر میں ان کے پاس بیٹھوں تو امید ہے کہ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ مجھ پر بھی رحم فرمادے۔“ یہ سوچ کر وہ اس عابد کے پاس بیٹھ گیا۔ عابد کو اس کا بیٹھنا بہت ناگوار گزرا، اس نے دل میں کہا: ”کہاں مجھ جیسا عبادت گزار اور کہاں یہ پرلے درجے کا گنہگار! یہ میرے پاس کیسے بیٹھ سکتا ہے؟“ چنانچہ اس عابد نے اس گنہگار شخص کو بڑی حقارت سے مخاطب کیا اور کہا: ”یہاں سے اٹھ جاؤ۔“ اس پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اس زمانے کے نبی عَلَیْہِ السَّلَام پر وحی بھیجی کہ ”ان دونوں سے فرمائیے کہ وہ اپنے عمل نئے سرے سے شروع کریں۔ میں نے اس گنہگار کو (اس کے حسن ظن کے سبب) بخش دیا اور عبادت گزار کے عمل (اس کے تکبر کے باعث) ضائع کر دیے۔“[2]

تکبر کے آٹھ اسباب وعلاج:

(1)......**تکبر کا پہلا سبب علم** ہے کہ بعض اوقات انسان کثرت علم کی وجہ سے بھی

---

[1]......احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان المتکبر۔۔۔الخ، ج ۳، ص ۴۲۴ ملخصاً۔

[2]......احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان مابہ التکبر، ج ۳، ص ۴۲۹۔

تکبر کی آفت میں مبتلا ہوجاتا ہے۔اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ **مُعَلِّمُ الْمَلَکُوْت** کے منصب تک پہنچنے والے شیطان کے انجام کو یاد رکھے کہ اس نے **تکبر** کرتے ہوئے اپنے آپ کو حضرت سیِّدُنا آدم **صَفِیُّ اللّٰہ** عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام سے **افضل** قرار دیا تھا مگر اسے اس تکبر کے نتیجے میں **قیامت** تک کی ذلت ورسوائی ملی اور وہ **جہنم** کا حقدار ٹھہرا کہیں یہ تکبر ہمیں بھی تباہ وبرباد نہ کردے۔

(2)......**تکبر** کا دوسرا سبب **عبادت وریاضت** ہے کہ بندہ کثیر عبادت وریاضت کے سبب اس مرض میں مبتلا ہوجاتا ہے،اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ سوچے میں اگر بہت زیادہ عبادت کرتا ہوں تو اس میں میرا کیا **کمال** ہے؟ یہ تو اس ربّ عَزَّوَجَلَّ کا کرم ہے، نیز عبادت تو وہی مفید ہوگی جس میں نیت درست ہو، تمام شرائط پائی جاتی ہوں۔ بندہ اپنے آپ کو یوں ڈرائے کہ کیا خبر یہ عبادت جس پر میں گھمنڈ کررہا ہوں وہ میرے اس تکبر کے سبب ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں **مقبول** ہونے کے بجائے **مردود** ہوجائے اور جنت میں **داخلے** کے بجائے جہنم میں **داخلے** کا سبب بن جائے۔

(3)......**تکبر** کا تیسرا سبب **مال ودولت** ہے کہ جس کے پاس کار، بنگلہ، بینک بیلنس اور کام کاج کے لیے نوکر چاکر ہوں وہ بھی بسا اوقات **تکبر** میں مبتلا ہوجاتا ہے اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ اس بات کا **یقین** رکھے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ اسے یہ سب کچھ یہیں چھوڑ کر خالی ہاتھ دنیا سے جانا پڑے گا، کفن میں **تھیلی** ہوتی ہے نہ قبر میں **تجوری**، پھر قبر کو نیکیوں کا نور روشن کرے گا نہ کہ سونے چاندی اور مال ودولت کی چمک

دمک۔ لہٰذا اس فانی اور ساتھ چھوڑ جانے والی شے کی وجہ سے **تکبر** میں مبتلا ہو کر اپنے ربّ عَزَّوَجَلَّ کو کیوں ناراض کیا جائے؟

(4)...... **تکبر** کا چوتھا سبب **حسب ونسب** ہے کہ بندہ اپنے آباء واجداد کے بل بوتے پر اکڑتا اور دوسروں کو حقیر جانتا ہے۔ اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ دوسروں کے کارناموں پر گھمنڈ کرنا **عقلمندی** نہیں بلکہ جہالت ہے اور آباء واَجْدَاد پر فخر کرنے والوں کے لیے **جہنم کی وعید** ہے۔ چنانچہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے فوت شدہ آباء واَجْدَاد پر فخر کرنے والی قوموں کو باز آجانا چاہیے کیونکہ وہی **جہنم کا کوئلہ** ہیں، یا وہ قومیں **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کے نزدیک گندگی کے ان کیڑوں سے بھی حقیر ہو جائیں گی جو اپنی ناک سے گندگی کو کریدتے ہیں، **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ نے تم سے **جاہلیت کا تکبر** اور ان کا اپنے آباء پر فخر کرنا ختم فرما دیا ہے، اب آدمی متقی ومؤمن ہوگا یا بدبخت وبدکار، سب لوگ حضرت آدم (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کی اولاد ہیں اور حضرت آدم (عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام) کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔''(1)

(5)...... **تکبر** کا پانچواں سبب **عہدہ ومنصب** ہے۔ اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ اپنا یہ ذہن بنائے کہ **فانی پر فخر نادانی** ہے کیونکہ عزت ومنصب کب تک ساتھ دیں گے؟ جس منصب کے بل بوتے پر آج اکڑتے ہیں، کل کو چھن گیا تو انہی لوگوں سے منہ چھپانا پڑے گا جن سے آج تحقیر آمیز سلوک کرتے ہیں۔ آج جن لوگوں پر چیخ چیخ کر

(1)...... ترمذی، کتاب المناقب، باب فی فضل الشام والیمن، ج ۵، ص ۴۹۷، حدیث: ۳۹۸۱۔

حکم چلاتے ہیں ہوسکتا ہے کل ان سے ہی کوئی ایسا کام پڑ جائے جو ہمارے **تکبر** کو خاک میں ملا دے۔اس لیے کیسا ہی **منصب یا عہدہ** مل جائے پر اپنی **اوقات** نہیں بھولنی چاہیے۔

(6)......تکبر کا چھٹا سبب **کامیابی وکامرانی** ہے کہ جب کسی کو پے در پے **کامیابیاں** ملتی ہیں تو وہ ناکام ہونے والے لوگوں کو حقیر سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ یہ نہ بھولے کہ **وقت ایک سا نہیں رہتا**، بلندیوں پر پہنچنے والوں کو اکثر واپس پستی میں بھی آنا پڑتا ہے، **ہر کمال کو زوال ہے، کامیابی پر اللہ** عَزَّوَجَلَّ **کا شکر** ادا کرنا چاہیے نہ کہ اسے اپنا کمال تصور کرتے ہوئے دوسروں کو **حقارت کی نظر** سے دیکھے۔ بندہ یہ بھی ذہن بنائے کہ جسے میں **کامیابی** سمجھ رہا ہوں وہ فقط دنیا کی **کامیابی** ہے جو ایک نہ ایک دن ختم ہوجائے گی، اصل **کامیابی** تو یہ ہے کہ میں اس دنیا سے **ایمان** سلامت لے جاؤں، دنیا میں رہتے ہوئے **آخرت** کی تیاری کروں، اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو راضی کرلوں۔

(7)......تکبر کا ساتواں سبب **حسن وجمال** ہے کہ بندہ اپنے ظاہری **حسن وجمال** کے سبب **تکبر** میں مبتلا ہوجاتا ہے۔اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ اپنی ابتداء وانتہاء پر غور کرے کہ میرا آغاز ناپاک نطفہ اور انجام سڑا ہوا مردہ ہونا ہے، نیز عمر کے ہر دور میں حسن یکساں نہیں رہتا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ بھی ماند پڑ جاتا ہے، یہ بھی پیش نظر رکھے کہ میرے اسی **حسن وجمال** والے بدن سے روزانہ پیشاب، پاخانہ،

بدبودار پسینہ، میل کچیل اور دیگر گند نکلتا ہے، میں اپنے ہاتھوں سے پاخانہ و پیشاب صاف کرتا ہوں تو کیا اِن چیزوں کے ہوتے ہوئے فقط ظاہری **حسن و جمال** پر تکبر کرنا زیب دیتا ہے؟ یقیناً نہیں۔

(8)......**تکبر** کا آٹھواں سبب **طاقت وقوت** ہے کہ جس کا قد کاٹھ اچھا ہو، کھاتا پیتا اور سینہ چوڑا ہو تو وہ بسا اوقات کمزور جسم والے کو حقیر سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کا یوں **محاسبہ** کرے کہ طاقت وقوت اور پھرتی تو جانوروں میں بھی ہوتی ہے بلکہ انسان سے زیادہ ہوتی ہے تو پھر اپنے اندر اور جانوروں میں **مشترکہ صفت** پر **تکبر** کرنا کیسا؟ حالانکہ ہمارے جسم کی **طاقت وقوت** کا تو یہ حال ہے کہ تھوڑا سا بیمار ہو جائیں تو طاقت کا سارا نشہ اتر جاتا ہے، معمولی سی گرمی برداشت نہیں ہوتی، اگر خدانخواستہ اس **تکبر** کی وجہ سے کل بروز قیامت ربّ عَزَّوَجَلَّ ناراض ہوگیا اور جہنم میں شدید آگ کا عذاب دیا گیا تو اُسے کیسے برداشت کریں گے؟[1]

تکبر جیسے موذی مرض کی مزید تفصیلات کے لیے تبلیغ قران وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے **مکتبۃ المدینہ** کی مطبوعہ ۹۶ صفحات پر مشتمل کتاب **''تکبر''** کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

1......احیاء العلوم، کتاب ذم الکبر والعجب، بیان ما بہ التکبر، ج ۳، ص ۴۲۶ ماخوذا۔

(42)...بدشگونی

بدشگونی کی تعریف:

تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۲۸ صفحات پر مشتمل کتاب ''بدشگونی'' صفحہ ۱۰ پر ہے: شگون کا معنی ہے فال لینا یعنی کسی چیز، شخص، عمل، آواز یا وَقت کو اپنے حق میں اچھا یا بُرا سمجھنا۔ (اسی وجہ سے بُرا فال لینے کو بدشگونی کہتے ہیں۔)

شگون کی قسمیں:

بنیادی طور پر شگون کی دو قسمیں ہیں: (۱) بُرا شگون لینا (۲) اچھا شگون لینا۔ علامہ محمد بن احمد اَنصاری قُرطبی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی تفسیرِ قُرطبی میں نَقْل کرتے ہیں: ''اچھا شگون یہ ہے کہ جس کام کا اِرادہ کیا ہو اس کے بارے میں کوئی کلام سن کر دلیل پکڑنا، یہ اس وَقت ہے جب کلام اچھا ہو، اگر بُرا ہو تو بدشگونی ہے۔ شریعت نے اس بات کا حکم دیا ہے کہ انسان اچھا شگون لے کر خوش ہو اور اپنا کام خوشی خوشی پایۂ تکمیل تک پہنچائے اور جب بُرا کلام سُنے تو اس کی طرف توجُّہ نہ کرے اور نہ ہی اس کے سبب اپنے کام سے رُکے۔''(1)

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿فَاِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ

(1) ......جامع احکام القراٰن، پ۲۶، الاحقاف، تحت الآیۃ: ۴، الجزء: ۱۶، ج۸، ص۱۳۲۔

قَالُوْا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌ یَّطَّیَّرُوْا بِمُوْسٰى وَ مَنْ مَّعَهٗ ؕ اَلَاۤ اِنَّمَا طٰٓىٕرُهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۳۱﴾ (پ ۹، الاعراف: ۱۳۱) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''تو جب انہیں بھلائی ملتی کہتے یہ ہمارے لئے ہے اور جب برائی پہنچتی تو موسیٰ اور اس کے ساتھ والوں سے بدشگونی لیتے سن لو ان کے نصیبہ کی شامت تو اللہ کے یہاں ہے لیکن ان میں اکثر کو خبر نہیں۔''

مُفَسِّرِ شَہِیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان اِس آیت مبارکہ کے تحت لکھتے ہیں: ''جب فرعونیوں پر کوئی مصیبت (قحط سالی وغیرہ) آتی تھی تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کے ساتھی مؤمنین سے بَدشگونی لیتے تھے، کہتے تھے کہ جب سے یہ لوگ ہمارے ملک میں ظاہر ہوئے ہیں تب سے ہم پر مصیبتیں بلائیں آنے لگیں۔'' مفتی صاحب مزید لکھتے ہیں: ''انسان مصیبتوں، آفتوں میں پھنس کر توبہ کر لیتا ہے مگر وہ لوگ ایسے سَرکَش تھے کہ ان سب سے ان کی آنکھیں نہ کُھلیں بلکہ ان کا کُفر وسَرکَشی اور زیادہ ہوگئی کہ جب کبھی ہم ان کو آرام دیتے ہیں، اَرزانی، چیزوں کی فَراوانی وغیرہ تو وہ کہتے کہ یہ آرام وراحت ہماری اپنی چیزیں ہیں، ہم اس کے مستحق ہیں نیز یہ آرام ہماری اپنی کوششوں سے ہیں۔''(1)

حدیث مبارکہ، بدشگونی لینے والا ہم میں سے نہیں:

حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس نے

1 ......تفسیر نعیمی، پ۹، الاعراف، تحت الآیہ: ۱۳۱، ج۹، ص۱۱۷۔

بدشگونی لی اور جس کے لیے بدشگونی لی گئی وہ ہم میں سے نہیں۔"[1]

بدشگونی کا حکم:

حضرت سیدنا امام محمد آفندی رُومی برکلی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَلِی لکھتے ہیں: "بدشگونی لینا حرام اور نیک فال یا اچھا شگون لینا مُسْتَحَب ہے۔"[2] مفسر شہیر حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: "اسلام میں نیک فال لینا جائز ہے، بدفالی بدشگونی لینا حرام ہے۔"[3]

ایک اہم ترین وضاحت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! نہ چاہتے ہوئے بھی بعض اوقات انسان کے دل میں بُرے شگون کا خیال آ ہی جاتا ہے اس لئے کسی شخص کے دِل میں بدشگونی کا خیال آتے ہی اسے گنہگار قرار نہیں دیا جائے گا کیونکہ محض دِل میں بُرا خیال آجانے کی بنا پر سزا کا حقدار ٹھہرانے کا مطلب کسی اِنسان پر اس کی طاقت سے زائد بوجھ ڈالنا ہے اور یہ بات شرعی تقاضے کے خلاف ہے کیونکہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرماتا ہے: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ﴾ (پ۳، البقرۃ: ۲۸۶) **ترجمۂ کنزالایمان:** "**اللہ** کسی جان پر بوجھ نہیں ڈالتا مگر اس کی طاقت بھر۔" حضرت علامہ مُلّا جِیون رَحمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اس آیت کے تحت **تفسیراتِ احمدیہ** میں لکھتے ہیں: "یعنی **اللہ تَعَالٰی** ہر جاندار کو اس

---

1 ......معجم کبیر، حدیث عمران بن حصین، ج۱۸، ص ۱۶۲، حدیث: ۳۵۵۔

2 ......الطریقۃ المحمدیۃ، ج ۲، ص ۱۷، ۲۴۔

3 ......تفسیر نعیمی، پ۹، الاعراف، تحت الآیۃ: ۱۳۲، ج۹، ص۱۱۹۔

بات کا مُکلَّف (یعنی ذمہ دار) بناتا ہے جو اس کی وُسعت وقدرت میں ہو۔‘‘[1] چنانچہ اگرکسی نے بَدشگونی کا خیال دل میں آتے ہی اسے جھٹک دیا تو اس پر کچھ اِلزام نہیں لیکن اگراس نے بَدشگونی کی تاثیر کا اِعتقاد رکھا اور اِسی اعتقاد کی بنا پر اس کام سے رُک گیا تو گناہ گار ہوگا مثلاً کسی چیز کو منحوس سمجھ کر سفر یا کاروبار کرنے سے یہ سوچ کر رُک گیا کہ اب مجھے نقصان ہی ہوگا تو اب گنہگار ہوگا۔ شیخ الاسلام شہاب الدّین امام احمد بن حجر مکی ہیتمی شافعی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْقَوِی اپنی کتاب **اَلزَّوَاجِرُ عَنِ اقْتِرَافِ الْکَبَائِر** میں بَدشگونی کے بارے میں دو حدیثیں نَقْل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: ’’پہلی اور دوسری حدیثِ پاک کے ظاہری معنیٰ کی وجہ سے بَدفالی کو گناہِ کبیرہ شمار کیا جاتا ہے اور مناسب بھی یہی ہے کہ یہ حکم اس شخص کے بارے میں ہو جو بَدفالی کی تاثیر کا اِعتقاد رکھتا ہو جبکہ ایسے لوگوں کے اسلام (یعنی مسلمان ہونے نہ ہونے) میں کلام ہے۔‘‘[2]

حکایت، بدشگونی لینا میرا وہم تھا:

تفسیر روح البیان میں ہے، ایک شخص کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اتنا تنگ دَست ہوگیا کہ بھوک مٹانے کے لئے مٹی کھانی پڑی مگر پھر بھی بھوک ستاتی رہی۔ میں نے سوچا کاش! کوئی ایسا شخص مل جائے جو مجھے کھانا کھلا دے۔ چنانچہ میں ایسے شخص کی تلاش میں اِیران کے شہر اَہواز کی طرف روانہ ہوا حالانکہ وہاں میرا کوئی واقف نہ

---

1 ......تفسیرات احمدیہ، ص ۱۸۹۔

2 ......الزواجر، الباب الثانی فی ـــــ الخ، باب السفر، ج ۱، ص ۳۲۶۔

تھا۔ جب میں دریا کے کنارے پہنچا تو وہاں کوئی کشتی موجود نہیں تھی ، میں نے اسے بدفالی پر محمول کیا۔ پھر مجھے ایک کشتی نظر آئی مگر اس میں سوراخ تھا ، یہ دوسری بدفالی ہوئی۔ میں نے کشتی کے ملاح کا نام پوچھا تو اس نے '' دیوزادہ'' بتایا (جسے عربی میں شیطان کہا جاتا ہے) یہ تیسری بدفالی تھی۔ بہرحال میں اس کشتی پر سوار ہوگیا ، جب دریا کے دوسرے کنارے پر پہنچا تو میں نے آواز لگائی: '' اے بوجھ اٹھانے والے مزدور! میرا سامان لے چلو۔'' اس وَقت میرے پاس ایک پُرانا لحاف اور کچھ ضَروری سامان تھا۔ جس مزدُور نے مجھے جواب دیا وہ ایک آنکھ والا (یعنی کانا) تھا ، میں نے کہا: '' یہ چوتھی بدفالی ہے۔'' میرے جی میں آیا کہ یہاں سے واپس لوٹ جانے میں ہی عافیت ہے لیکن پھر اپنی حاجت کو یاد کرکے واپسی کا اِرادہ تَرک کردیا۔ جب میں سرائے (مسافر خانے) پہنچا اور ابھی یہ سوچ رہا تھا کہ کیا کروں کہ اتنے میں کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا: '' کون؟'' تو جواب ملا کہ میں آپ سے ہی ملنا چاہتا ہوں۔ میں نے پوچھا: '' کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں؟'' اس نے کہا: '' ہاں۔'' میں نے دل میں کہا: '' یا تو یہ دشمن ہے یا پھر بادشاہ کا قاصد۔'' میں نے کچھ دیر سوچنے کے بعد دروازہ کھول دیا۔ اس شخص نے کہا: '' مجھے فلاں شخص نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور یہ پیغام دیا ہے کہ اگرچہ میرے آپ سے اِختلافات ہیں لیکن اخلاقی حقوق کی ادائیگی ضَروری ہے ، میں نے آپ کے حالات سُنے ہیں اس لئے مجھ پر لازِم ہے کہ آپ کی

ضروریات کی کفالت کروں۔ اگر آپ ایک یا دو ماہ تک ہمارے یہاں قیام کریں تو آپ کی زندگی بھر کی کفالت کی ترکیب ہوجائے گی اور اگر آپ یہاں سے جانا چاہتے ہیں تو یہ تیس **30** دینار ہیں انہیں اپنی ضروریات پر خرچ کرلیجئے اور تشریف لے جایئے ہم آپ کی مجبوری سمجھتے ہیں۔'' اس شخص کا بیان ہے کہ اس سے پہلے میں کبھی تیس **30** دینار کا مالک نہیں ہوا تھا، نیز مجھ پر یہ بات بھی ظاہر ہوگئی کہ بدشگونی کی کوئی حقیقت نہیں۔ [1]

بدشگونی کے پانچ اسباب وعلاج:

(1)...... **بدشگونی** کا پہلا سبب **اِسلامی عقائد سے لاعلمی** ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ تقدیر پر اِن معنوں میں اعتقاد رکھے کہ ہر بھلائی، بُرائی **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے اپنے علمِ اَزلی کے موافق مقدّر فرمادی ہے، جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا، اپنے عِلْم سے جانا اور وہی لکھ دیا۔ تو بدشگونی دل میں جگہ ہی نہیں بنا سکے گی کیونکہ جب بھی انسان کو کوئی نقصان پہنچے گا تو وہ یہ ذہن بنالے گا کہ یہ میری تقدیر میں لکھا تھا نہ کہ کسی چیز کی نُحوست کی وجہ سے ایسا ہوا ہے۔

(2)...... **بدشگونی** کا دوسرا سبب **توکل کی کمی** ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ جب بھی کوئی بدشگونی دل میں کھٹکے تو رب عَزَّوَجَلَّ پر توکُّل کیجئے۔ اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ بدشگونی کا خیال دل سے جاتا رہے گا۔

---

1 ...... روح البیان، پ ۲، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۸۹، ج ۱، ص ۳۰۴ ملخصاً۔

(3)...... **بدشگونی کا تیسرا سبب بدفالی کی وجہ سے کام سے رک جانا ہے۔** اِس کا علاج یہ ہے کہ جب کسی کام میں بدفالی نکلے تو اسے کرگزریئے اور اپنے دل میں اس خیال کو جگہ مت دیجئے کہ اس بدفالی کے سبب مجھے اس کام میں کوئی خسارہ وغیرہ ہوگا۔

(4)...... **بدشگونی کا چوتھا سبب اس کی ہلاکت خیزیوں اور نقصانات سے بے خبری ہے** کہ بندہ جب کسی چیز کے نقصان سے ہی باخبر نہیں ہے تو اس سے بچے گا کیسے؟ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ بدشگونی کی ہلاکت خیزیوں اور نقصانات کو پڑھے، ان پر غور کرے اور ان سے بچنے کی کوشش کرے۔ **بدشگونی کے چند نقصانات یہ ہیں:** بدشگونی انسان کے لئے دینی و دُنیوی دونوں اعتبار سے بہت زیادہ خطرناک ہے۔ یہ انسان کو وسوسوں کی دَلدل میں اُتار دیتی ہے چنانچہ وہ ہر چھوٹی بڑی چیز سے ڈرنے لگتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی پَرچھائی (یعنی سائے) سے بھی خوف کھاتا ہے۔ وہ اس وَہم میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ دنیا کی ساری بَدبختی و بدنصیبی اسی کے گِرد جمع ہوچکی ہے اور دوسرے لوگ پُرسکون زندگی گزار رہے ہیں۔ ایسا شخص اپنے پیاروں کو بھی وہمی نگاہ سے دیکھتا ہے جس سے دلوں میں کدُورت (یعنی دشمنی) پیدا ہوتی ہے۔ بدشگونی کی باطنی بیماری میں مبتلا انسان ذہنی و قلبی طور پر مَفلُوج (یعنی ناکارہ) ہوکر رہ جاتا ہے اور کوئی کام ڈھنگ سے نہیں کرسکتا۔ **بدشگونی کی چند ہلاکت خیزیاں یہ ہیں:** ❁ بدشگونی کا شکار ہونے والوں کا اللہ عَزَّوَجَلَّ پر اِعتماد اور توکُّل کمزور ہوجاتا ہے۔ ❁ اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بارے میں بدگمانی پیدا ہوتی ہے۔ ❁ تقدیر پر ایمان کمزور ہونے لگتا ہے۔ ❁ شیطانی

وَسْوَسوں کا دروازہ کھلتا ہے۔ ❁ بدفالی سے آدمی کے اندر توہُّم پرستی، بُزدلی، ڈر اور خوف، پست ہمّتی اور تنگ دلی پیدا ہو جاتی ہے۔ ❁ ناکامی کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں مثلاً کام کرنے کا طریقہ دُرُست نہ ہونا، غَلَط وَقْت اور غَلَط جگہ پر کام کرنا اور ناتجربہ کاری لیکن بَدشگونی کا عادی شخص اپنی ناکامی کا سبب نُحوست کو قرار دینے کی وجہ سے اپنی اِصلاح سے محروم رہ جاتا ہے۔ ❁ بدشگونی کی وجہ سے اگر رشتے ناطے توڑے جائیں تو آپس کی ناچاقیاں جنم لیتی ہیں۔ ❁ جو لوگ اپنے اوپر بدفالی کا دروازہ کھول لیتے ہیں انہیں ہر چیز منحوس نظر آنے لگتی ہے، کسی کام کے لیے گھر سے نکلے اور کالی بلی نے راستہ کاٹ لیا تو یہ ذہن بنا لیتے ہیں کہ اب ہمارا کام نہیں ہوگا اور واپس گھر آگئے، ایک شخص صبح سویرے اپنی دکان کھولنے جاتا ہے راستہ میں کوئی حادثہ پیش آیا تو سمجھ لیتا ہے کہ آج کا دن میرے لیے منحوس ہے لہٰذا آج مجھے نقصان ہوگا یوں ان کا نظامِ زندگی درہم برہم ہو کر رہ جاتا ہے۔ ❁ کسی کے گھر پر اُلّو کی آواز سن لی تو اِعلان کر دیا کہ اس گھر کا کوئی فرد مرنے والا ہے یا خاندان میں جھگڑا ہونے والا ہے، جس کے نتیجے میں اس گھر والوں کے لئے مصیبت کھڑی ہو جاتی ہے۔ ❁ نیا ملازم اگر کاروباری ڈِیل نہ کر پائے اور آرڈر ہاتھ سے نکل جائے تو فیکٹری مالک اسے منحوس قرار دے کر نوکری سے نکال دیتا ہے۔ ❁ نئی دلہن کے ہاتھوں اگر کوئی چیز گر کر ٹوٹ پھوٹ جائے تو اس کو منحوس سمجھا جاتا ہے اور بات بات پر اس کی دل آزاری کی جاتی ہے۔

(5)......بدشگونی کا پانچواں سبب روزمرہ کے معمولات میں وظائف شامل نہ ہونا ہے۔اس کا علاج اعلیٰ حضرت، امامِ اہلسنت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت، مولانا شاہ **امام احمد رضا خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کچھ یوں ارشاد فرماتے ہیں: ''اس قسم (یعنی بَدشگونی وغیرہ) کے خطرے وَسْوَسے جب کبھی پیدا ہوں اُن کے واسطے قرآن کریم وحدیث شریف سے چند مختصر و بیشمار نافع (فائدہ دینے والی) دعائیں لکھتا ہوں انہیں ایک ایک بار خواہ زائد (یعنی ایک سے زیادہ مرتبہ) آپ اور آپ کے گھر والے پڑھ لیں۔ اگر دل پُختہ ہوجائے اور وہ وہم جاتا رہے تو بہتر ورنہ جب وہ وَسْوَسہ پیدا ہو تو ایک ایک دفعہ پڑھ لیجئے اور یقین کیجئے کہ **اللہ** ورسول کے وعدے سچے ہیں اور شیطان مَلْعُون کا ڈرانا جُھوٹا۔ چند بار میں **بِعَوْنِہٖ تَعَالٰی** (یعنی **اللہ** تعالٰی کی مدد سے) وہ وہم بالکل زائل (یعنی ختم) ہوجائے گا اور اَصلاً کبھی کسی طرح اس سے کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔ وہ دعائیں یہ ہیں: ❁ ''**لَنْ یُّصِیْبَنَاۤ اِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَاۚ هُوَ مَوْلٰىنَا وَ عَلَى اللّٰهِ فَلْیَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ** یعنی ہمیں کوئی تکلیف وغیرہ نہیں پہنچے گی سوائے اس کے جو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ نے ہمارے لیے مقدر فرمادی، وہی ہمارا مولا ہے اور توکل کرنے والے اسی پر توکل کرتے ہیں۔'' (پ ۱۰، التوبۃ: ۵۱) ❁ ''**حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِیْلُ** یعنی **اللہ** ہمیں کافی ہے اور کیا اچھا بنانے والا۔'' (پ ۴، آل عمران: ۱۷۳) ❁ ''**اَللّٰھُمَّ لَا یَاْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَذْھَبُ بِالسَّیِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِكَ** یعنی الٰہی! اچھی باتیں تیرے سوا کوئی نہیں لاتا اور بُری باتیں

تیرے سوا کوئی دُور نہیں کرتا اور کوئی زور طاقت نہیں مگر تیری طرف سے۔'' ❁ ''اَللّٰھُمَّ لَا طَیْرَ اِلَّا طَیْرُکَ وَلَا خَیْرَ اِلَّا خَیْرُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ یعنی اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! تیری فال فال ہے اور تیری ہی خیر خیر ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''[1]

بدشگونی کے حوالے سے تفصیلی معلومات کے لیے تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۲۸ صفحات پر مشتمل کتاب ''**بدشگونی**'' کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(43)...شَمَاتَت

شَمَاتَت کی تعریف:

اپنے کسی بھی نسبی یا مسلمان بھائی کے نقصان یا اُس کو ملنی والی مصیبت وبلا کو دیکھ کر خوش ہونے کو **شَماتت** کہتے ہیں۔[2]

آیت مبارکہ:

(1)...... **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ٘ وَ اِنْ تُصِبْكُمْ سَیِّئَةٌ یَّفْرَحُوْا بِهَاؕ وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا لَا یَضُرُّكُمْ كَیْدُهُمْ شَیْــٴًـاؕ اِنَّ اللّٰهَ بِمَا یَعْمَلُوْنَ مُحِیْطٌ۠(۱۲۰)﴾

1 ......فتاوی رضویہ، ج۲۹، ص۶۴۵۔

2 ......الحدیقة الندیة، المقالة الثانیة فی غوائل الحقد، ج ۱، ص ۶۳۱۔

(پ ۴، آل عمران: ۱۲۰) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''تمہیں کوئی بھلائی پہنچے تو انہیں برا لگے اور تم کو برائی پہنچے تو اس پر خوش ہوں اور اگر تم صبر اور پرہیزگاری کیے رہو تو اُن کا داؤں تمہارا کچھ نہ بگاڑے گا بے شک اُن کے سب کام خدا کے گھیرے میں ہیں۔''

حضرت سیِّدُنا علامہ حافظ مرتضٰی زبیدی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ القَوِی اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''اس آیت میں بھلائی سے مراد نعمت اور برائی سے مراد معصیت ہے، بھلائی پہنچنے پر انہیں برا لگنا حسد ہے اور برائی پہنچنے پر ان کا خوش ہونا شماتت ہے، نیز اس آیت مبارکہ میں اس بات پر تنبیہ بھی کی گئی ہے کہ جس کے ساتھ حسد کیا جائے یا شماتت کی جائے یہ دونوں چیزیں اسے اس وقت تک نقصان نہیں پہنچا سکتیں جب تک وہ تقویٰ و صبر اختیار کرے، حسد اور شماتت ایک دوسرے کو لازم ہیں (کہ جہاں حسد پایا جائے گا وہاں شماتت ضرور ہوگی) اور شماتت حسد کے اوپر ایک اضافی گناہ ہے۔''[1]

(2)......ایک اور مقام پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰۤى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًاۙ قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِیْ مِنْۢ بَعْدِیْۚ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْۚ وَ اَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَ اَخَذَ بِرَاْسِ اَخِیْهِ یَجُرُّهٗۤ اِلَیْهِؕ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِیْ وَ كَادُوْا یَقْتُلُوْنَنِیْ ﳲ فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَآءَ وَ لَا تَجْعَلْنِیْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِیْنَ(۱۵۰)﴾ (پ ۹، الاعراف: ۱۵۰) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف پلٹا غصہ میں بھرا

---

1 ......اتحاف السادۃ المتقین، کتاب ذم الغضب...الخ، بیان حقیقۃ الحسد...الخ، ج ۹، ص ۴۹۴۔

جھنجلایا ہوا کہا تم نے کیا بری میری جانشینی کی میرے بعد کیا تم نے اپنے رب کے حکم سے جلدی کی اور تختیاں ڈال دیں اور اپنے بھائی کے سر کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگا کہا اے میرے ماں جائے قوم نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے مار ڈالیں تو مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسا اور مجھے ظالموں میں نہ ملا۔''

تفسیر خازن میں مذکورہ آیت مبارکہ کے اس حصے: ''**فَلَا تُشْمِتْ بِیَ الْاَعْدَاءَ** تو مجھ پر دشمنوں کو نہ ہنسا۔'' کے تحت لکھا ہے: ''**شماتت** کی اصل یہ ہے کہ جس سے تو دشمنی رکھتا ہے یا جو تجھ سے دشمنی رکھتا ہے جب بھی کسی مصیبت میں مبتلا ہو تو تُو اس پر خوش ہو۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ فلاں شخص نے فلاں کے ساتھ **شماتت** کی یعنی جب اسے کوئی مصیبت یا ناپسندیدہ بات پہنچی تو وہ اس پر خوش ہوا۔ اس آیت مبارکہ میں بھی یہی معنی مراد ہیں کہ حضرت سیِّدُ نا ہارون عَلَیْہِ السَّلَام نے حضرت سیِّدُ نا موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام سے کہا کہ آپ میرے ساتھ ایسا سلوک نہ کریں کہ جسے دیکھ کر دشمن **شماتت** کریں یعنی میری تکلیف پر وہ خوش ہوں۔''[1]

حدیث مبارکہ، اپنے بھائی کی شماتت نہ کر:

حضرت سیِّدُ نا واثِلَہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اپنے بھائی کی **شماتت** نہ کر یعنی اس کی مصیبت پر اِظہارِ مُسَرَّت نہ کر کہ **اللّٰہ تعالٰی** اس پر رحم کرے گا اور تجھے اس میں مبتلا کر دے گا۔''[2]

---

1 ......خازن، پ ۹، الاعراف، تحت الآیۃ: ۱۵۰، ج ۲، ص ۱۴۲۔

2 ......ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۲۲۷، حدیث: ۲۵۱۴۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم شَمَاتَت سے اللہ عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگا کرتے اور فرماتے: ''اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! میں قرض کے غلبے اور دشمنوں کی شماتت سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''(1)

شَمَاتَت کا حکم:

شَمَاتَت یعنی کسی بھی مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوش ہونا نہایت ہی مذموم اور ہلاکت میں ڈالنے والا امر ہے۔ خاص طور پر اس صورت میں کہ جب وہ اس مصیبت کو اپنی کرامت یا دعا کا نتیجہ سمجھے۔(2)

حکایت، عمر بھر کے لیے تجارت چھوڑ دی:

منقول ہے کہ حضرت سیِّدُ نا سری سَقَطی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی کی بازار میں دکان تھی، ایک دفعہ اس بازار میں آگ لگ گئی، پورا بازار جل گیا لیکن آپ رَحمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی دکان بچ گئی۔ جب آپ کو اس بات کی خبر دی گئی تو بے ساختہ آپ کے منہ سے نکلا: ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہ۔'' مگر فوراً ہی اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ''فقط اپنا مال بچ جانے پر میں نے کیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہہ دیا؟'' چنانچہ آپ نے تجارت کو خیر باد کہہ دیا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنے پر توبہ و معافی کی خاطر عمر بھر کے لیے دکان چھوڑ دی۔(3)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے کہ ہمارے بزرگان دین رَحِمَہُمُ اللّٰہُ الْمُبِیْن

---

1 ......نسائی، کتاب الاستعاذۃ، الاستعاذۃ من شماتۃ الاعداء، ص ۸۷۱، حدیث: ۵۴۹۸۔

2 ......الحدیقۃ الندیۃ، الخلق السابع عشر۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۶۳۱۔

3 ......احیاء العلوم، کتاب المحبۃ والشوق۔۔۔الخ، بیان حقیقۃ الرضا۔۔۔الخ، ج ۵، ص ۶۷۔

کیسی مدنی سوچ رکھتے تھے، اپنے فائدے پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرنے پر اس لیے ندامت اختیار کی کہ اگرچہ میرا فائدہ ہوا لیکن اس کے ساتھ دیگر مسلمانوں کا نقصان بھی ہوا ہے، میرا شکر ادا کرنا کہیں **شماتت** (یعنی اپنے مسلمان بھائیوں کے نقصان پر خوشی کا اظہار کرنا) نہ بن جائے، اس خدشے پر نہ صرف اپنے نفس کو ملامت کیا بلکہ زندگی بھر کے لیے تجارت اور دکان چھوڑ دی۔ واقعی جو لوگ اپنے نفس کا محاسبہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے انہیں دیگر گناہوں سمیت **شماتت** سے بھی بچنے کا مدنی ذہن مل جاتا ہے، کل تک جو لوگوں کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر خوش ہوتے تھے آج وہ لوگوں کی مصیبتیں دور کرنے میں مُعَاوَنَت کرتے نظر آتے ہیں۔ ترغیب کے لیے ایک مدنی بہار پیش خدمت ہے:

شماتت و دیگر گناہوں سے نجات مل گئی:

باب المدینہ (کراچی) کے مقیم ایک اسلامی بھائی اپنی اصلاح کے احوال کچھ یوں بیان فرماتے ہیں: لوگوں کے دلوں میں **اللہ رَبُّ الْعِزَّت** کی محبت، حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے عشق کی شمع فروزاں کرنے والی تبلیغ قرآن و سنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کی مشکبار فضاؤں میں آنے سے قبل میں بد اعمالیوں کی ہلاکت سے یکسر غافل تھا۔ ہر ایک کے ساتھ بدکلامی کرنا، بدتمیزی سے پیش آنا، گالی گلوچ کرنا اور لوگوں کو طرح طرح کی تکالیف اور مصیبتیں دے کر ان کے دل دکھانا اور پھر اس پر شماتت (یعنی ان کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر خوش

ہونے) جیسے موذی گناہ سے اپنا نامہ اعمال کو سیاہ کرنا، نیز فلمیں ڈرامے دیکھنے میں اپنا قیمتی وقت ضائع کرنا میرے معمولاتِ زندگی میں شامل تھا۔ میری زندگی میں نیکیوں کی صبحِ بہاراں آنے کا سبب کچھ یوں بنا کہ خوش قسمتی سے مکتبۃ المدینہ کا شائع کردہ شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی** دَامَتۡ بَرَکَاتُهُمُ الۡعَالِيَه کا رسالہ **''میں سدھرنا چاہتا ہوں''** کسی طرح میرے ہاتھ لگ گیا۔ نجانے اس رِسالے کے نام میں ایسی کیا کشش تھی کہ میں نے اس رسالے کو جیسے ہی پڑھنا شروع کیا تو پڑھتا ہی چلا گیا یہاں تک کہ اوّل تا آخر پورا ہی پڑھ ڈالا۔ گویا اس رسالے کی ایک ایک سطر نے میرے مردہ ضمیر کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا۔ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ میں نے **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ کے فضل و کرم سے اپنے تمام گناہوں سے توبہ کی اور سنت کے مطابق زندگی گزارنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔

اسی ماحول نے ادنیٰ کو اعلیٰ کردیا دیکھو
اندھیرا ہی اندھیرا تھا اُجالا کردیا دیکھو

صَلُّوا عَلَى الۡحَبِيۡب ! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

شماتت کے چھ اسباب وعلاج:

(1)......**شَمَاتَت** کا پہلا سبب بدخواہی کی عادت ہے۔ کسی کا نقصان چاہنا اور نقصان ہوجانے کی صورت میں اس پر خوشی کا اظہار کرنے کے مَنَاظِر کاروباری حضرات میں بخوبی دیکھے جاسکتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے اندر مسلمانوں

کی خیر خواہی کا جذبہ پیدا کرے، یہ مدنی ذہن بنائے کہ یہ میرا مسلمان بھائی ہے، آج اس کا نقصان ہوا ہے اور میں اس کے نقصان پر خوش ہو رہا ہوں ایسا نہ ہو کہ کل یہی معاملہ میرے ساتھ بھی ہو، مجھے بھی کسی آفت میں مبتلا کر دیا جائے اور لوگ میری مصیبت پر بھی خوش ہوں۔

(2)......**شَماتَت** کا دوسرا سبب **بغض و کینہ** ہے۔ کینہ پرور اپنے مخالف کو مصیبت میں دیکھ کر قلبی سکون محسوس کرتا ہے اور یہ ہی اس کی خوشی بن جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے سینے کو مسلمانوں کے کینے کی گندی غلاظت سے پاک وصاف کرے اور یہ مدنی ذہن بنائے کہ مسلمانوں کے لیے دل میں کینہ رکھنا دنیا وآخرت دونوں میں تباہی و بربادی کا سبب بن سکتا ہے، یہ بھی ذہن بنائے کہ حقیقی مسلمان کبھی کسی مسلمان بھائی کا کینہ اپنے دل میں نہیں رکھتا۔ نیز **بغض و کینہ** سے متعلق معلومات بھی حاصل کرتا رہے، اس کے اسباب اور بچنے کے طریقے جانے اور اس موذی مرض سے بچنے کی بھرپور کوشش کرے۔ اپنے سینے کو مسلمانوں کے کینے کی غلاظت سے پاک وصاف کرنے کے لیے دعوت اسلامی کے اشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب "**بغض و کینہ**" کا مطالعہ کیجئے۔

(3)......**شَماتَت** کا تیسرا سبب حسد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بندہ جس سے حسد کرتا ہے اس سے نعمت چھن جانے پر خوشی محسوس کرتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ حسد کی تباہ کاریوں پر غور کرے کہ یہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ و **رسول اللہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی

ناراضگی کا سبب ہے، حسد ایمان کی دولت چھن جانے کا بھی ایک سبب ہے، حسد سے نیکیاں ضائع ہوجاتی ہیں، حسد سے بندہ مختلف گناہوں میں مبتلا ہوجاتا ہے، حسد کے سبب بندہ نیکیوں کے ثواب سے محروم رہتا ہے، حسد سے دعا قبول نہیں ہوتی، بندہ نصرتِ الٰہی سے محروم ہوجاتا ہے، حاسد کو ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ حسد جیسے مہلک مرض سے چھٹکارا حاصل کرنے کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ''حسد'' کا مطالعہ کیجئے۔

(4)......شَمَاتَت کا چوتھا سبب احساس کمتری ہے، مدمقابل کی برتری اور اپنی مسلسل ناکامی بندے کو احساس کمتری میں مبتلا کردیتی ہے پھر اسی احساس کمتری سے شماتت پیدا ہوتی ہے یوں مدمقابل کی ہر تکلیف عارضی تسکین کا سبب بن جاتی ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی احساسِ کمتری کا ازالہ کرے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمتِ کاملہ پر نظر رکھے، ہر نیک اور جائز کام سے پہلے اچھی اچھی نیتیں کرے تاکہ کام ہو یا نہ ہو ثواب کا خزانہ تو ہاتھ آجائے، اپنی کامیابیوں کے لیے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا بھی کرتا رہے، اپنی ناکامیوں کے اسباب پر غور کرے اور پھر ان کو دور کرے۔

(5)......شَمَاتَت کا پانچواں سبب حُبِّ جاہ ہے۔جب بندہ محسوس کرتا ہے کہ ''فلاں کی وجہ سے میری واہ واہ میں کمی آرہی ہے۔'' تو وہ اس کے نقصان کا خواہش مند ہوجاتا ہے اور جیسے ہی اُسے کوئی نقصان پہنچتا ہے تو وہ اپنی دیرینہ آرزو کے پورا ہونے پر خوشی محسوس کرتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ حب جاہ سے اپنے آپ کو

بچائے، یہ بھی اپنا مدنی ذہن بنائے اگر مجھے کوئی منصب یا عہدہ نہیں ملاتو ہوسکتا ہے میرے حق میں یہی بہتر ہو، مجھے یہ عہدہ نہ دے کر اللہ عَزَّوَجَلَّ نے کئی مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات عطا فرمادی ہو۔لہٰذا میں اپنے بھائی کو اس کا قصور وار کیوں ٹھہراؤں اوراس سے شماتت یعنی اس کو مصیبت پہنچنے پر کیوں خوشی کا اظہار کروں؟

(6)......**شَمَاتَت** کا چھٹا سبب **بدگمان** ہونا ہے۔جب بندہ کسی سے بدظن ہوجاتا ہے تو خواہ کتنا ہی نیکوکار رہو لیکن بدگمانی کی رسی اسے بلندیوں سے کھینچ کر پستیوں کی طرف دھکیل دیتی ہے، جیسے ہی اس کے بھائی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو فوراً خوش ہوجاتا ہے۔اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ مسلمانوں سے بدگمان اور بدظن ہونے کے بجائے ان کے بارے میں اچھا گمان رکھے،خواہ مخواہ اپنے دماغ میں مسلمانوں کے متعلق وسوسوں کو ہرگز جگہ نہ دے، بلکہ اس طرح کے وسوسوں سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی پناہ مانگے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آہستہ آہستہ اس موذی مرض سے بھی نجات مل ہی جائے گی۔بدگمانی جیسے مہلک اور موذی مرض سے نجات کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ''بدگمانی'' کا مطالعہ کیجئے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(44)...اسراف

اِسراف کی تعریف:

جس جگہ شرعاً، عادۃً یا مروۃً خرچ کرنا منع ہو وہاں خرچ کرنا مثلاً فسق وفجور وگناہ

والی جگہوں پر خرچ کرنا، اجنبی لوگوں پر اس طرح خرچ کرنا کہ اپنے اہل وعیال کو بے یارومددگار چھوڑ دینا اِسراف کہلاتا ہے۔[1]

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:﴿ وَلَا تُسْرِفُوْا ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ ﴾(پ۸، الانعام: ۱۴۱) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''بے جا نہ خرچو بے شک بے جا خرچنے والے اسے پسند نہیں۔''

صدرالافاضل حضرت علامہ مولانا مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی عَلَیْهِ رَحمَةُ اللهِ القَوِی ''خزائن العرفان'' میں اِس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''حضرت مُترجِم قُدِّسَ سِرُّہٗ (یعنی اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت رَحمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه) نے اِسراف کا ترجمہ بے جا خرچ کرنا فرمایا، نہایت ہی نفیس ترجمہ ہے۔ اگر کُل مال خرچ کرڈالا اور اپنے عیال کو کچھ نہ دیا اور خود فقیر بن بیٹھا تو سُدِّی کا قول ہے کہ یہ خرچ بے جا ہے اور اگر صدقہ دینے ہی سے ہاتھ روک لیا تو یہ بھی بے جا اور داخلِ اِسراف ہے جیسا کہ سعید بِن مُسَیّب رَضِیَ اللهُ عَنْه نے فرمایا۔ سفیان کا قول ہے کہ اللہ کی طاعت کے سوا اور کام میں جو مال خرچ کیا جاوے وہ قلیل بھی ہو تو اِسراف ہے۔ زُہری کا قول ہے کہ اس کے معنٰی یہ ہیں کہ مَعْصِیَّت میں خرچ نہ کرو۔ مجاہد نے کہا کہ حَقُّ اللہ میں کوتاہی کرنا اسراف ہے اور اگر ابو قُبَیس پہاڑ سونا ہو اور اس تمام کو راہِ خدا میں خرچ کردو تو اسراف نہ ہو اور

1 ......الحديقة الندية، الخلق السابع والعشرون۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۲۸۔

ایک درہم مَعْصِیَّت میں خرچ کروتو اِسراف ہے۔''

ایک اور مقام پر **اللہ** عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿ **كُلُوْا وَ اشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ** ۝۳۱﴾ (پ۸، الاعراف: ۳۱) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''کھاؤ اور پیؤ اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔''

صدرالافاضل حضرت علامہ مولانا **مفتی محمد نعیم الدین مراد آبادی** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی **''خزائن العرفان''** میں اِس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''شانِ نُزول: کَلبی کا قول ہے کہ بنی عامر زمانۂ حج میں اپنی خوراک بہت ہی کم کر دیتے تھے اور گوشت اور چکنائی تو بالکل کھاتے ہی نہ تھے اور اس کو حج کی تعظیم جانتے تھے، مسلمانوں نے انہیں دیکھ کر عرض کیا **یارسولَ اللہ** ہمیں ایسا کرنے کا زیادہ حق ہے، اس پر یہ نازِل ہوا کہ کھاؤ اور پیو گوشت ہو خواہ چکنائی ہو اور اِسراف نہ کرو اور وہ یہ ہے کہ سیر ہو چکنے کے بعد بھی کھاتے رہو یا حرام کی پرواہ نہ کرو اور یہ بھی اِسراف ہے کہ جو چیز **اللہ تعالٰی** نے حرام نہیں کی اس کو حرام کرلو۔ حضرت ابن عباس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا نے فرمایا کھا جو چاہے اور پہن جو چاہے اِسراف اور تکبّر سے بچتا رہ۔ مسئلہ: آیت میں دلیل ہے کہ کھانے اور پینے کی تمام چیزیں حلال ہیں سوائے ان کے جن پر شریعت میں دلیلِ حُرمت قائم ہو کیونکہ یہ قاعدہ مقرّرہ مسلّمہ ہے کہ اصل تمام اشیاء میں اِباحت ہے مگر جس پر شارع نے مُمانعت فرمائی ہو اور اس کی حُرمت دلیلِ مُستَقِل

سے ثابت ہو۔''

اِسراف کی مختلف صورتیں:

شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی مایہ ناز تصنیف ''فیضانِ سنت'' صفحہ ۲۵۶ پر ہے: **مُفَسِّرِ شَہِیر حکیمُ الْاُمَّت** حضرتِ **مفتی احمد یار خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ الْحَنَّان تفسیرِ نعیمی، ج۸، ص ۳۹۰ پر فرماتے ہیں: ''اِسراف کی بہت تفسیریں ہیں: (۱) حلال چیزوں کو حرام جاننا (۲) حرام چیزوں کو استعمال کرنا (۳) ضَرورت سے زیادہ کھانا پینا یا پہننا (۴) جو دل چاہے وہ کھا پی لینا پہن لینا (۵) دن رات میں بار بار کھاتے پیتے رَہنا جس سے مِعدہ خراب ہو جائے، بیمار پڑ جائے (۶) مُضِر اور نقصان دِہ چیزیں کھانا پینا (۷) ہر وَقت کھانے پینے پہننے کے خیال میں رَہنا کہ اب کیا کھاؤں گا؟ آئندہ کیا پیوں گا؟[1] (۸) غفلت کیلئے کھانا (۹) گناہ کرنے کیلئے کھانا (۱۰) اچھے کھانے پینے، اعلیٰ پہننے کا عادی بن جانا کہ کبھی معمولی چیز کھا پی نہ سکے (۱۱) اعلیٰ غذاؤں کو اپنے کمال کا نتیجہ جاننا۔ غرضیکہ اس ایک لفظ میں بہت سے اَحکام داخِل ہیں۔''

اِسراف سے متعلق ایک اہم وضاحت:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! یہاں یہ واضح کرنا بھی بہت ضروری ہے کہ جس طرح ''لَا

---

1 ......روح البیان، پ۸، الاعراف، تحت الآیۃ: ۳۱، ج ۳، ص ۱۵۴۔

خَیۡرَ فِی الۡاِسۡرَافِ یعنی اسراف (فضول خرچی) میں کوئی بھلائی وخیر نہیں ہے۔'' اسی طرح ''لَا اِسۡرَافَ فِی الۡخَیۡرِ یعنی نیکی اور بھلائی کے کاموں میں کوئی اسراف (فضول خرچی) نہیں۔'' اَلۡحَمۡدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ ربیع الاول کے مبارک مہینے میں ہر سال لاکھوں مسلمان اپنے آقا و مولا، حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے جشن ولادت کے موقع پر خوشیاں مناتے ہیں، اپنے گھروں، دکانوں، محلوں اور گلیوں کو سجاتے ہیں، سبز سبز پرچم لگاتے اور لہراتے ہیں، رنگ برنگے بلب اور دیے روشن کرتے ہیں، صدقہ وخیرات کرتے ہیں، لنگر و نیاز کا اہتمام کرتے ہیں، محافل ذکر و نعت منعقد کرتے ہیں، علمائے کرام کو بلاتے اور ان سے ذکر ولادت شریف سنتے ہیں، اسی طرح صحابہ کرام عَلَیۡہِمُ الرِّضۡوَان، اہل بیت عظام، اولیائے کرام رَحِمَہُمُ اللّٰہُ السَّلَام کے اَعراس پر اُن کے ایصالِ ثواب کے لیے بڑا اہتمام کرتے ہیں، یقیناً یہ تمام بھلائی کے کام ہیں اور بھلائیوں کے کاموں میں کوئی اسراف نہیں۔

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ ۵۶۱ صَفحات پر مشتمل کتاب ''ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت'' (مکمّل) صفحہ ۱۷۴ پر ہے۔ اعلیٰ حضرت، عظیم البرکت، مجدد دین وملت، پروانۂ شمع رسالت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ الرَّحۡمٰن سے پوچھا گیا: ''میلاد شریف میں جھاڑ (یعنی پانچ شاخوں والی مشعل)، فانوس، فروش وغیرہ سے زیب و زینت اِسراف ہے یا نہیں؟'' تو آپ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیۡہ نے ارشاد فرمایا: ''علماء فرماتے ہیں: لَا خَیۡرَ فِی الۡاِسۡرَافِ وَلَا اِسۡرَافَ فِی الۡخَیۡر (یعنی اسراف

میں کوئی بھلائی نہیں اور بھلائی کے کاموں میں خرچ کرنے میں کوئی اسراف نہیں تو) جس شے سے تعظیمِ ذکر شریف مقصود ہو، ہرگز ممنوع نہیں ہوسکتی۔ اِمام غزالی (عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی) نے اِحیاءُ العلوم شریف میں سید ابو علی رُوذ بارِی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی سے نَقل کیا کہ ایک بندہ صالح (نیک شخص) نے مجلسِ ذکر شریف ترتیب دی اور اس میں ایک ہزار شمعیں روشن کیں۔ ایک شخص ظاہر بین پہنچے اور یہ کیفیت دیکھ کر واپس جانے لگے۔ (کہ اتنی شمعیں جلانا تو اسراف ہے۔) بانی مجلس نے ہاتھ پکڑا اور اندر لے جا کر فرمایا کہ جو شمع مَیں نے غیرِ خدا کے لئے روشن کی ہو وہ بجھا دیجئے۔ کوششیں کی جاتی تھیں اور کوئی شمع ٹھنڈی نہ ہوتی۔ (1)

لہراؤ سبز پرچم اے آقا کے عاشقو!
گھر گھر کرو چراغاں کہ سرکار آگئے
نہ کیوں آج جھومیں کہ سرکار آئے
خدا کی خدائی کے مختار آئے
نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

حدیث مبارکہ، بہتی نہر پر بھی اسراف:

حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بِن عَمرو بِن عَاص رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم رؤف رحیم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم حضرت سیِّدُنا سعد رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی

(1) ......احیاء العلوم، کتاب آداب الاکل، فصل یجمع آدابا۔۔۔الخ، ج ٢، ص ٢٦۔

عَنْہ کے پاس سے گزرے جب وہ وضو کررہے تھے تو ارشاد فرمایا: ''اے سعد! یہ اسراف کیسا؟'' عرض کیا: ''رسول اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! کیا وضو میں بھی اسراف ہے؟'' فرمایا: ''ہاں! اگرچہ تم بہتی نہر پر ہو۔''[1] ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ''ہر اس چیز کو کھالینا جس کا دل کرے یہ اسراف ہے۔''[2]

اسراف کا حکم:

اسراف اور فضول خرچی خلاف شرع ہو تو حرام اور خلافِ مروت ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔[3]

حکایت، امیر اہلسنت کا محتاط انداز:

جب شیخ طریقت امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی خدمت میں صحرائے مدینہ (باب المدینہ کراچی) میں فَیضانِ مدینہ کا سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے عرض کی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ''سنگِ بنیاد میں عموماً کھودے ہوئے گڑھے میں کسی شخصیت کے ہاتھوں سے سیمنٹ کا گاراڈلوادیا جاتا ہے، بعض جگہ ساتھ میں اینٹ بھی رکھوالی جاتی ہے لیکن یہ سب رسمی ہوتا ہے، بعد میں وہ سیمنٹ وغیرہ کام نہیں آتی۔ مجھے تو یہ اِسراف نظر آتا ہے اور اگر مسجد کے نام پر کئے ہوئے چندے کی رقم سے اس طرح کا اسراف کیا جائے تو توبہ کے ساتھ ساتھ تاوان یعنی جو کچھ مالی نقصان ہوا وہ بھی ادا کرنا پڑے گا۔'' عرض

1 ......ابن ماجة، کتاب الطهارة وسننها، باب ماجاء فی القصد۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۲۵۴، حدیث: ۴۲۵۔

2 ......ابن ماجة، کتاب الاطعمة، باب من الاسراف۔۔۔الخ، ج ۴، ص ۴۹، حدیث: ۳۳۵۲۔

3 ......الحدیقة الندیة، الخلق السابع والعشرون۔۔۔الخ، ج ۲، ص ۲۸۔

کی گئی: ''ایک یادگاری تختی بنوا لیتے ہیں، آپ اس کی پردہ کشائی فرما دیجئے گا۔'' تو فرمایا: ''پردہ کشائی کرنے اور سنگ بنیاد رکھنے میں فرق ہے۔ پھر چونکہ ابھی میدان ہی ہے اس لئے شاید وہ تختی بھی ضائع ہو جائے گی۔''

بالآخر امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه نے فرمایا کہ ''جہاں واقعی ستون بنانا ہے اس جگہ پر ہتھوڑے مار کر کھودنے کی رسم ادا کر لی جائے اور اس کو ''**سنگِ بنیاد رکھنا**'' کہنے کے بجائے ''**تعمیر کا آغاز**'' کہا جائے۔'' چنانچہ ۲۲ ربیع النور شریف ۱۴۲۶ ہجری بمطابق یکم مئی ۲۰۰۵ عیسوی بروز اتوار آپ کی ساداتِ کرام سے محبت میں ڈوبی ہوئی خواہش کے مطابق ۲۵ سیِّد مَدَنی منوں نے اپنے ہاتھوں سے مخصوص جگہ پر ہتھوڑے چلائے، آپ خود بھی اس میں شریک ہوئے اور اس نرالی شان سے فیضان مدینہ (صحرائے مدینہ، ٹول پلازہ، سپر ہائی وے باب المدینہ کراچی) کے تعمیری کام کا آغاز ہوا۔[1]

اسراف کے اسباب وعلاج:

(1)......**اسراف کا پہلا سبب لاعلمی اور جہالت ہے۔** بندہ شرعی معلومات کے بغیر جب کسی کام میں مال خرچ کرتا ہے تو اس میں اِسراف کے کئی پہلو ہوتے ہیں لیکن اسے اپنی جہالت کی وجہ سے اِحساس تک نہیں ہوتا۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ کسی بھی کام میں مال خرچ کرنے سے پہلے علمائے کرام اور مفتیانِ کرام سے شرعی رہنمائی

---

(1)......تعارف امیر اہلسنت، ص۴۹۔

حاصل کرلے، اس سلسلے میں **دارالافتاء اہل سنت** سے رابطہ کرنا بھی بہت مفید ہے۔

(2)......**اسراف** کا دوسرا سبب **غرور و تکبر** ہے۔ بسا اوقات دوسروں پر اپنی برتری ثابت کرنے کے لیے بے جا دولت خرچ کی جاتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ غرور وتکبر کے نقصانات پر غور وفکر کرے اور اس سے بچنے کی کوشش کرے، متکبر شخص **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کو ناپسند ہے، خود **رسول اللّٰہ** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے متکبر کے لیے ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا، احادیث میں متکبر کو بدترین شخص قرار دیا گیا ہے، متکبر کو کل بروز قیامت ذلت ورسوائی کا سامنا کرنا پڑے گا، جس کے دل میں تھوڑا سا بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہ ہوسکے گا۔ تکبر کی تباہ کاریاں جاننے اور مزید معلومات کے لیے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ کتاب ''تکبر'' کا مطالعہ کیجئے۔

(3)......**اسراف** کا تیسرا سبب **اپنی واہ واہ کی خواہش** ہے۔ دوسروں سے داد وصول کرنے کیلئے پیسے کا بے جا استعمال ہمارے معاشرے میں عام ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ لوگوں سے تعریفی کلمات سننے کی خواہش کو اپنی ذات سے ختم کرے اور یہ مدنی ذہن بنائے کہ لوگوں میں معزز ہونا کوئی معنٰی نہیں رکھتا بلکہ سب سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار ہے۔ نیز بندہ حُبِّ جاہ کے اَسباب وعلاج کا مطالعہ کرے۔

(4)......**اسراف** کا چوتھا سبب **شہرت کی خواہش** ہے۔ بے حیائی پر مشتمل فنکشن اور اس طرح کی دیگر خرافات میں خرچ کی جانے والی رقم کا اصل سبب شہرت کی طلب

ہی ہے۔اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ دولت کو نیکی کے کاموں میں خرچ کرنے کی عادت بنائے اور اخلاص اپنانے کی کوشش کرتا رہے، وقتی شہرت کے بدلے بروزِ محشر ملنے والی دائمی ذلت ورسوائی کو پیشِ نظر رکھے، نیز یہ مدنی ذہن بنائے کہ مجھے مال ودولت خرچ کر کے لوگوں کی نظر میں مشہور ہونے کی بجائے نیک اعمال کر کے ربّ عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں سُرخُرو ہونا ہے۔

(5)......**اسراف** کا پانچواں سبب **غفلت اور لاپرواہی** ہے۔انسان کو یہ تو معلوم ہوتا ہے کہ فلاں کام میں خرچ کرنا **اسراف** ہے لیکن بعض اوقات اپنی غفلت اور لاپرواہی کی بناء پر **اسراف** میں مُبتلا ہو جاتا ہے، وضو کا پانی استعمال کرنے میں نل کھلا چھوڑ دینا، گھر، آفس وغیرہ میں بجلی پر چلنے والی اشیاء کو سستی کی وجہ سے کھلا چھوڑ دینا بھی اسی سبب کا نتیجہ ہیں۔اس کا **علاج** یہ ہے کہ بندہ اپنے اندر احساس پیدا کرے، دنیا میں غفلت ولاپرواہی کی بنا پر ہونے والے گناہوں پر آخرت کے مُواخَذے کو پیش نظر رکھے اور اپنی اس غفلت ولاپرواہی کو دور کرے، نیز اپنے دل میں ربّ عَزَّوَجَلَّ کی عطا کردہ نعمتوں پر شکر کا احساس پیدا کرے، نیز اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ آج اگر میں نے نعمتوں کی ناشکری کی تو ہوسکتا ہے مجھ سے یہ نعمتیں چھین لی جائیں، لہٰذا میں ان نعمتوں پر اسراف سے بچتے ہوئے شکر کروں گا تاکہ ان میں مزید اضافہ ہو۔

کھانے کے اسراف سے توبہ کیجئے:

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آج کل ہر ایک بے بَرَکتی اور تنگدستی کا رونا رَو رہا ہے۔کیا

بعید کہ روٹی کا اِحترام نہ کرنے کی یہ سزا ہو۔آج شاید ہی کوئی مسلمان ایسا ہو، جو روٹی ضائِع نہ کرتا ہو۔ ہر طرف کھانے کی بے حُرمتی کے دِلسوز نظّارے ہیں، شادی کی تقریبات ہوں یا بُزُرگانِ دین رَحِمَهُمُ اللهُ الْمُبِیْن کی نیاز کے تبرُّکات۔ افسوس صد کروڑ افسوس! دستر خوانوں اور دریوں پر بے دردی کے ساتھ کھانا گرایا جاتا ہے، کھانے کے دوران ہڈّیوں کے ساتھ بوٹی اور مَصالحہ برابر صاف نہیں کیا جاتا، گرم مصالحے کے ساتھ بھی کھانے کے کثیر اَجزاء ضائِع کر دیئے جاتے ہیں، تھالوں میں بچا ہوا تھوڑا سا کھانا اور پیالوں، پتیلوں میں بچا ہوا شوربا دوبارہ استعمال کرنے کا اکثر لوگوں کا ذِہن نہیں، اِس طرح کا بہت سارا بچا ہوا کھانا عُمُوماً کچرا کُونڈی کی نذر کر دیا جاتا ہے۔ اب تک جتنا بھی اِسراف کیا ہے برائے مہربانی! اُس سے توبہ کر لیجئے۔ آئندہ کھانے کے ایک بھی دانے اور شوربے کے ایک بھی قطرے کا اِسراف نہ ہو اِس کا عہد کر لیجئے۔ **وَاللّٰهِ الْعَظِیْم**! قِیامت میں ذرہ ذرہ کا حساب ہونا ہے، یقیناً کوئی بھی قِیامت کے حساب کی تاب نہیں رکھتا، توبہ سچّی توبہ کر لیجئے۔ درود پاک پڑھ کر عرض کیجئے۔ **یا اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ! آج تک میں نے جتنا بھی اِسراف کیا اُس سے اور تمام صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے توبہ کرتا ہوں اور تیری عطا کردہ توفیق سے آئندہ گناہوں سے بچنے کی بھرپور کوشش کروں گا، یا ربِّ مصطفےٰ صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم میری توبہ قَبول فرما اور مجھے بے حساب بخش دے۔

آمِیْن بِجَاهِ النَّبِیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

صدقہ پیارے کی حیا کا کہ نہ لے مجھ سے حساب
بخش بے پوچھے لجائے کو لجانا کیا ہے

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

(45)...غم دنیا

”غم دنیا“ کی تعریف:

کسی دنیوی چیز سے محرومی کے سبب رنج وغم اور افسوس کا اِس طرح اِظہار کرنا کہ اُس میں صبر اور قضائے اِلٰہی پر رضا اور ثواب کی اُمید باقی نہ رہے ”غم دُنیا“ کہلاتا ہے اور یہ مذموم ہے۔

آیت مبارکہ:

اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَاۤ اٰتٰىكُمْ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِۙ۝۲۳﴾ (پ۲۷، الحدید: ۲۳) **ترجمۂ کنزالایمان:** ”اس لئے کہ غم نہ کھاؤ اس پر جو ہاتھ سے جائے اور خوش نہ ہو اس پر جو تم کو دیا اور **اللہ** کو نہیں بھاتا کوئی اترونا (متکبر) بڑائی مارنے والا۔“

صدر الافاضل حضرت علامہ مولانا مفتی **محمد نعیم الدین** مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی ”**خزائن العرفان**“ میں اِس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ”یہ سمجھ لو کہ جو **اللہ تعالٰی** نے مُقدَّر فرمایا ہے ضرور ہونا ہے نہ غم کرنے سے کوئی ضائع شدہ چیز واپس مل سکتی ہیں، نہ فنا ہونے والی چیز اِترانے کے لائق ہے تو چاہئے کہ خوشی کی جگہ شکر اور غم

کی جگہ صبر اختیار کرو۔غم سے مراد یہاں انسان کی وہ حالت ہے جس میں صبر اور رضا بقضائے الٰہی اور امید ثواب باقی نہ رہے۔اور خوشی سے وہ اِترانا مراد ہے جس میں مست ہوکر آدمی شکر سے غافل ہوجائے۔اور وہ غم و رنج جس میں بندہ **اللہ تعالٰی** کی طرف متوجّہ ہواور اس کی رضا پر راضی ہوایسے ہی وہ خوشی جس پر حق تعالٰی کا شکر گزار ہو ممنوع نہیں۔حضرت امام جعفر صادق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ نے فرمایا: اے فرزند آدم کسی چیز کے فقدان پر کیوں غم کرتا ہے؟ یہ اس کو تیرے پاس واپس نہ لائے گا اور کسی موجود چیز پر کیوں اتراتا ہے؟ موت اس کو تیرے ہاتھ میں نہ چھوڑے گی۔''

حدیث مبارکہ، دنیوی غموں سے فراغت پالو:

حضرت سیِّدُنا ابودَرْدَاء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ سرکارِ والا تبار، ہم بے کسوں کے مددگار، شَفِیعِ روزِ شُمار صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''جس قدر ہوسکے دنیوی غموں سے فراغت پالو کیونکہ جسے سب سے زیادہ غم دنیا کا ہوگا، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے پیشے کو شہرت دے گا اور اس کا فقر اس پر ظاہر فرمادے گا اور جسے آخرت کا غم سب سے زیادہ ہوگا **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اس کے کام جمع فرمادے گا اور اس کے دل کو غنا سے بھر دے گا اور جو بندہ اپنے دل سے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کی طرف متوجہ ہوتا ہے **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مومنین کے دلوں کو اس کے لئے محبت اور رحمت کے جذبے سے سرشار فرما کر اس کے پاس بھیجتا ہے اور **اللہ** عَزَّوَجَلَّ اسے ہر بھلائی جلد عطا فرماتا ہے۔''(1)

(1)......مجمع الزوائد، کتاب الزھد، باب فیمن احب الدنیا۔۔۔الخ، ج ۱۰، ص ۴۳۲، حدیث: ۱۷۸۱۶۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا: ''دو خصلتیں ایسی ہیں کہ جس میں بھی ہوں گی اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے صابر وشاکر لکھ دے گا اور جس میں نہیں ہوں گی نہ اسے شاکر لکھے گا اور نہ ہی صابر۔ وہ دو خصلتیں یہ ہیں: (۱) جو اپنے دین میں اپنے سے اوپر والے کو دیکھ کر اس کی پیروی کرے اور دنیوی معاملہ میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نے اسے اس شخص پر جو فضلیت دی ہے اس پر اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اسے صابر وشاکر لکھ لیتا ہے۔ (۲) جو دین میں اپنے سے نیچے والے کو دیکھے اور دنیوی معاملے میں اوپر والے کو دیکھے پھر اپنی محرومی پر افسوس کرے تو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ نہ اسے صابر لکھتا ہے اور نہ ہی شاکر۔''(1)

غم دنیا کے بارے میں تنبیہ:

کسی بھی دنیوی معاملے پر چاہے وہ مالی نقصان کی صورت میں ہو، کسی تکلیف کی صورت میں ہو یا کسی اور صورت میں ہو غمگین ہونا ایک فطری عمل ہے، لیکن کسی بھی دنیوی معاملے پر غیر شرعی واویلا کرنا، ماتم کرنا، دیگر مسلمانوں کو کوسنا یا اس مصیبت کا ذمہ دار ٹھہرانا، یا اس پر بدشگونی، غیبت، تہمت، بدگمانی بھرا کلام کرنا، یا اس طرح اپنے غم کا اظہار کرنا جس سے صبر کا دامن چھوٹ جائے، ثواب کی اُمید ختم ہوجائے یا قضائے الٰہی پر عدم رضا کا اظہار ہو یہ تمام صورتیں غیر شرعی، ناجائز اور ممنوع ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(1) ......ترمذی، ابواب صفة القیامة، ج ۴، ص ۲۲۹، حدیث: ۲۵۲۰۔

حکایت، نعمت پر غمگین اور مصیبت پر خوش ہونے والی عورت:

حضرت سیِّدُ نا ابن یسار مسلم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْمُنْعِم فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں تجارت کی غرض سے بحرین کی طرف گیا، وہاں میں نے دیکھا کہ ایک گھر کی طرف بہت سے لوگ آ جا رہے ہیں، میں بھی اس طرف چل دیا۔ وہاں جا کر دیکھا کہ ایک عورت نہایت افسردہ اور غمگین پھٹے پرانے کپڑے پہنے مصلے پر بیٹھی ہے اور اس کے اِردگرد غلاموں اور لونڈیوں کی کثرت ہے، اس کے کئی بیٹے اور بیٹیاں ہیں، تجارت کا بہت سارا ساز و سامان اُس کی ملکیت میں ہے، خریداروں کا ہجوم لگا ہوا ہے، وہ عورت ہر طرح کی نعمتوں کے باوجود نہایت ہی غمگین تھی نہ کسی سے بات کرتی، نہ ہی ہنستی تھی۔ میں وہاں سے واپس لوٹ آیا اور اپنے کاموں سے فارغ ہونے کے بعد دوبارہ اسی گھر کی طرف چل دیا۔ وہاں جا کر میں نے اس عورت کو سلام کیا۔ اس نے جواب دیا اور کہنے لگی: ''اگر کبھی دوبارہ یہاں آنا ہو اور کوئی کام ہو تو ہمارے پاس ضرور آنا۔'' پھر میں واپس اپنے شہر چلا آیا۔ کچھ عرصے بعد مجھے دوبارہ کسی کام کے لئے اسی عورت کے شہر میں جانا پڑا۔ جب میں اس کے گھر گیا تو دیکھا کہ اب وہاں پہلے کی طرح چہل پہل نہیں تھی، نہ تجارتی سامان ہے، نہ خدّام و لونڈیاں نظر آ رہی ہیں اور نہ ہی اس عورت کے لڑکے موجود ہیں۔ ہر طرف ویرانی چھائی ہوئی ہے۔ میں بڑا حیران ہوا اور میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو اندر سے کسی کے ہنسنے اور باتیں کرنے کی آواز آنے لگی۔ جب دروازہ کھولا گیا اور میں اندر داخل ہوا تو دیکھا کہ وہی عورت اب نہایت

قیمتی اور خوش رنگ لباس میں ملبوس بڑی خوش وخرم نظر آ رہی تھی اور اس کے ساتھ صرف ایک عورت گھر میں موجود تھی کوئی اور نہ تھا۔ مجھے بڑا تعجب ہوا اور میں نے اس عورت سے پوچھا: ''جب میں پچھلی مرتبہ تمہارے پاس آیا تھا تو تم کثیر نعمتوں کے باوجود غمگین اور نہایت افسردہ تھی لیکن اب خادموں، لونڈیوں اور دولت کی عدم موجودگی میں بھی بہت خوش اور مطمئن نظر آ رہی ہو، اس میں کیا راز ہے؟''

تو وہ عورت کہنے لگی: ''تم تعجب نہ کرو، بات دراصل یہ ہے کہ جب پچھلی مرتبہ تم مجھ سے ملے تو میرے پاس دنیاوی نعمتوں کی بہتات تھی، میرے پاس مال ودولت اور اولاد کی کثرت تھی، اس حالت میں مجھے یہ خوف ہوا کہ شاید! میرا رب عَزَّوَجَلَّ مجھ سے ناراض ہے، اس وجہ سے مجھے کوئی مصیبت اور غم نہیں پہنچتا ورنہ اس کے پسندیدہ بندے تو آزمائشوں اور مصیبتوں میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس وقت یہی سوچ کر میں پریشان وغمگین تھی اور میں نے اپنی حالت ایسی بنائی ہوئی تھی۔ اس کے بعد میرے مال اور میری اولاد پر مسلسل مصیبتیں ٹوٹتی رہیں، میرا سارا اثاثہ ضائع ہو گیا، میرے تمام بیٹوں اور بیٹیوں کا انتقال ہو گیا، خدّام ولونڈیاں سب جاتی رہیں اور میری تمام دنیوی نعمتیں مجھ سے چھن گئیں۔ اب میں بہت خوش ہوں کہ میرا ربّ عَزَّوَجَلَّ مجھ سے خوش ہے اسی وجہ سے تو اس نے مجھے آزمائش میں مبتلا کیا ہے۔ پس میں اس حالت میں اپنے آپ کو بہت خوش نصیب سمجھ رہی ہوں، اسی لئے میں نے اچھا لباس پہنا ہوا ہے۔''

حضرت سیِّدُنا ابن یسار مسلم عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْمُنْعِم فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں

وہاں سے چلا آیا اور میں نے حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو اس عورت کے متعلق بتایا تو وہ فرمانے لگے: ''اس عورت کا حال تو حضرت سیِّدُنا ایوب عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی طرح ہے اور میرا تو یہ حال ہے کہ ایک مرتبہ میری چادر پھٹ گئی میں نے اسے ٹھیک کروایا لیکن وہ میری مرضی کے مطابق ٹھیک نہ ہوئی تو مجھے اس بات نے کافی دن غمگین رکھا۔''(1)

غم دنیا کے تین اسباب وعلاج:

(1)......غم دنیا کا پہلا سبب حُبِّ دنیا ہے۔دنیا کی محبت دل میں رچ بس جانے کی وجہ سے معمولی سے دنیاوی نقصان پر بھی دل غمگین ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے افسوس کا اظہار کیا جاتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ دنیا کی محبت کو اپنے دل سے نکالنے کی کوشش کرے اور اپنے ظاہر و باطن کو نیکیوں میں مشغول رکھے۔نیز اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ دنیا فانی ہے اور فانی چیز نے کبھی نہ کبھی فنا ہونا ہی ہے لہٰذا ایسی چیز پر افسوس کرنے کا کیا فائدہ؟ اگر افسوس کرنا ہی ہے تو میں اس بات پر افسوس کروں کہ میں نے فلاں لمحہ رب عَزَّوَجَلَّ کی یاد سے کیوں غافل ہوکر گزارا؟

(2)......غم دنیا کا دوسرا سبب بے صبری کی عادت ہے۔جس انسان میں صبر اور برداشت کا مادہ کم ہوتا ہے اسے امور دنیا کا غم جلد لاحق ہوجاتا ہے جو اس کے روشن مستقبل کو تاریک کرنے کے لیے کافی ہوتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ مصیبتوں

---

1 ......عیون الحکایات، ج۱، ص ۹۴۔

اورآزمائشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے اندر صبر اور برداشت پیدا کرے تاکہ کوئی انہونی بات اور مصیبت اس کے اعصاب پر اثر انداز نہ ہو سکے۔ نیز اپنا یہ مدنی ذہن بنائے کہ بے صبری کا مظاہرہ کر کے میں عظیم اجروثواب سے محروم کر دیا جاؤں گا جبکہ صبر کروں گا تو اجروثواب کا خزانہ مجھے عطا کیا جائے گا۔ لہٰذا سمجھداری اسی میں ہے کہ بے صبری کے بجائے تقدیر الٰہی پر راضی رہتے ہوئے صبر وشکر کا مظاہرہ کیا جائے۔

(3)......**غم دنیا کا تیسرا سبب ناشکری کی عادت ہے۔** ہزار ہا نعمتوں کے باوجود بندہ شکر نہیں کرتا یہی وجہ ہے کہ جب اسے کوئی مصیبت یا تکلیف پہنچتی ہے تو اس پر شکر کے بجائے غمزدہ وغمگین ہو کر ناشکری کر بیٹھتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے اندر صبر وشکر کی عادت ڈالے اور خوشی ہو یا غم اپنی زبان کو ہر وقت **اللہ** عَزَّوَجَلَّ کے شکر سے تر بتر رکھے۔ نیز یہ بھی مدنی ذہن بنائے کہ اگر میں شکر کروں گا تو **اللہ** عَزَّوَجَلَّ مجھے مزید نعمتوں سے سرفراز فرمائے گا۔ اس مدنی ذہن سے اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ دنیاوی غموں سے چھٹکارا بھی نصیب ہو جائے گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(46)...تجسس

تجسس کی تعریف:

لوگوں کی خفیہ باتیں اور عیب جاننے کی کوشش کرنا تجسس کہلاتا ہے۔[1]

1 ......احیاء العلوم، ج۲، ص ۶۴۳، ج۳، ص ۴۵۹ ماخوذا۔

آیت مبارکہ:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں اِرشاد فرماتا ہے:﴿ **لَا تَجَسَّسُوْا** ﴾(پ۲۶، الحجرات: ۱۲) **ترجمۂ کنزالایمان:** ''عیب نہ ڈھونڈو۔''

صدر الافاضل حضرتِ علامہ مولانا سید **محمد نعیم الدین** مراد آبادی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْھَادِی **''خزائن العرفان''** میں اس آیت مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں: ''یعنی مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو اور ان کے چُھپے حال کی جستجو میں نہ رہو جسے **اللّٰہ تعالٰی** نے اپنی ستاری سے چُھپایا۔ حدیث شریف میں ہے: گمان سے بچو گمان بڑی جھوٹی بات ہے اور مسلمانوں کی عیب جوئی نہ کرو، ان کے ساتھ حرص و حسد، بغض، بے مروتی نہ کرو، اے **اللّٰہ تعالٰی** کے بندو! بھائی بنے رہو جیسا تمہیں حکم دیا گیا، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اس پر ظلم نہ کرے، اس کو رسوا نہ کرے، اس کی تحقیر نہ کرے، تقوٰی یہاں ہے، تقوٰی یہاں ہے، تقوٰی یہاں ہے۔ (اور یہاں کے لفظ سے اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمایا۔) آدمی کے لئے یہ برائی بہت ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر دیکھے، ہر مسلمان مسلمان پر حرام ہے اس کا خون بھی، اس کی آبرو بھی، اس کا مال بھی، **اللّٰہ تعالٰی** تمہارے جسموں اور صورتوں اور عملوں پر نظر نہیں فرماتا لیکن تمہارے دلوں پر نظر فرماتا ہے۔ (بخاری و مسلم) حدیث: جو بندہ دنیا میں دوسرے کی پردہ پوشی کرتا ہے **اللّٰہ تعالٰی** روزِ قیامت اُس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

حدیث مبارکہ،محشر کی رسوائی کا سبب:

اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے محبوب، دانائے غُیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشادفرمایا: ''اے وہ لوگو! جوزبانوں سے تو ایمان لے آئے ہومگر تمہارے دل میں ابھی تک ایمان داخل نہیں ہوا! مسلمانوں کو ایذاء مت دو، اور نہ ان کے عیوب کو تلاش کرو کیونکہ جو اپنے مسلمان بھائی کا عیب تلاش کرے گا اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اُس کا عیب ظاہر فرمادے گا اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ جس کا عیب ظاہر فرمادے تو اُسے رسوا کر دیتا ہے اگرچہ وہ اپنے گھر کے تہہ خانہ میں ہو۔''[1]

ایک اور مقام پر ارشادفرمایا: ''غیبت کرنے والوں، چغل خوروں اور پاکباز لوگوں کے عیب تلاش کرنے والوں کو اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ (قیامت کے دن) کتّوں کی شکل میں اٹھائے گا۔[2]

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الْاُمَّت حضرتِ **مفتی احمد یار خان** عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْحَنَّان فرماتے ہیں: ''خیال رہے کہ تمام انسان قبروں سے بشکل انسانی اُٹھیں گے پھر محشر میں پہنچ کر بعض کی صورتیں مسخ ہوجائیں گی۔''[3] (یعنی بگڑ جائیں گی مثلاً مختلف جانوروں جیسی ہوجائیں گی۔)

---

1 ......شعب الایمان، باب فی تحریم اعراض الناس، ج۵، ص۲۹۶، حدیث: ۶۷۰۴ بتغیر۔

2 ......التّوبیخ والتّنبیہ لابی الشیخ الاصبھانی، ص۹۷، رقم ۲۲۰، الترغیب والترھیب، ج۳، ص۳۲۵، حدیث ۱۰۔

3 ......مراۃ المناجیح، ج۶، ص۶۶۰۔

تجسس کے بارے میں تنبیہ:

تجسس یعنی اپنے کسی بھی مسلمان بھائی کے خفیہ عیوب کو تلاش کرنا یا اس کے لیے سعی کرنا شرعاً ممنوع ہے۔

تجسس کی مختلف صورتیں:

حضرت سیِّدُنا امام غزالی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللہِ الْوَالِی فرماتے ہیں: ''کسی شخص کے لیے مناسب نہیں کہ وہ دوسرے کے گھر میں کان لگائے تاکہ وہاں سے باجوں کی آواز سنے یا ناک کو اس لیے صاف کرے تاکہ شراب کی بو سونگھ سکے اور نہ ہی کپڑے میں چھپی ہوئی شے کو اس نیت سے ٹٹولے کہ باجے وغیرہ کی پہچان ہو اور نہ اس کے پڑوسیوں سے اس کے گھر میں ہونے والے معاملات دریافت کرے۔ لیکن اگر پوچھے بغیر خود ہی دو عادل شخص اسے بتادیں کہ فلاں شخص اپنے گھر میں شراب پی رہا ہے یا فلاں کے گھر میں شراب ہے جو اس نے پینے کے لیے رکھی ہے تو اس وقت وہ گھر میں داخل ہوسکتا ہے اور اجازت لینا بھی لازم نہیں ہوگا کیونکہ برائی کو ختم کرنے کے لیے دوسرے کی مِلک میں داخل ہوکر چلنا ایسا ہی ہے جیسے برائی سے منع کرتے ہوئے ضرورت پڑنے پر کسی کا سر پھاڑ دینا۔ البتہ! جن لوگوں کی خبر تو قبول کی جاتی ہے لیکن شہادت نہیں، ان کے بتانے پر کسی کے گھر میں داخل ہوجانا مَحَلِّ نَظَر ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ اس سے باز رہے کیونکہ صاحِبِ خانہ اس کا حق رکھتا ہے کہ بغیر اس کی اجازت کے کوئی اس کے گھر میں داخل نہ ہو اور مسلمان کو ثابت شدہ حق اس وقت تک

ساقط نہیں ہوتا جب تک اس کے خلاف دو عادل شخص گواہی نہ دیں۔“[1]

حکایت، تجسس کے سبب واپس آگئے:

حضرت سیِّدُنا عامر شعبی عَلَیْهِ رَحمَةُ اللهِ الْقَوِی سے روایت ہے کہ ایک بار امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروق اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے اپنے ایک ہم مجلس بھائی کو نہ پایا تو ان کی تلاش میں حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه کے ساتھ نکل کھڑے ہوئے۔ آپ نے سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے فرمایا: ”آؤ! ہم فلاں شخص کے گھر جا کر دیکھتے ہیں۔“ جب دونوں اس گھر کے قریب پہنچے تو دیکھا کہ اس کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور ان کا وہ ساتھی اس گھر میں موجود ہے، نیز اس کے ساتھ ایک خاتون بھی ہے جس نے اسے کچھ برتن میں ڈال کر دیا اور وہ کھانے لگا۔ سیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے حضرت سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه سے فرمایا: ”اچھا تو یہ وہ کام ہے جس کی وجہ سے وہ ہم سے دور ہے۔“ سیِّدُنا عبد الرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے عرض کی: ”حضور! آپ کو کیا معلوم کہ اس برتن میں کیا ہے؟“ یہ سن کر سیِّدُنا فاروق اعظم رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے خوف خدا سے ڈرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ”ہمیں ڈرنا چاہیے کہ کہیں یہ تجسس کے زمرے میں نہ آتا ہو۔“ سیِّدُنا عبدالرحمٰن بن عوف رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْه نے عرض کی: ”حضور! یہ تجسس ہی ہے۔“ فرمایا: ”پھر اس کی توبہ کیا ہے؟“ عرض کیا: ”حضور! آپ پر تو اس کا وہ معاملہ ظاہر ہوا

[1] ......احیاء العلوم، ج ۲، ص ۱۱۶۸۔

ہے جو آپ جانتے ہی نہ تھے اور دوسرا یہ کہ آپ کے دل میں تو اس کے لیے اچھا ہی ارادہ تھا۔'' (یعنی اس صورت میں یہ گناہ ہی نہیں ہے تو پھر اس کی کیسی توبہ؟) چنانچہ یہ دونوں حضرات وہاں سے واپس تشریف لے آئے۔[1]

برہنہ کرنے سے بڑھ کر گناہ:

حضرت سیِّدُنا عیسیٰ روح اللہ عَلٰی نَبِیِّنَاوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے اپنے حواریوں سے ارشاد فرمایا: ''اگر تم اپنے بھائی کو اس حال میں سوتا پاؤ کہ ہوا نے اس (کے جسم) سے کپڑا ہٹا دیا ہے (جس کی وجہ سے اس کا ستر ظاہر ہو چکا ہو تو ایسی صورت میں) تو تم کیا کرو گے؟'' انہوں نے عرض کی: ''اس کی ستر پوشی کریں گے اور اُسے ڈھانپ دیں گے۔'' تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: ''بلکہ تم اس کا ستر کھول دو گے۔'' حواریوں نے تعجب کرتے ہوئے کہا: ''سُبْحَانَ اللہ! یہ کون کرے گا؟'' تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے (عیوب وغیرہ کے) بارے میں کچھ سنتا ہے تو اُسے بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے اور یہ اُسے برہنہ کرنے سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔''[2]

تجسس کے سات اسباب وعلاج:

(1)...... تجسس کا پہلا سبب **بغض و کینہ اور ذاتی دشمنی** ہے۔ جب کسی مسلمان کا بغض و کینہ دل میں آجاتا ہے تو اس کا سیدھا کام بھی **اُلٹا** دکھائی دیتا ہے یوں نظریں اس

---

1 ...... درمنثور، پ ۲۶، الحجرات، تحت الآیۃ: ۱۲، ج ۷، ص ۵۶۷۔

2 ...... احیاء العلوم، ج ۲، ص ۲۴۴۔

کے عُیُوب تلاش کرنے میں لگی رہتی ہیں۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے دل کو مسلمانوں کے بُغض وکینہ سے پاک وصاف کرے،اپنے دل میں مسلمانوں کی محبت پیدا کرنے کے لیے اس فرمانِ مصطفےٰ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کو پیش نظر رکھے:''جو کوئی اپنے مسلمان بھائی کی طرف محبت بھری نظر سے دیکھے اوراس کے دل یا سینے میں عداوت نہ ہوتو نگاہ لوٹنے سے پہلے دونوں کے پچھلے گناہ بخش دیے جائیں گے۔''[1] اس طرح مسلمانوں کی محبت دل میں پیدا ہوگی اور ان کے عیوب تلاش کرنے سے بھی نجات نصیب ہوگی۔

(2)......تجسس کا دوسرا سبب حسد ہے کیوں کہ حاسد کسی بھی قیمت پر محسود (یعنی جس سے حسد کیا جائے اس) کی عزت افزائی کی خواہش نہیں کرتا، بلکہ ہروقت اس کی نعمت چھن جانے کی خواہش رکھتا ہے۔لہٰذا حاسد عیب تلاش کر کے محسود کو بدنام کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ حسد سے چھٹکارا حاصل کرے حسد کی تباہ کاریوں پر غور کرے کہ حسد ایک ایسا گناہ ہے جو نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو،حسد اللہ عَزَّوَجَلَّ ورسول اللہ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم کی ناراضگی کا سبب ہے۔نیز حاسدین کے عبرت ناک انجام پر بھی غور کرتا رہے۔

(3)......تجسس کا تیسرا سبب چغل خوری کی عادت ہے۔محبتوں کے چور چغل خور کو کسی نہ کسی منفی پہلو کی ضرورت ہوتی ہے اسی لیے وہ ہر وقت مسلمانوں کے پوشیدہ

---

1 ......شعب الایمان، باب فی الحث علی ترک الغل والحسد، ج ۵، ص ۲۷۱، حدیث: ۶۶۲۴ ملتقطا۔

عیوب کی تلاش میں لگا رہتا ہے، پھر یہ عیب اِدھر اُدھر بیان کر کے فتنے کا باعث بنتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ چغل خوری کی وعیدوں کو پیش نظر رکھے اور ان سے بچنے کی کوشش کرے۔ چنانچہ فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہے: (۱) ''چغل خور جنت میں ہرگز داخل نہ ہوگا۔''[1] (۲) ''چغل خور کو آخرت سے پہلے اس کی قبر میں عذاب دیا جائے گا۔''[2]

(4)......**تجسس کا چوتھا سبب چاپلوسی کی عادت ہے۔** بعض اَفراد اپنے ہم مَنْصَب کے عُیُوب بلاضرورت شرعی اپنے افسر یا نگران وغیرہ تک پہنچا کر اپنا اعتماد قائم کرتے اور ذاتی مَفادات بھی حاصل کرلیتے ہیں، ایسے لوگوں کی ترقی کا تمام تر دار و مدار ''چاپلوسی'' پر ہوتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ کامیابی حاصل کرنے کے لیے اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار لائے اور مسلمانوں کی چاپلوسی سے بچے۔نیز یہ مدنی ذہن بنائے کہ کسی دوسرے مسلمان کی چاپلوسی کر کے جو مجھے ترقی اور عزت ملے گی وہ کس کام کی؟ یقیناً ایسی عزت کسی نہ کسی دن خاک میں مل جائے گی۔ایسی عزت کا کیا فائدہ؟

(5)......**تجسس کا پانچواں سبب نفاق ہے** اسی لیے امام غزالی فرماتے ہیں: ''مومن ہمیشہ اپنے دوست کی خوبیوں کو سامنے رکھتا ہے تا کہ اس کے دل میں عزت،

---

1 ......بخاری، کتاب الادب، باب مایقرأمن النمیمہ، ج ۴، ص ۱۱۵، حدیث: ۶۰۵۶۔

2 ......بخاری، کتاب الوضو، باب من الکبائر۔۔۔الخ، ج ۱، ص ۹۵، حدیث: ۲۱۶ مفھوما۔

محبت اور احترام پیدا ہو جبکہ منافق ہمیشہ بُرائیاں اور عیوب دیکھتا ہے۔"[1] اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی ذات سے نفاق کو دور کرنے کی عملی کوشش کرے۔

(6)......تجسس کا چھٹا سبب شہرت اور مال ودولت کی ہوس ہے۔ دوسروں کے عیب واضح کر کے شہرت حاصل کرنا آج کل ایک مُنافع بخش کاروبار بن چکا ہے، آج کل لوگوں نے کئی ایسے ذرائع اختیار کیے ہوئے ہیں جن میں پہلے تو مسلمانوں کے عیوب تلاش کیے جاتے ہیں پھر دیگر ذرائع سے اُس کی تشہیر کر کے سستی شہرت اور مالی نفع حاصل کیا جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنا یوں مدنی ذہن بنائے کہ مسلمانوں کی دل شکنی اور حق تلفی مَعَاذَ الله وہ موذی مرض ہے کہ جو اعمال صالحہ کے پورے جسم کو بیکار کر دیتا ہے۔ چنانچہ حضرت سیّدُنا احمد بن حرب رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه فرماتے ہیں: "کئی لوگ نیکیوں کی کثیر دولت لئے دنیا سے مالدار رخصت ہوں گے مگر بندوں کی حق تلفیوں کے باعث قیامت کے دن اپنی ساری نیکیاں کھو بیٹھیں گے اور یوں غریب و نادار ہو جائیں گے۔"[2] بعض علمائے کرام رَحِمَهُمُ اللهُ السَّلَام نے ایذاء مسلم کو برے خاتمے کے اسباب میں شمار کیا ہے۔[3] لہٰذا مسلمانوں کے عیوب تلاش کرنے سے بندہ اپنے آپ کو بچائے کہ اس میں سوائے نقصان کے کچھ حاصل نہیں۔

(7)......تجسس کا ساتواں سبب "منفی سوچ" ہے کہ جب کوئی شخص منفی سوچ کا حامل

---

1 ......احیاء العلوم، ج ۲، ص ۶۴۰۔

2 ......تنبیہ المغترین، من اخلاقھم کثرت خوفھم۔۔۔الخ، ص ۴۷۔

3 ......شرح الصدور، ص ۲۷۔

بن جاتا ہے تو پھر وہ تجسس جیسی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے، ہر وقت لوگوں کے عیوب کو تلاش کرنا اس کا وَظِیرہ بن جاتا ہے۔ اس کا علاج یہی ہے کہ بندہ ہمیشہ اپنی سوچ کو مُثبَت رکھے، بلاضرورت تجسس اور لوگوں کے عیوب تلاش کرنے کے بجائے ان کی خوبیوں پر نظر رکھے۔ نیز یہ بھی مدنی ذہن بنائے کہ ہم سب کا خالق ومالک عَزَّوَجَلَّ جو ہمارے تمام اعمال سے واقِف ہے جب وہ ہمارے عیوب کو کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتا تو ہم تو اس کے عاجز بندے ہیں، ہمیں کیا حق پہنچتا ہے کہ اس کی مخلوق کے عیوب کو تلاش کرتے پھریں؟ کسی نے کیا خوب کہا ہے:

عیبوں کو ڈھونڈتی ہے عیب جو کی نظر
جو خوش نظر ہیں وہ ہنر وکمال دیکھتے ہیں

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللهُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(47)...مایوسی

مایوسی کی تعریف:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور اس کے فضل واحسان سے خود کو محروم سمجھنا ''مایوسی'' ہے۔

آیت مبارکہ:

❁ اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۵۳﴾﴾ (پ ۲۴، الزمر: ۵۳) ترجمۂ کنز

الایمان: ''تم فرماؤ اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے بیشک وہی بخشنے والا مہربان ہے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے: ﴿مَنْ یَّقْنَطُ مِنْ رَّحْمَةِ رَبِّهٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوْنَ﴾ (پ۱۴، الحجر: ۵۶) ترجمۂ کنزالایمان: ''اپنے ربّ کی رحمت سے کون ناامید ہو مگر وہی جو گمراہ ہوئے۔''

ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے: ﴿لَا تَایْــٴَـسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِؕ اِنَّهٗ لَا یَایْــٴَـسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ (پ۱۳، یوسف: ۸۷) ترجمۂ کنزالایمان: ''اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو بیشک اللہ کی رحمت سے ناامید نہیں ہوتے مگر کافر لوگ۔''

حدیث مبارکہ، مایوسی کبیرہ گناہ ہے:

حضور سیِّدُ الْمُبَلِّغِیْن، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سے سوال کیا گیا: ''کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟'' تو آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: ''اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، اس کی رحمت سے مایوس ہونا اور اس کی خفیہ تدبیر سے بے خوف رہنا اور یہی سب سے بڑا گناہ ہے۔''(1)

مایوسی کا حکم:

اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت سے مایوس ہو کر گناہوں میں مشغول ہو جانا ناجائز وحرام اور

1 ......الزواجر، مقدمة فی تعریف الکبیرة، ج ۱، ص ۲۲۔

کبیرہ گناہ ہے، رحمت الٰہی سے مایوسی بعض صورتوں میں کفر بھی ہے۔ چنانچہ شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی** دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه اپنی مایہ ناز تصنیف **"کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب"** صفحہ ۴۸۳ پر فرماتے ہیں: "بعض اَوقات مختلف آفات، دُنیاوی مُعامَلات یا بیماری کے مُعالَجات و اَخراجات وغیرہ کے سلسلے میں آدمی ہمّت ہار کر مایوس ہوجاتا ہے اِس طرح کی مایوسی کُفر نہیں۔ رحمت سے مایوسی کے کفر ہونے کی صورتیں یہ ہیں: **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کو قادِر نہ سمجھے یا **اللّٰہ تعالٰی** کو عالِم نہ سمجھے یا **اللّٰہ تعالٰی** کو بخیل سمجھے۔"

حکایت: مایوسی کی سزا:

حضرتِ سیِّدُنا زید بن اسلم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے مروی ہے کہ پہلی اُمتوں میں ایک شخص کثرتِ عبادت سے اپنے نفس پر سختی کرتا اور لوگوں کو رحمتِ الٰہی سے مایوس کرتا۔ جب اس کا انتقال ہوا تو کسی نے خواب میں دیکھا کہ وہ **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ میں حاضر ہے اور عرض کررہا ہے: "اے میرے ربّ عَزَّوَجَلَّ! میرے لئے تیری بارگاہ میں کیا (اجر) ہے؟" تو بارگاہِ خداوندی عَزَّوَجَلَّ سے جواب ملا: "آگ۔" اس نے عرض کی: "یا **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ! میری عبادت وریاضت کہاں گئی؟" ارشاد فرمایا: "تو دنیا میں لوگوں کو میری رحمت سے مایوس کرتا تھا، آج میں تجھے اپنی رحمت سے مایوس کردوں گا۔"[1]

---

1 ...... مصنف عبد الرزاق، کتاب الجامع، باب الاقناط، ج ۱۰، ص ۲۶۱، حدیث: ۲۰۴۷۸۔

مایوسی کے تین اسباب وعلاج:

(1)......**مایوسی کا پہلا سبب جہالت ہے** کہ بندہ اپنی جہالت اور کم علمی کے سبب رحمت الٰہی سے مایوسی جیسے موذی گناہ میں مبتلا ہوجاتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ دنیوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم بھی حاصل کرے،قرآن وحدیث کا علم حاصل کرے،جہنم میں لے جانے والے اعمال اوران پر ملنے والے عذابات پر غور وفکر کرے تاکہ اس کے دل میں خوف آخرت پیدا ہو،جنت میں لے جانے والے اعمال اوران پر ملنے والے عظیم اجروثواب پر نظر رکھے تاکہ اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کاملہ پر اس کا یقین مزید پختہ ہوجائے اور مایوسی اس سے دور بھاگ جائے۔

(2)......**مایوسی کا دوسرا سبب بے صبری ہے**۔کسی آزمائش یا مصیبت پر بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہوئے واویلا کرنے سے رحمت الٰہی سے مایوسی پیدا ہوتی ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ مصیبتوں پر صبر کرنے کی عادت ڈالے کیونکہ بے صبری کی وجہ سے نکلنے والے کلمات بسا اوقات ''کفریات'' پر مشتمل ہوتے ہیں جو ایمان کو برباد کرنے کا سبب بنتے ہیں۔کسی بھی تکلیف یا مصیبت پر بندہ یہ مدنی ذہن بنائے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ نے مجھے اس آزمائش میں مبتلا کیا ہے تو میں اس پر بے صبری کا مظاہرہ کرکے اجر وثواب کیوں ضائع کروں؟ بلکہ میں اس کی رحمت کاملہ پر نظر رکھوں اور اس مصیبت یا پریشانی سے نجات کے لیے اس کی بارگاہ میں التجا کروں۔

(3)......**مایوسی کا تیسرا سبب دوسروں کی پرآسائش زندگی پر نظر رکھنا ہے**۔جب

بندہ کسی کی پُرآسائش زندگی پر غور و فکر کرتا ہے تو اسے اپنی زندگی پر سخت تشویش ہوتی ہے یوں بندہ رحمت الٰہی سے مایوس ہوجاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ دوسروں پر نظر رکھنے کے بجائے اپنی زندگی پر غور و فکر کرے، ربّ عَزَّوَجَلَّ کا شکر ادا کرتے ہوئے قناعت اختیار کرے، یہ مدنی ذہن بنائے کہ جس ربّ عَزَّوَجَلَّ نے اسے پُرآسائش زندگی عطا فرمائی ہے یقیناً وہ مجھے ویسی ہی زندگی عطا کرنے پر قادر ہے لیکن یہ اس کی مَشِیَّت ہے اور میں اس کی مَشِیَّت پر راضی ہوں۔ نیز بندہ اس بات پر بھی غور کرے کہ جو شخص دنیا میں جتنی بھی پرآسائش زندگی بسر کرے گا ہوسکتا ہے کل بروز قیامت اسے اتنا ہی سخت حساب و کتاب دینا پڑے، لہٰذا پُرآسائش زندگی کی خواہش کرنے کے بجائے سادہ طرز زندگی اپنانے ہی میں عافیت ہے۔

(4)...... **مایوسی کا چوتھا سبب بری صحبت ہے۔** جب بندہ ایسے دنیا دار لوگوں کی صحبت اختیار کرتا ہے جو خود مایوسی کا شکار ہوتے ہیں تو ان کی صحبت کی وجہ سے یہ بھی مایوسی کا شکار ہوجاتا ہے۔ **اس کا علاج یہ ہے کہ** بندہ سب سے پہلے ایسے لوگوں کی صحبت ترک کرکے نیک پرہیزگار اور متقی لوگوں کی صحبت اختیار کرے، **اللہ** والوں کے پاس بیٹھے تاکہ مایوسی کے سیاہ بادل چھٹ جائیں اور رحمت الٰہی پر یقین کی بارش نازل ہو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوت اسلامی کا مشکبار مدنی ماحول بھی ایک اچھی صُحبَت فراہم کرتا ہے۔ ہزاروں لوگ اس مدنی ماحول سے وابستہ ہوئے، گناہوں بھری زندگی کو ترک کیا اور نیکیوں بھری زندگی

گزارنے لگے۔آپ بھی اس مدنی ماحول سے ہردم وابستہ رہیے، اپنے علاقے میں ہونے والے ہفتہ وارسنتوں بھرے اجتماع میں شرکت کیجئے، مدنی انعامات پر عمل کیجئے، جدول کے مطابق مدنی قافلوں میں سفر کیجئے۔شیخ طریقت امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار قادری رضوی** ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے عطا کردہ اس مدنی مقصد کے تحت زندگی گزاریے کہ "**مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے**۔اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ" اپنی اصلاح کے لیے مدنی انعامات پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کے لیے مدنی قافلوں میں سفر کرنا ہے اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ دعوتِ اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول سے وابستہ ہوکر ہزاروں لوگ گناہوں بھری زندگی سے تائب ہوکر آج نیکیوں بھری زندگی گزار رہے ہیں، ترغیب کے لیے ایک مدنی بہار پیش خدمت ہے:

بُری سنگت کا وبال:

باب المدینہ (کراچی) کے مقیم ایک نوجوان اسلامی بھائی کے تحریری بیان کا خلاصہ ہے کہ دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستگی سے قبل میں گناہوں بھری زندگی بسر کر رہا تھا۔ہمہ وقت دنیا کی عارضی وفانی لذّات میں مست رہنا اور اپنی زندگی کے قیمتی ایام **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ اور اس کے پیارے رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی نافرمانی میں برباد کرنا میرا معمول بن چکا تھا۔میں یادِ الٰہی سے اس قدر دور تھا کہ نماز پنجگانہ تو کُجا میں جُمعۃ المبارک کی نماز بھی کبھی کبھار ہی پڑھتا تھا۔فکرِ آخرت سے یکسر

غافل، برے دوستوں کی صحبتِ بد کا شکار تھا۔اسی وجہ سے دن بدن میں گناہوں کی دلدل میں دھنستا ہی چلا جارہا تھا،نت نئی بے ہودگیاں سیکھ کر اپنے نفس کو تسکین دیتا، ستم بالائے ستم یہ کہ میرے دوست بدکاری بھی کرتے تھے اور متعدد بار مجھے بھی اس گندے کام کی رغبت دلائی گئی مگر اللہ عَزَّوَجَلَّ کے فضل سے بچارہا۔

الغرض میرے اخلاق وکرادر انتہائی داغ دار ہوچکے تھے، ہروقت شیطانی خیالات کے جال میں پھنسا رہتا اور یادِ خدا سے غافل ہوکر میں اپنی قیمتی سانسوں کو بربادیِ آخرت میں ضائع کرتا ، دن مختلف برے کاموں کی نذر ہوجاتا تو رات چوراہوں پر لگی بُرے دوستوں کی مَنڈلیوں میں کٹ جاتی ہمارا روزانہ کا معمول تھا کہ ہم شام ہوتے ہی ایک جگہ جمع ہوجاتے اور ہنسی، مذاق طنز اور دل آزای جیسے بُرے افعال کے ساتھ ساتھ موبائلوں میں موجود فحش وعریانی والی گندی گندی فلمیں دیکھ کر نفس وشیطان کو خوش کرتے ،رات گئے تک یہی سلسلہ رہتا جب گناہ کرکے تھک جاتے اور لوگ خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے ہوتے تو ہماری منڈلی اختتام پذیر ہوتی اور ہم میں سے ہرایک اس حالت میں گھر میں داخل ہوتا کہ ہمارے سروں پر ایک گناہوں کی بھاری بھرکم گٹھڑی ہوتی۔میرے قلب پر ایک عجب بےسکونی طاری ہوتی، اسی حالت میں غفلت کی چادر اوڑھ کر سوجاتا آنکھ اس وقت کُھلتی جب سورج بڑی آب وتاب سے چمک رہا ہوتا تھا یوں سب سے پہلے نمازِ فجر قضا کرنے کا کبیرہ گناہ میرے نامہ اعمال میں درج ہوتا، نجانے اب تک کتنی نمازیں قضاء کرنے کا

وبال سر پر لیے ہوئے تھا مگر مجھے کوئی احساس نہ تھا۔ آخر دنیا میں جتنا بھی جی لوں بالآخر ایک دن موت کا جام پینا پڑے گا، اپنے دوست احباب کو چھوڑ کر اندھیری قبر میں اترنا پڑیگا اور اپنے برے اعمال کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

قسمت اچھی تھی جو اس پرفتن دور میں مسلمانوں کی قبر وآخرت کی تیاری کا ذہن دینے والی تبلیغ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی کا مشکبار مدنی ماحول میسر آ گیا۔ مدنی ماحول میں آنے کی سبیل کچھ یوں بنی کہ ایک دن حسب عادت بدگناہوں کے عادی دوست نمادشمنوں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، دریں اثنا نمازِ مغرب کی اذانیں فضا میں گونجنے لگیں اور اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ کے دربار سے ہر ایک منادی اس پاک ذات کی وحدانیت اور اس کے محبوب کی رسالت کی گواہی دینے کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو فلاح وکامرانی کی دعوت دینے لگا۔ بہت سے مسلمان حکم الٰہی کی بجا آوری کے لیے جانبِ مسجد رواں دواں تھے مگر ہم تمام دوست نمازوں سے یکسر غافل ہوکر اپنی موج مَستی میں گم تھے۔ دَرِیں اَثنا دعوتِ اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ایک عاشقِ رسول اسلامی بھائی ہمارے قریب سے گزرتے ہوئے رک گئے اور ہمیں نماز سے غافل دیکھ کر قریب تشریف لائے اور انتہائی محبت بھرے انداز میں سلام کرتے ہوئے کہنے لگے: ''نماز کا وقت ہوگیا ہے، آپ بھی نماز ادا فرمالیں۔'' نجانے ان کی دعوت میں ایسا کیا اثر تھا کہ میں اس قدر متأثر ہوا کہ اکیلا ہی ان کے ساتھ جانب مسجد بارگاہ الٰہی میں سربسجود ہونے کے لیے لَرزِیدہ لَرزِیدہ قدموں سے چل دیا، سب

دوست یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے مگر انہیں مسجد میں جانے کی توفیق نصیب نہ ہوئی، مسجد میں پہنچ کر میں نے وضو کیا اور ان اسلامی بھائی کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو گیا، چونکہ مجھے نماز پڑھنا نہیں آتی تھی اس لیے ان کو دیکھ دیکھ کر نماز ادا کرنے لگا، ایک عرصے کے بعد بارگاہ الٰہی میں سر بسجود ہونے کی سعادت ملی تھی، نماز ادا کرنے کے بعد اپنے گناہوں سے لتھڑے ہوئے کالے کالے ہاتھ بارگاہ الٰہی میں اٹھا دیے، دنیا و آخرت کی بہتری طلب کی، جب واپس جانے لگا تو میری نظر مسجد میں ایک طرف بیٹھے ہوئے چند عاشقانِ رسول پر پڑی، قریب جا کر دیکھا کہ ایک سنّتوں کے پابند اسلامی بھائی شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنّت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطارؔ قادری** رَضَوی دَامَتۡ بَرَکَاتُہُمُ الۡعَالِیَہ کی مایہ ناز تالیف **''فیضانِ سنّت''** سے انتہائی پیارے انداز میں درس دے رہے ہیں اور کئی اسلامی بھائی باادب بیٹھ کر درس سننے میں محو ہیں یہ پیارا منظر دیکھ کر بہت اچھا لگا اور میں بھی علم دین کے اس گلشن میں کھلنے والے خوشنُما پھولوں سے اپنے دل کے گلدستے کو سجانے بیٹھ گیا، جوں جوں ایک ولیٔ کامل کی عام فہم اور پُر اثر تحریر سنتا گیا میرے اندر کی کیفیت بدلتی گئی، دل کی قساوت (سختی) نرمی میں بدلنے لگی اور میں اپنی بداعمالیوں کے بارے میں سوچ کر خوف زدہ ہو گیا۔ بے ساختہ میری آنکھوں سے آنسوؤں کی برسات شروع ہو گئی جن سے دل کی بنجر زمین سیراب ہونے لگی۔

درس کے اختتام پر مبلغ دعوتِ اسلامی نے بڑے ہی پیارے انداز میں ڈھیروں

ڈھیر نیکیاں کمانے کے لیے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سنّتوں بھرے اجتماع میں جانے کی ترغیب کچھ ایسے انداز میں دلائی کہ میں نے ہاتھوں ہاتھ جانے کی نیّت کر لی چنانچہ دعا کے بعد میں اجتماع میں جانے کے لیے مسجد ہی میں رک گیا اور دیگر اسلامی بھائی اجتماع میں جانے کی تیاری میں مشغول ہو گئے کوئی گاڑی کے لیے رابطہ کر رہا ہے تو کوئی کھانے کی ترکیب بنا رہا ہے اور کوئی گھر گھر جا کر اجتماع کی دعوت دیکر لوگوں کو لا رہا ہے تو کوئی مدنی قافلے کی عظیم نیّت سے اپنا زادِراہ کا بیگ اٹھائے ہوئے ہے یہ عجب منظر دیکھ کر میں بہت حیران ہوا کہ یہ بھی تو میری طرح نوجوان ہیں جنہیں اپنی قبر و آخرت کی اس قدر فکر ہے اور ایک میں ہوں کہ اپنی زندگی گناہوں میں برباد کر رہا ہوں تھوڑی ہی دیر میں تمام عاشقان رسول جمع ہو گئے اور سب گاڑی پر سوار ہونے لگے میں بھی ان کے پیچھے پیچھے سوار ہو گیا ایک اپنائیت بھرا ماحول تھا۔

ہر ایک دوسرے سے نہایت ہی پیارے انداز میں خیریت دریافت کر رہا تھا جب سب اسلامی بھائی گاڑی میں سوار ہو گئے تو گاڑی فیضان مدینہ کی جانب روانہ ہوئی ایک عاشق رسول نے بلند آواز سے صلوۃ وسلام اور سفر کی دعا پڑھنا شروع کی ان کے ساتھ دیگر اسلامی بھائی بھی بلند آواز سے پڑھنے لگے۔ تھوڑی دیر بعد گاڑی ایک جگہ رک گئی۔ تمام عاشقانِ رسول اترنے لگے، میں بھی ان کے ساتھ اتر گیا اور ان کے پیچھے پیچھے عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ کی پر کیف فضاؤں میں پہنچ گیا، جونہی میں فیضانِ مدینہ میں داخل ہوا کثیر باعمامہ عاشقانِ رسول کو دیکھ کر بہت اچھا لگا، میں قلبی

سکون محسوس کرنے لگا۔ چنانچہ میں بھی ہونے والے پرسوز بیان کی برکتیں سمیٹنے کے لیے عاشقانِ رسول کے قرب میں جا بیٹھا اور توجہ سے بیان سننے میں محو ہو گیا۔ بیان کے بعد تمام عاشقانِ رسول یک زبان ہو کر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی عظمت و کبریائی کی صدائیں بلند کرنے لگے۔ میں بھی ذکرِ الٰہی کی لذت سے مالا مال ہونے لگا، پھر دعا کے آداب بیان کئے گئے اور ایک مبلغِ دعوتِ اسلامی نے ایسی پُرسوز دعا کرائی کہ مجمع پر رقت طاری ہو گئی۔

ہر ایک اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کی بارگاہ سے رحمت و مغفرت کی بھیک حاصل کرنے کے لیے دست دراز کیے بیٹھا تھا بہت سی آنکھیں خوفِ خدا کے باعث اشک بہا رہی تھیں اور فضاء خائفین کے رونے کی آوازوں سے گونج رہی تھی۔ خوفِ خدا میں رونے والے عاشقانِ رسول کی پرسوز صداؤں نے مجھ پر ایسی رقت طاری کی کہ میری حالت بھی غیر ہو گئی، روتے روتے میری ہچکیاں بندھ گئیں، آنسو تھے کہ تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ میں نے زندگی کی بقیہ سانسوں کو غنیمت جانتے ہوئے اپنے سابقہ گناہوں سے سچی توبہ کی اور گناہوں بھری زندگی چھوڑ کر دعوتِ اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول سے رشتہ جوڑنے کا عزمِ مُصَمَّم کر لیا۔ اختتامِ دعا پر میں اپنے آپ کو ہلکا پھلکا محسوس کر رہا تھا گویا ایک بہت بھاری وزن میرے دل و دماغ سے اُتر گیا ہو۔ ایک عجب کیف و سرور کی کیفیت مجھ پر طاری تھی، نیکیوں سے محبت میرے دل میں پیدا ہو چکی تھی۔ چنانچہ میں نے اجتماع سے واپسی پر نمازوں کی پابندی شروع کر دی اور نیکی

کی دعوت کی بھی دھومیں مچانے لگا۔ میرے اندر برپا ہونے والے مدنی اِنقلاب نے ہرآنکھ کو حیرت میں ڈال دیا تھا لیکن یہ حقیقت تھی کہ میں سُدھرنے کے لئے کمر بستہ ہو چکا تھا اور **امیرِ اہلسنّت** دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه کے عطا کردہ **مدنی مقصد ''مجھے اپنی اورساری دنیا کے لوگوں کی اصلاح کی کوشش کرنی ہے''** کو اپنا نصبُ العَین بنالیا تھا۔ سنّتوں پر عمل کے ساتھ ساتھ دوسروں کو سنّتوں پر عمل کی ترغیب دینے لگا۔ دعوتِ اسلامی کے مشکبار مدنی ماحول کی برکت سے میرے اخلاق وکردار اچھے ہوگئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ اب ہر ایک سے اچھے اخلاق سے پیش آنا، بڑوں کا ادب کرنا اور چھوٹوں پر شفقت کرنا میرا معمول بن گیا ہے۔ مجھ میں پیدا ہونے والی اس نمایاں تبدیلی کے باعث لوگ دعوتِ اسلامی کو دُعائیں دیتے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ مدنی ماحول اختیار کرنے کی برکت سے معاشرے میں عزّت کی نگاہ سے دیکھا جانے لگا ہوں۔ وہ لوگ جو کل تک حقارت سے دیکھا کرتے تھے اب رشک بھری نظروں سے دیکھنے لگے ہیں۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰه عَزَّوَجَلَّ تادمِ تحریر علاقائی مشاورت خادم (نگران) ہونے کے ساتھ ساتھ علاقے کی جامع مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض سرانجام دے رہا ہوں۔ **اللّٰه** عَزَّوَجَلَّ میرے محسن اسلامی بھائی کو خوب خوب برکتیں عطا فرمائے اور مجھے تادمِ مرگ غلامئ امیرِ اہلسنّت اور مدنی ماحول میں استقامت مرحمت فرمائے۔[1]

آمِين بِجَاهِ النَّبِيِّ الْاَمِين صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم

---

1 ...... بری سنگت کا وبال، ص ۱۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دیکھا آپ نے، دعوت اسلامی کے مدنی ماحول اوراچھی صحبت کی برکت سے کئی گناہوں سے نجات مل گئی۔اگر آپ بھی باطنی گناہوں اور ہلاکت میں ڈالنے والے اعمال سے بچنا چاہتے ہیں تو نیک پرہیز گار لوگوں کی صحبت اختیار کیجئے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ ان لوگوں کی صحبت کی برکت سے ایک نہ ایک دن مُہلِکات سے نجات مل ہی جائے گی۔اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ

یاربِّ مصطفٰے عَزَّوَجَلَّ! **بطفیل مصطفٰے** صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ہماری، ہمارے ماں باپ کی اور ساری اُمّت کی مغفِرت فرما۔**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہماری تمام غلطیاں اور سارے ظاہری و باطنی گناہ مُعاف فرما، نیک عمل کا جذبہ دے، ہمیں پرہیز گار اور ماں باپ کا فرماں بردار بنا۔**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں اپنا اور اپنے مَدَنی حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا مُخْلِص عاشِق بنا۔ہمیں گناہوں کی بیماریوں سے شِفا عطا فرما۔**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول میں اِستِقامت عطا فرما۔**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! ہمیں زیرِ گنبدِ خضرا جلوۂ محبوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم میں شہادت، جنّتُ البقیع میں مدفن اور جنّتُ الفردوس میں اپنے مدنی حبیب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا پڑوس نصیب فرما۔**یا اللہ** عَزَّوَجَلَّ! مدینے کی خوشبودار ٹھنڈی ہواؤں کا واسِطہ ہماری جائز دُعائیں قبول فرما۔

آمِیْنْ بِجَاہِ النَّبِیِّ الْاَمِیْنْ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

تفصیلی فہرست

ماخذومراجع

قرآن مجید	کلامِ الٰہی	---
[illegible]	[illegible]	[illegible]
کنزالایمان	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ، کراچی
تفسیر طبری	ابوجعفر محمد بن جریر الطبری، متوفی ۳۱۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۰ھ
تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی، متوفی ۷۴۱ھ	المطبعۃ المیمنیہ مصر
الدر المنثور	امام جلال الدین بن ابوبکر سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الفکر بیروت
روح البیان	مولی الروم شیخ اسماعیل حقی بروسی، متوفی ۱۱۳۷ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
الصاوی علی الجلالین	امام احمد بن محمد صاوی، متوفی ۱۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت ۱۴۲۱ھ
روح المعانی	ابوفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی، متوفی ۱۲۷۰ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
التفسیرات الاحمدیہ	شیخ احمد بن ابی سعید المعروف بملّا جیون جونپوری متوفی ۱۱۳۰ھ	پشاور
خزائن العرفان	صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
نور العرفان	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	پیر بھائی کمپنی کراچی
مفردات الفاظ القران	امام راغب اصفہانی، متوفی ۴۲۵ھ	دار القلم، دمشق
عجائب القرآن	مولانا عبد المصطفٰے اعظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
مصنف عبد الرزاق	امام ابوبکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی، متوفی ۲۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
مسند احمد	ابوعبد اللہ امام احمد بن محمد بن حنبل شیبانی، متوفی ۲۴۱ھ	دار الفکر بیروت
صحیح البخاری	امام ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
صحیح مسلم	امام ابوحسین مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	دار المغنی عرب شریف
سنن ابن ماجہ	امام ابوعبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفہ بیروت
سنن ابی داود	امام ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
سنن الترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	دار الفکر بیروت

صحیح ابن حبان	ابوحاتم محمد بن حبان تمیمی الدارمی، متوفی ۳۵۴ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
المعجم الصغیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
المعجم الکبیر	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت
المعجم الاوسط	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
حلیۃ الاولیاء	حافظ ابونعیم احمد بن عبد اللہ اصفہانی شافعی، متوفی ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
شعب الإیمان	امام ابوبکر احمد بن حسین بن علی بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
تاریخ ابن عساکر	امام علی بن حسن المعروف ابن عساکر، متوفی ۵۷۱ھ	دارالفکر بیروت
مجمع الزوائد	حافظ نورالدین علی بن ابی بکر ہیثمی، متوفی ۸۰۷ھ	دارالفکر بیروت
الجامع الصغیر	امام جلال الدین بن ابوبکر سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیۃ بیروت
کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
عمدۃ القاری	امام بدرالدین ابومحمد محمود بن احمد عینی، متوفی ۸۵۵ھ	دارالفکر بیروت
مرقاۃ المفاتیح	علامہ ملا علی بن سلطان قاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دارالفکر بیروت
فیض القدیر	علامہ محمد عبدالرءوف مناوی، متوفی ۱۰۳۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
مرآۃ المناجیح	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
اشعۃ اللمعات	شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	کوئٹہ پاکستان
ردالمحتار مع الدر المختار	محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	دارالمعرفہ بیروت
فتاویٰ رضویہ	اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
بہار شریعت	مفتی محمد امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
الموسوعۃ لابن ابی الدنیا	عبد اللہ بن محمد بغدادی معروف با بن ابی الدنیا، متوفی ۲۸۱ھ	المکتبۃ العصریہ بیروت
قوت القلوب	شیخ ابوطالب محمد بن علی مکی، متوفی ۳۸۶ھ	مرکز اہلسنت ہند ۱۴۲۳ھ
الرسالۃ القشیریۃ	امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ہوازن قشیری، متوفی ۴۶۵ھ	اراالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۱۸ھ
کشف المحجوب	علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش متوفی ۵۰۰ھ	مرکز الاولیاء لاہور
مکاشفۃ القلوب	امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت

إحياء علوم الدين	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار صادر بیروت
لباب الاحیاء	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
احیاء العلوم	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
منهاج العابدين	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
کیمیائے سعادت	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	انتشارات گنجینہ تہران
منہاج العابدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
عیون الحکایات	امام ابو فرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
عيون الحكايات	امام ابو فرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۲۴ھ
تلبيس ابليس	امام ابو فرج عبد الرحمن بن علی ابن جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۱۳ھ
نزهة المجالس	علامہ عبد الرحمٰن بن عبد السلام صفوری شافعی، متوفی ۸۹۴ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ
الروض الفائق	الشیخ شعیب حریفیش، متوفی ۸۱۰ھ	کوئٹہ پاکستان
حکایتیں اور نصیحتیں	الشیخ شعیب حریفیش، متوفی ۸۱۰ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
المنبهات	امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	پشاور پاکستان
شرح الصدور	امام جلال الدین بن ابی بکر سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	مرکز اہلسنت برکات رضا ہند
تنبيه المغترين	امام عبد الوہاب بن احمد شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ	دار المعرفہ بیروت ۱۴۲۵ھ
الزواجر عن اقتراف الكبائر	ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی متوفی ۹۷۴ھ	دار المعرفہ بیروت
جہنم میں لے جانے والے اعمال	ابو العباس احمد بن محمد بن علی بن حجر ہیتمی متوفی ۹۷۴ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
الحديقة الندية	عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی، متوفی ۱۱۴۳ھ	پشاور پاکستان
إصلاحِ اعمال	عبد الغنی بن اسماعیل نابلسی، متوفی ۱۱۴۳ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطار، متوفی ۶۰۶/۶۱۶ھ	انتشارات گنجینہ تہران
اتحاف السادة المتقين	محمد بن محمد بن عبد الرزّاق معروف بمرتضی بیدی، متوفی ۱۲۰۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
التّوبيخ والتّنبيه	امام عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حیان، متوفی ۳۶۹ھ	مکتبۃ الفرقان
بریقۃ محمودیہ شرح طریقۃ محمدیہ	مولانا ابو سعید الخادمی	شرکت صحافیۃ عثمانیہ ۱۳۱۶ھ

الزھد و قصر العمل	الشیخ اسعد محمد سعید الصاغرجی	مکتبۃ الغزالی دمشق
نیکی کی دعوت	امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس عطار قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی
جہنم کے خطرات	مولانا عبدالمصطفٰی اعظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
آداب مرشد کامل	المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اصلاحی کتب)	مکتبۃ المدینہ کراچی
کتاب التوابین	امام موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی، متوفی ۶۲۰	دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱۴۰۷ھ
بدگمانی	المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اصلاحی کتب)	مکتبۃ المدینہ کراچی
حرص	المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اصلاحی کتب)	مکتبۃ المدینہ کراچی
خوف خدا	المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اصلاحی کتب)	مکتبۃ المدینہ کراچی
روض الریاحین	امام عبد اللہ بن اسعد الیافعی، متوفی ۷۶۸ھ	دارالکتب العلمیہ، بیروت ۱۴۲۱ھ
مدارج النبوۃ	شیخ عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	نوریہ رضویہ، لاہور ۱۹۹۷ء
تذکرہ محدث اعظم پاکستان	مفتی جلال الدین قادری	ضیاء القرآن لاہور ۲۰۰۵ء
ظلم کا انجام	امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس عطار قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی
وسائلِ بخشش	امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس عطار قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی
تعارف امیر اہلسنت	المدینۃ العلمیۃ (شعبہ اصلاحی کتب)	مکتبۃ المدینہ کراچی
بیانات عطاریہ (حصہ دوم)	امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس عطار قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی
کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب	امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس عطار قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی
عاشقان رسول کی 130 حکایات	امیر اہلسنت بانی دعوت اسلامی مولانا محمد الیاس عطار قادری	مکتبۃ المدینہ کراچی
بری سنگت کا وبال	المدینۃ العلمیۃ (شعبہ مدنی بہاریں)	مکتبۃ المدینہ کراچی
جنتی زیور	مولانا عبدالمصطفٰی اعظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت	مولانا مصطفٰے رضا خان، متوفی ۱۴۰۲ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی



مجلس المدینۃ العلمیۃ کے شعبۂ بیانات دعوت اسلامی کی طرف سے پیش کردہ چند رسائل

1	احساس ذمہ داری	50
2	فیضان مرشد	46
3	پیارے مرشد	48
4	صدقے کا انعام	63
5	سود اور اس کا علاج	98
6	کامل مرید	48
7	وقف مدینہ	86
8	جنت کی تیاری	134
9	پیر پر اعتراض منع ہے۔	64
10	صحابی کی انفرادی کوشش	124
11	جامع شرائط پیر	86
12	موت کا تصور	44
13	برائیوں کی ماں	112
14	مقصد حیات	64
15	ہمیں کیا ہوگیا ہے؟	124
16	مدنی کاموں کی تقسیم	29
17	مدنی کاموں کی تقسیم کے تقاضے	72
18	مدنی مشورے کی اہمیت	32
19	تعارف دعوت اسلامی	56
20	فیصلہ کرنے کے مدنی پھول	56
21	غیر مند شوہر	48
22	جنت کا راستہ	62

کب گناھوں سے کنارا میں کروں گا یارب

کب گناہوں سے کنارا میں کروں گا یارب!
نیک کب اے مرے اللہ بنوں گا یا رب!
کب گناہوں کے مرض سے میں شفا پاؤں گا
کب میں بیمار، مدینے کا بنوں گا یارب!
گر ترے پیارے کا جلوہ نہ رہا پیش نظر
سختیاں نزع کی کیوں کر میں سہوں گا یارب!
نزع کے وقت مجھے جلوۂ محبوب دکھا
تیرا کیا جائے گا میں شاد مروں گا یارب!
ہائے! معمولی سی گرمی بھی سہی جاتی نہیں
گرمی حشر میں پھر کیسے سہوں گا یارب!
آج بنتا ہوں معزز جو کھلے حشر میں عیب
آہ! رسوائی کی آفت میں پھنسوں گا یارب!
پل صراط آہ! ہے تلوار کی بھی دھار سے تیز
کس طرح سے میں اسے پار کروں گا یارب!
قبر محبوب کے جلووں سے بسا دے مالک
یہ کرم کر دے تو میں شاد رہوں گا یارب!
گر تو ناراض ہوا میری ہلاکت ہوگی
ہائے! میں نارجہنّم میں جلوں گا یارب!
دردسر ہو یا بخار آئے تڑپ جاتا ہوں
میں جہنّم کی سزا کیسے سہوں گا یارب!
عفو کر اور سدا کے لئے راضی ہوجا
گر کرم کر دے تو جنّت میں رہوں گا یارب!
اِذن سے تیرے سر حشر کہیں کاش! حضور
ساتھ عطارؔ کو جنّت میں رکھوں گا یارب!

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْن

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

''باطِنی بیماریوں کی معلومات'' کے متعلق علمائے کرام و شخصیات کے تاثرات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! دینِ اسلام فقط عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ یہ ہر سطح پر انسانوں کی راہ نمائی اور تربیت بھی کرتا ہے۔ جس طرح ہمارا جسم مختلف بیماریوں کا شکار ہوکر کمزور ہوتا ہے، اسی طرح ہم بُری عادات وافعال اور **باطنی بیماریوں** کی وجہ سے روحانی طور پر کمزور ہوجاتے ہیں۔ اسلام ہمیں اِن سے دُور رہنے کی ہدایت کرتا ہے۔ اِن **باطنی بیماریوں** اور اِن کے نقصانات کی نشان دہی ضروری ہے کیونکہ یہ انفرادی طور پر ہماری شخصیت کو دھندلانے کے ساتھ معاشرے کا حُسن برباد کرنے کا باعث بھی بنتی ہیں۔ منہاج العابدین میں ہے: ''**ظاہری اَعمال کا باطنی اَوصاف** کے ساتھ ایک خاص تعلُّق ہے۔ اگر باطن خراب ہوتو ظاہری اَعمال بھی خراب ہوں گے اور اگر باطن حَسَد، رِیا اور تکبُّر وغیرہ عیوب سے پاک ہوتو ظاہری اَعمال بھی دُرُست ہوتے ہیں۔'' (منہاج العابدین، ص ۱۳ ملخصًا) **ہر مسلمان پر ظاہری گناہوں کے ساتھ ساتھ باطنی گناہوں کے عِلاج پر بھی بھرپور توجُّہ دینا لازم ہے تاکہ ہم اپنے دارِ آخرت کو اِن کی تباہ کاریوں سے محفوظ رکھ سکیں۔ باطنی گناہوں کا علم حاصل کرنا بھی فرض ہے۔** چنانچہ اعلیٰ حضرت،

امامِ اہلسنت، عظیم البرکت، مُجَدِّدِ دِین ومِلّت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مولانا شاہ اِمام اَحمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن اِرشاد فرماتے ہیں: ''مُحَرَّمَاتِ بَاطِنِیَّہ (یعنی باطنی ممنوعات مثلاً) تکبر وریا (یعنی غرور) وعجب وحسد وغیرہا اور اُن کے مُعَالَجَات (یعنی علاج) کہ اُن کا علم بھی ہر مسلمان پر اہم فرائض سے ہے۔'' (فتاوی رضویہ، ج ۲۳، ص ۶۲۴)

باطنی گناہوں کے علم کی اِسی اہمیت وضرورت کے پیشِ نظر ایک بار شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے مجلس المدینۃ العلمیۃ کے سامنے اِس خواہش کا اِظہار فرمایا کہ باطنی مُہلِکات پر ایک ایسی کتاب مرتب کی جائے جس میں حتی المقدور ہر ایک کی تعریف، آیت مبارکہ، حدیث پاک، حکم اور حکایت ہو، جس سے اسلامی بھائی واسلامی بہنیں اِستفادہ کرسکیں۔ نیز آپ دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ نے چند مُہلِکات پر ابتدائی کام کرکے اس کا آغاز فرمایا اور پھر اس کی تکمیل کے لیے مجلس المدینۃ العلمیۃ کے سپرد کردیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ المدینۃ العلمیۃ کے شعبۂ بیاناتِ دعوتِ اسلامی کے تحت اِس عظیم کام کو آگے بڑھایا گیا اور کم وبیش تین ماہ کے قلیل عرصے میں سنتالیس 47 مُہلِکات پر مشتمل یہ کتاب بنام ''باطنی بیماریوں کی معلومات'' مکمل کی گئی۔ اس کتاب کی اہمیت ومقبولیت کا اندازہ اِس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ صرف دو سال میں اس کے تین ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ (۱) پہلا ایڈیشن رمضان المبارک ۱۴۳۵ ہجری بمطابق

جولائی 2014ء میں پچیس ہزار (25000) کی تعداد میں شائع ہوا۔ (۲) دوسرا ایڈیشن محرم الحرام ۱۴۳۶ ہجری بمطابق نومبر 2014ء میں چھ ہزار (6000) کی تعداد میں شائع ہوا۔ (۳) تیسرا ایڈیشن ذوالحجہ ۱۴۳۶ ہجری بمطابق اکتوبر 2015ء میں دس ہزار (10000) کی تعداد میں شائع ہوا اور اب رجب المرجب ۱۴۳۷ ہجری بمطابق اپریل 2016ء میں چوتھا ایڈیشن شائع ہو رہا ہے۔ نیز مجلس رابطہ بالعلماء والمشائخ (دعوت اسلامی) نے یہ کتاب ''**باطنی بیماریوں کی معلومات**'' پاکستان کے جید علماء ومشائخ ودیگر شخصیات کی خدمت میں بھی پیش کی۔ بِحَمْدِاللهِ تَعَالٰی اِس کتاب کے بارے میں کئی ائمہ ومؤذنین، خطباء وواعظین اور علمائے کرام ومفتیانِ عظام کی طرف سے مکتوب (خطوط) اور فون موصول ہوئے۔ چند مکاتیب کے چیدہ چیدہ اِقتباسات درج ذیل ہیں:

(1)......اُستاذ العلماء، مصنف کتب کثیرہ حضرت مولانا مفتی محمد رضاء المصطفٰے ظریف القادری مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی

(مکتبہ قادریہ نزد میلاد مصطفٰے چوک سرکلر روڈ گوجرانوالہ پنجاب پاکستان)

مجلس **المدینۃ العلمیۃ** سے مطبوعہ کتب مسلسل موصول ہو رہی ہیں، مولیٰ کریم مزید ہمت وبرکات سے نوازے۔ کتاب ''**باطنی بیماریوں کی معلومات**'' میں مذکور

موادِ دیگر کتب میں متفرق جگہ تھا اِن کو یکجا کر کے تعریفات ولغوی معانی سے منظرِ عام پر لانا مجلس مذکور کی خصوصیت ہے۔ اِس سے اِفادہ واِستفادہ بہت سہل ہوگیا ہے۔ اِس عدیم المثال کام پر جتنی تحسین کی جائے کم ہے۔ اَللّٰھُمَّ زِدْ فَزِدْ (۱۲ شوال المکرم ۱۴۳۶ھ)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(2)......اَدیب شہیر ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری مَدَّظِلُّہُ الْعَالِی

(پرنسپل مادرِ علمی نارتھ ناظم آباد، ایڈیٹر المظہر کراچی)

آپ کا گرامی نامہ اور تحفہ محبت ''**باطنی بیماریوں کا علاج**'' نظر نواز ہوئے، اگرچہ آپ نے کتاب کا نام ''**باطنی بیماریوں کی معلومات**'' لکھا ہے مگر احقر نے جب مطالعہ کیا تو اسے بجائے ''**معلومات**'' کے ''**علاج**'' خیال کیا، کتاب میں جن باتوں کا احاطہ کیا گیا ہے اس میں عوام ہی نہیں خواص بھی مبتلا نظر آتے ہیں، اس لیے اس کتاب کی تدوین واِشاعت بروقت ہے، حضرت مولانا محمد الیاس عطار قادری صاحب زِیْدَ عِنَایَتُہٗ نے اس عنوان پر کتاب کی ضرورت وخواہش کا جو اظہار فرمایا وہ ان کی دور بینی ہے، مولیٰ تعالیٰ انہیں سلامت اور باحفاظت رکھے۔ مجلس **المدینۃ العلمیۃ** کے تمام احباب لائق تعریف ہیں، مولیٰ تعالیٰ سب کو دل بھاتی خوشیاں عطا فرمائے۔

(آمین) (تاریخ: ۳۰ مارچ ۲۰۱۶ء)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(3)..... مفکر ملت حضرت مولانا افضل شاہد اعوان مَدَّظِلُّہُ الْعَالِی

(مدیر اعلی سہ ماہی مجلہ البرھان الحق، واہ کینٹ پنجاب پاکستان)

''دعوت اسلامی'' ہماری قابل فخر تبلیغی اور اِصلاحی جماعت ہے جو امیر دعوت اسلامی حضرت علامہ ابو بلال محمد الیاس عطار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُھُمُ الْعَالِیَہ کی قیادت وسیادت میں مسلسل آگے بڑھ رہی ہے اور مختلف شعبہ جات میں کامیابی وکامرانی کے جھنڈے گاڑے جارہی ہے، دعوتِ اسلامی کا ایک شعبہ مجلس **المدینة العلمیة** کے نام سے کام کررہا ہے جو کہ بیش بہا علمی اور اصلاحی کتب خوبصورت اور پرکشش انداز میں شائع کررہا ہے۔ کتاب **''باطنی بیماریوں کی معلومات''** اسی مجلس کی ایک انتہائی مفید اور اصلاحی کتاب ہے جس میں امامِ اہلسنت مولانا شاہ امام احمد رضا خان عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحْمٰن کے فتاویٰ رضویہ اور عارِف بِاللّٰہ علامہ عبدالغنی نابلسی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ اور حجۃ الاسلام حضرت سیدنا امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کی کتب سے استفادہ کرتے ہوئے ۷۴ مختلف **باطنی بیماریوں** کے حوالے سے **قابل قدر معلومات** جمع کی گئی ہیں، بیماری جسمانی ہو یا روحانی اس کا علاج تب ہی ممکن ہے کہ اس کے بارے میں آگہی ہو۔ جسمانی بیماریوں کے حوالے سے تو ہم لوگ بہت ہی محتاط رہتے ہیں، اگر کوئی بیماری لگ جائے تو اس کا مکمل علاج کرائے بغیر چین سے نہیں بیٹھتے، چاہے اس پر لاکھوں روپیہ ہی کیوں نہ صرف کرنا پڑے لیکن روحانی بیماریوں کی طرف ہم

بہت ہی کم توجہ دیتے ہیں۔ ہمیں علم ہی نہیں ہوتا کہ ہم فلاں فلاں بیماری میں مبتلا ہیں۔ حالانکہ جسمانی بیماریوں سے روحانی بیماریاں دنیوی زندگی کے نقصان کے ساتھ ساتھ اُخروی زندگی کے خسارے کا بھی باعث بنتی ہیں۔ دنیا میں اُن سے اِنسان کی شخصیت داغدار ہو جاتی ہے اور آخرت میں بھی بہت سے گناہوں کا بوجھ اٹھانا پڑتا ہے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ **"باطنی بیماریوں کی معلومات" ایک بہت ہی مفید اور عمدہ کتاب ہے** جس میں ۷۴ باطنی بیماریوں کی تعریفات بھی بیان کر دی گئی ہیں اور پھر اُن کے اسباب کے ساتھ ساتھ اُن کا علاج بھی بیان کیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ کے علاوہ بہت سی متعلقہ معلومات، حکایات اور اقوال کو جمع کر دیا گیا ہے۔ **ہر خاص و عام کے لیے اِس کا مطالعہ انتہائی مفید ہے۔**

(تبصرہ کتب، سہ ماہی مجلہ البرہان الحق، اگست تا اکتوبر 2015ء)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب!　　صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(4)...نواسۂ تلمیذ اعلیٰ حضرت، حضرت مولانا محمد اعظم قادری مَدَّظِلُّہُ الْعَالِی

(مہتمم جامعہ آمنہ ضیاء البنات کا کول روڈ حسن ٹاؤن ایبٹ آباد پاکستان)

باطنی بیماریوں کی معلومات پر ایک کتاب کچھ عرصہ پہلے ملی اور ساتھ ہی اس پر

تبصرہ کرنے کا حکم ملا، کتابِ ہذا میں قرآنی آیات، اُن کے مختصراً تفسیری اَقوال، اعلیٰ حضرت امامِ اہلسنت رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ کے فتاویٰ رضویہ، علامہ عبدالغنی نابلسی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ، امام غزالی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ ودیگر علمائے امت کے علوم کی خیرات سے لبریز نظر آتی ہے، اس میں ۴۷ باطنی امراض، ان کے اسباب اور ساتھ ہی ان کا علاج بتایا گیا ہے۔ یقیناً یہ کتاب ہر خاص وعام کے مطالعے کے لیے انتہائی مفید ہے۔

(5نومبر 2015ء)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(5)...... پروفیسر حافظ محمد معروف مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی

(نشاط کالونی، مکھی روڈ، چکوال، پنجاب پاکستان)

آپ کی جانب سے کتاب ''باطنی بیماریوں کی معلومات'' موصول ہوئی۔ کہیں کہیں سے مطالعہ کیا، باطنی بیماریوں کی اِصلاح کے لیے بہت مفید کتاب ہے، کیونکہ باطن پاک صاف ہوگا تو جب ہی ظاہری اَعمال بھی درست ہوں گے اور اُن کی قبولیت ہوگی۔ اللہ تعالیٰ دعوتِ اسلامی کی دینی خدمات کو اپنی بارگاہ میں مقبول فرمائے اور مزید اسلام کی اشاعت وتبلیغ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(15نومبر 2015ء)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(6)......حضرت مولانا محمد عبد اللہ قادری مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی

(امام وخطیب جامع مسجد دیارِ حبیب شیر پاؤ کالونی سیکٹر الیف/ 1 لانڈھی کراچی)

آپ کا تحفہ کتاب ''باطنی بیماریوں کی معلومات'' وجدانی کیفیت کے ساتھ ملا، چند ایک نشست میں اوّل تا آخر ایک ایک لفظ پڑھا، سرور وانبساط دل وجان محسوس ہوئی۔مولیٰ تعالیٰ مجلس المدینۃ العلمیۃ کو دن گیارہویں ورات بارہویں ترقیاں عطا فرمائے۔(آمین) (25جنوری2016ء)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(7)......استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ محمد اسحاق ظفر مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی

(دار العلوم حنفیہ ضیاء القرآن، اسلام آباد پنجاب پاکستان)

آپ کا ارسال کردہ تحفہ ''باطنی بیماریوں کی معلومات'' موصول ہوا ہے، تنگیٔ وقت کے باعث مختصر سا جائزہ لیا ہے مگر اس مختصر جائزے میں ہی یہ بات منکشف ہوگئی ہے کہ آپ عوام وخواص کو عظیم سرمایۂ علمی عطا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں، اس امر پر ہم آپ کو ہدیہ تبریک پیش کرتے ہیں اور اس گراں قدر تحفہ کی ترسیل پر مشکور ہیں۔اللہ تعالیٰ آپ کی اس سعی جمیلہ کو قبول ومنظور فرمائے۔آمین

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(8)......حضرت مولانا محمد حنیف عباسی خلیلی مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی

(مہتمم مدرسہ انوارالقرآن مجددیہ رحیمیہ شہر دڑو ضلع ٹھٹھہ باب الاسلام سندھ پاکستان)

آپ کی طرف سے ارسال کی ہوئی کتاب ''باطنی بیماریوں کی معلومات'' ملی، اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ کچھ مطالعے کے بعد ایسا لگا کہ اِس کتاب کی ہر عام وخاص مسلمانوں کو اشد ضرورت ہے، امید ہے کہ کسی اسلامی بھائی کو راہِ ہدایت مل جائے اور باطنی اَمراض سے نجات ہوجائے، قادِر کریم آپ کو مزید دِین ودنیا کی ترقیاں عطا فرمائے اورخوب برکتیں عطا فرمائے۔آمین جَزَاکُمُ اللّٰہُ خَیْراً فِی الدَّارَیْن

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(9)......استاذ العلماء حضرت علامہ حافظ عبدالحلیم نقشبندی مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی

(مہتمم، ناظم اعلیٰ جامعہ انوارالاسلام غوثیہ رضویہ لائن پارک چکوال پنجاب پاکستان)

آپ کا اِرسال کردہ تحفہ ''باطنی بیماریوں کی معلومات'' ملا، آپ حضرات کی مساعیٔ جمیلہ قابل صد تحسین اور لائق تبریک ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ ایک سے ایک بڑھ کر محبوب ومرغوب عمل ہے، اللّٰہ کے حضور دعا ہے کہ آپ کے علم وعمل اور دیگر کاموں کو اورعروج عطا فرمائے۔امیر دعوتِ اسلامی کا سایہ باری تعالیٰ قائم رکھے اور انہیں بہتر بدلہ عطا فرمائے۔آمین (13اگست2015ء)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(10)......حضرت مولانا قاری مقبول خالد قادری مدظلہ العالی

(در لگن فیض عام دربارشاہ دولہ گجرات پنجاب پاکستان)

آپ کی کتاب "**باطنی بیماریوں کی معلومات**" پڑھنے کا شرف حاصل ہوا جسے پڑھ کر ایمان کی روح تازہ ہوگئی اور یہ رہِ انسانیت کے لیے ایک قیمتی تحفہ سے کم نہیں، میں اس کتاب کی اشاعت پر مبارک بار پیش کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ آئندہ تصانیف بھی روح پرور ہوں گی، **اللہ تعالیٰ** اس کا اجرِ عظیم اور ان پر اپنی رحمتوں کا نزول فرمائے۔ آمین

صَلُّوا عَلَى الْحَبِيْب! صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

(11)......مصنف کتب کثیرہ، مؤرخ اہلسنت میاں محمد صادق قصوری مدظلہ العالی

(بانی وناظم اعلیٰ مرکزی مجلس امیر ملت پاکستان، بانی صدر مجاہد ملت فاؤنڈیشن پاکستان)

آپ نے ایمان افروز تحفہ بصورتِ کتاب مستطاب "**باطنی بیماریوں کی معلومات**" ارسال فرمایا ہے، شکریہ قبول فرمایئے، **اللہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو جزائے خیر سے نوازے، مَاشَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ کتاب صوری ومعنوی لحاظ سے بے نظیر وبے مثال ہے، آپ نے ایسا موضوع اختیار فرمایا ہے جو تمام زندگی سے تعلق رکھتا ہے، اِنْ شَآءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ آپ کی

اس کاوش سے بے شمار سیہ کار راہِ راست پر آ کر اپنی عاقبت سنواریں گے۔ آمین

(22اگست2015ء)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(12)......حضرت مولانا حاجی عبد المجید کاشمیری مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی

(بانی و مہتمم دینی مدارس بیلہ چیز ضلع پونچھ آزاد کشمیر پاکستان)

آپ کی ارسال کردہ کتاب ''باطنی بیماریوں کی معلومات'' موصول ہوئی، بے مثال کتاب ہے، ذہن کے دروازے کھول دیتی ہے، نفاق وحسد اور تکبر کے بارے میں بہت اور اچھی اور علمی معلومات ہیں۔ شیخ طریقت، امیر اہلسنت بانی دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادری رضوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ دعوتِ اسلامی کے عظیم رہنما، محبت رسول صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پرچار کرنے والے اور سنتوں پر علم وعمل کے ذریعہ روشناس کرانے والے اِس دنیا کے صفِ اَوّل کی شخصیات میں شمار کیے جاتے ہیں، اللہ تعالی اِس عظیم مشن میں سب کو کامیاب کرے، دعوتِ اسلامی کا بول بالا ہو۔ آمین

(26اگست2015ء)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(13)......شہزادۂ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد محمود احمد

مدظلہ العالی (جامعہ اسلامیہ جی ٹی روڈ تھپلہ کھاریاں ضلع گجرات پنجاب پاکستان)

آپ کی مرسلہ کتاب ''**باطنی بیماریوں کی معلومات**'' موصول ہوئی، میری سوچ کے مطابق یہ کتاب اَمراضِ باطنیہ کے مریضوں کے لیے اپنے من میں پائی جانے والی غیر مرئی بیماریوں کی نشاندہی اور اُن کے علاج کا مؤثر ذریعہ ہے، اس کے مندرجات پرعمل پیرا ہوکر من کے روگ دُور کیے جاسکتے ہیں اور باطن کو اُجلا کیا جاسکتا ہے، یادرہے کہ مہلک اَمراضِ رُوحانیہ باطنیہ سے قلب صاف ہوگا تو ہی قالب صاف ہوگا، کیونکہ باطنی بیماریاں دل کو مردہ کرتی ہیں اور اُن سے شفایابی کا نام زندگی ہے۔ اور یہ بات اظہر من الشّمس ہے کہ باطنی بیماریوں کے بارے میں معلومات ہوں گی تو ہی اُن سے نجات کی صورت بنے گی، ورنہ باطنی مریض ہونے کے باوجود اِنسان غلط فہمی کی بنا پر اپنے آپ کو صحت مند سمجھتا ہوگا نتیجتاً اِنسان خسارے میں ہی رہے گا، بایں وجہ یہ کتاب ہر فرد کے لیے ضروری ہے، ہر شخص کو چاہیے کہ وہ اُسے سبقاً پڑھے، پھر وقتاً فوقتاً اسے زیر مطالعہ رکھے اور اس کے مضامین پر عمل پیرا ہوکر دارَین کی سعادتیں حاصل کرے اور دنیا و آخرت میں سُرخُرو ہو۔ دعوتِ اسلامی کی مجلس المدینۃ العلمیۃ کے کارکنان اس مبارک کوشش پر ہدیہ تبریک کے مستحق ہیں جنہوں نے اس اہم و ضروری کام کو نہایت ہی خوش اسلوبی کے ساتھ سرانجام دیا۔ (22نومبر 2015ء)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(14)......استاذ العلماء پروفیسر محمد یوسف فاروقی الازہری

مَدَّظِلُّہُ الْعَالِی (استاذ دار العلوم گلزار حبیب میر پور کشمیر)

ایک عزیز کی معرفت آپ کی طرف سے ہدیہ اخلاص ومحبت بصورت کتاب بعنوان ''**باطنی بیماریوں کی معلومات**'' موصول ہوا، **جَزَاکُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَحْسَنَ الْجَزَاء** (یعنی **اللّٰہ** عَزَّوَجَلَّ آپ کو بہترین جزا عطا فرمائے۔آمین) یہ ایک اچھی کاوش ہے بالخصوص حکایات کے اِضافہ سے اس کی دلکشی وجاذبیت (Attraction) میں مفید اثرات پیدا ہوگئے ہیں۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(15)......مصنف کتب کثیرہ، شیخ طریقت، پیر سید صابر حسین شاہ بخاری القادری مَدَّظِلُّہُ الْعَالِی

(ادارۂ فروغِ افکارِ رضا، امام اہل سنت لائبریری برہان شریف، ضلع اٹک پنجاب پاکستان)

آپ کی کتاب ''**باطنی بیماریوں کی معلومات**'' ایک تحفہ بے بہاء ہے، اگر اس کا نام ''**باطنی بیماریوں کا علاج**'' ہوتا تو بہتر رہتا، کیونکہ اس میں تقریباً تمام باطنی بیماریوں کی نہ صرف معلومات دی گئی ہیں بلکہ علاج بھی بتایا گیا ہے۔صوری اور معنوی لحاظ سے یہ ایک بے مثال کتاب ہے۔شعبۂ بیاناتِ دعوتِ اسلامی کی جانب سے یہ ایک اہم دستاویز سامنے آئی ہے۔ہر ایک مسلمان کے زیر مطالعہ یہ کتاب رہنی چاہیے۔اگر اس

میں یہ پوشیدہ بیماریاں (مہلکات) ہوں تو اُن سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہیے، امید واثق ہے جو آدمی اس کتاب کا مطالعہ اِنہماک سے کرے گا تو وہ باطنی بیماریوں سے دُور ہوجائے گا، اِنْ شَآءَاللہ عَزَّوَجَلَّ اور جو اِن بیماریوں سے چھٹکارا حاصل کرلے تو میرے نزدیک وہ ''ولی'' ہے۔ کتاب انتہائی عام فہم انداز میں خوبصورت عنوانات لیے جاذب نظر سرورق کے ساتھ اشاعت پذیر ہوئی ہے۔ اس میں میں مجلس کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور دعا گو بھی ہوں کہ اللہ کرے زورِ اشاعت اور زیادہ، آمین۔ (۱۷ شوال المکرم ۱۴۳۵ھ بمطابق ۱۳ اگست ۲۰۱۵ء)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(16)......حضرت مولانا صاحبزادہ پیر محمد ظہیر الدین معظمی مَدَّظِلُّہُ الْعَالِی

(بانی ومہتمم قمر العلوم جامعہ معظمیہ قمر سیالوی روڈ گجرات پنجاب پاکستان)

آپ کی طرف سے ارسال کردہ کتاب ''باطنی بیماریوں کی معلومات'' موصول ہوئی، میں شکر گزار ہوں کہ آپ نے اتنے قیمتی ہدیہ سے نوازا۔ کتاب ہر اعتبار سے انتہائی خوبصورت ہے۔ طباعت بہت معیاری ہے، کتاب کے مندرجات بہت ہی عمدہ ہیں، میری دعا ہے کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ بانی دعوتِ اسلامی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کو عمر خضر عطا فرمائے اور دِین کا اجالا ہر سو پھیلتا رہے۔ آمین (22 جولائی 2015ء)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب ! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(17)...شہزادہ علامہ محمد عالم مختار حق جناب محبوب عالم تھابل

مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی (شہاب ٹاؤن اعوان کالونی، بندر روڈ مرکز الاولیاء لاہور)

آپ کی ارسال کردہ کتاب ''**باطنی بیماریوں کی معلومات**'' موصول ہوئی جس کے لیے شکر گزار ہوں۔ زیر نظر موضوع کے لحاظ سے اس وقت اخلاقی طور پر انحطاط پذیر اس معاشرے میں ایسی کتاب کی اشد ضرورت تھی جو آپ کے ادارے نے پوری کی۔ **اللہ تعالی** جزائے خیر عطا فرمائے اور ہمیں اِن مہلکات سے بچنے کی توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین (18 جولائی 2015ء)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(18)...حضرت مولانا ظہور احمد چشتی بروہی مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی

(مدرس دار العلوم محمد غوثیہ ضیاء کوٹ (سیالکوٹ) کینٹ پنجاب پاکستان)

گذشتہ دنوں آپ کی ارسال فرمودہ کتاب ''**باطنی بیماریوں کی معلومات**'' باصر نواز ہوئی۔ یہ کتاب روحانی و باطنی بیماریوں کے انسائیکلو پیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ بیماریوں کی نشاندہی آیات قرآنی کے ساتھ کر کے حقیقت کو خوب ذہن نشین کرایا گیا ہے۔ جملہ بیماریوں کے اَسباب وعلاج کے ذِکر کے ساتھ اِس کتاب کی افادیت بڑھ گئی ہے۔ اس کا گہری نظر سے مطالعہ اور اس پر عمل انسان کو تقویٰ کے عروج اور زُھد

کی بلندیوں سے ہمکنار کرسکتا ہے۔ ہر مسلمان کو اِس کتاب کا مطالعہ کرنا اور اِس سے اِستفادہ کرنا چاہیے۔ اِس کتاب کی طباعت اور دیدہ زیب کتابت دل کو بھاتی ہے۔ مجلس المدینۃ العلمیۃ نہایت اہم موضوعات پر کتابیں شائع کرکے امت مصطفوی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اعلیٰ تعلیم وتربیت اور علمی درسی کتب کو پورا کر رہی ہے۔ اللہ رَبُّ الْعٰلَمِیْن دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین (20 ستمبر 2015ء)

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(19)......حضرت مولانا اعجاز احمد نقشبندی مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی

(ٹیاری، باب الاسلام سندھ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ”باطنی بیماریوں کی معلومات“ چند مقامات سے پڑھنے کا شرف حاصل ہوا، بہت ہی مفید پایا۔ ایسے موضوع پر تصنیف کی اشد ضرورت تھی جو کہ غالباً صرف دعوتِ اسلامی کو سعادت حاصل ہوئی، باطن کی قرآن واحادیث میں بڑی اہمیت ہے۔ جو بھی اس کتاب کا مطالعہ کرے وہ بہت جلد اپنے باطن کی اصلاح کرے گا۔

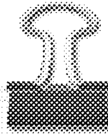
صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

(20)......حضرت مولانا احمد رضا مگسی قادری مَدَّ ظِلُّہُ الْعَالِی

(محراب پور سکرنڈ، نواب شاہ باب الاسلام سندھ پاکستان)

ربیع الاول کے بابرکت مہینے میں آپ کی کتاب ''**باطنی بیماریوں کی معلومات**'' کا تحفہ ملا، جسے دیکھ کر اور پڑھ کر بہت خوشی محسوس ہوئی اور دل سے دعا نکلی کہ **اللہ** عَزَّوَجَلَّ **دعوت اسلامی** کو قیامت تک شاد وآباد رکھے اور نظر بد سے بچائے اور مزید ہمت اور ترقی عطا فرمائے۔ آمین

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد



علم میں اِضافے کا راز

دعوتِ اسلامی کے اِشاعتی ادارے مکتبۃ المدینہ کی مطبوعہ ۱۱۸ صفحات پر مشتمل کتاب ''**اَعرابی کے سوالات اور عربی آقا** صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے **جوابات**'' صفحہ ۷ پر ہے: حضرت سیدنا **عبد اللہ بن مسعود** رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ فرماتے ہیں: ''علم میں زیادتی تلاش سے اور واقفیت سوال سے ہوتی ہے تو جس کا تمہیں علم نہیں اس کے بارے میں جانو اور جو کچھ جانتے ہو اس پر عمل کرو۔'' (جامع بیان العلم وفضلہ، ص ۱۲۲، رقم: ۴۰۲) حضرت سیدنا امام اصمعی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی سے کسی نے عرض کی: ''آپ نے اتنا علم کس طرح حاصل کیا؟'' فرمایا: ''سوالات کی کثرت اور اہم باتوں کو اچھی طرح یاد رکھنے کی وجہ سے۔'' (جامع بیان العلم وفضلہ، ص ۱۲۶، رقم: ۴۱۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قرآن وسُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرِب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتماع میں رِضائے الٰہی کیلئے اچھّی اچھّی نیّتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی التجا ہے۔ عاشِقانِ رسول کے **مَدَنی قافلوں** میں بہ نیّت ثواب سُنّتوں کی تربیّت کیلئے سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذَرِیعے **مَدَنی اِنعامات** کا رِسالہ پُر کر کے ہر مَدَنی ماہ کے اِبتِدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذِمّے دار کو جمع کروانے کا معمول بنا لیجئے، اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گناہوں سے نفرت کرنے اور ایمان کی حفاظت کیلئے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشِش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشِش کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشِش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

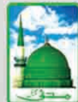







MC 1286


ISBN 978-969-631-289-5
0101074



فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)

UAN: +923 111 25 26 92 Ext: 1284

Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net